315

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،22۔جون 2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی

317

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرہواں اجلاس

سوموار، 22۔ جون 2009

(یوم الاثنین، 28۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن أیات 14 تا 28

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاo اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمھارے پروردگار کی ذات ہے (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گیo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو اِک آسرا یہی ہے
تجلیوں کے کفیل تم ہو مرادِ قلبِ خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحاریک استحقاق ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

سید عبدالقادر گیلانی: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عبدالقادر گیلانی صاحب بات کر لیں۔

قومی کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے
حکومت پنجاب سے عملی اقدام اٹھانے کا مطالبہ

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ سب سے پہلے میں اپنے ملک پاکستان کی عوام کو، آپ کو اور اس پارلیمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے ٹیسٹ سیریز ورلڈ کپ جیتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہماری قوم میں ایک خوشی کی لہر دوڑی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اپنی پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے جیسے ہمارے ملک کے صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے ٹیم کے کیپٹن اور فائنل کے مین آف دی میچ کے لئے دس دس لاکھ روپے اور ساری کرکٹ ٹیم کے ممبران کے لئے پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے جو کہ ان کی وطن واپسی پر ان کو دیا جائے گا جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی اور وزیراعظم صاحب نے پاکستان کی کرکٹ ٹیم جب وہ وطن واپس آئیں گے تو ان کے لئے ایک warm welcome reception وزیراعظم ہاؤس میں رکھا ہے۔ یہ کرنا بہت ضروری ہے تو میری پنجاب کی حکومت کے لئے بھی یہ ایک گزارش ہے کہ پنجاب حکومت بھی ہماری کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے جب وہ وطن واپس آئیں تو کچھ نہ کچھ ان کے لئے کیا جائے، ان کو warm welcome دیا جائے اور ان کو انعام بھی دیا جائے۔ یہ میری گزارش ہے، بہت بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل جس طرح گیلانی صاحب نے کہا ہے کہ کرکٹ کی ٹیم کی کامیابی کے ساتھ ساتھ کل محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کا جنم دن تھا، سالگرہ تھی اس پر پارٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پارٹی اس دفعہ کیک نہیں کاٹے گی بلکہ صبح قرآن پاک کی تلاوت کے بعد ان کے لئے خون کے عطیات دیئے جائیں گے اور تجدید عہد کیا جائے گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے اپنی جان کی قربانی دی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، انہیں پتا تھا کہ یہ دہشت گرد میرے پیچھے ہیں۔ اس کے باوجود وہ ملک میں آئیں اور انھوں نے اس ملک میں جو دہشت گرد اسلام آباد پر قبضہ کرنا چاہتے تھے آج ان کے اس آغاز جنگ سے اللہ کے فضل سے آج بی بی سی نے یہ رپورٹ دی ہے کہ اسلام آباد پر جو طالبان کے قبضے کا تصور تھا وہ آج پیپلز پارٹی کی حکومت میں ختم ہو چکا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے اس آغاز کے ساتھ، اس دہشت گردی کی جنگ کے خلاف کل پورے ملک میں پارٹی کے کارکنوں نے، محب وطن پاکستانیوں نے اپنے خون کے عطیات دیئے اور اپنے ان فوجی بھائیوں کے لئے اور متاثرین سوات کے لئے خون اکٹھا کیا گیا۔ میں پورے ملک میں ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس مشکل وقت میں اپنی قوم اور اپنے ملک کے لئے یہ خون کے عطیات دیئے۔

جناب والا! یہاں پر میں خصوصی طور پر ہماری مسلم لیگ (ق) کی ایک ایم پی اے ثمینہ خاور حیات صاحبہ ہیں انھوں نے اپنا خون بھی دیا اور ان کے میاں نے بھی آکر اسمبلی کے باہر خون دیا، میں ان کا مشکور ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اخبار میں ایک خبر آئی ہے کہ ایم پی ایز نے خون نہیں دیا تو میں نے خود خون دیا ہے، ہمارے منسٹر فنانس نے خون دیا ہے، ساجدہ میر صاحبہ، گھ گھرکی صاحب اور کافی سارے ایم پی ایز نے خون دیا ہے، کچھ ایسے ایم پی ایز ہوں گے جنھوں نے بیماری کی وجہ سے خون نہ دیا ہو باقی سب لوگوں نے خون دیا ہے تو میں اس کی بھی درستی چاہتا ہوں اور ایک دفعہ پھر محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی خدمات کی وجہ سے، جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی خدمات کی وجہ سے آج ملک قائم ہے، ان کی خدمات کی وجہ سے آج یہ تصور ختم ہو چکا ہے کہ

اسلام آباد پر دہشت گرد قبضہ کریں گے۔ انشاء اللہ ان کے خلاف ہماری جنگ ہے اور ان کو ملک سے نکال کر رہیں گے جب تک ایک بھی دہشت گرد ہے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! رات کے میچ کی خوشی کے جو جذبات سب کے ہیں ہمارے بھی اسی طرح کے ہیں لیکن چونکہ اس وقت اجلاس مرکز میں اور یہاں پر چل رہا ہے اور تمام قوم کی جو نظریں ہیں وہ اس وقت ایوانوں پر لگی ہوئی ہیں۔ دو دن پہلے بجلی کے ریٹ ستائیس فیصد بڑھنے سے عوام پر جو بجلی گری تھی اس سے جتنے دل گرفتہ تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خوشی قوم کو دے دی ہے اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا بھی مشکور ہوں اور اس ٹیم کا بھی مشکور ہوں جو لڑے مگر یہ تو ان کے بس میں نہیں تھا کہ بجلی کے ریٹ کم کروا سکتے لیکن انھوں نے وہ بجلی گرنے کے بعد ایک خوشی کی چمک اور رمک لوگوں کے چہروں پر دہرا دی۔ ہمارے جو باہر کھلاڑی گئے ہوتے ہیں یہ ہمارے سفیر ہوتے ہیں، وہ جب ملک سے باہر جاتے ہیں تو ان کا conduct، ان کی جو tenacity and doggedness ہوتی ہے اس سے قوم کی tenacity کا پتا چلتا ہے، قوم کے لڑنے کا پتا چلتا ہے، ان کی organization کا پتا چلتا ہے، ان کے عزم اور حوصلوں کا پتا چلتا ہے اس لئے ہمیں اپنی ترجیحات میں پنجاب کے اندر بھی اپنے بجٹ میں کھیلوں کے لئے کوئی زیادہ بجٹ مختص کرنا چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کو، پوری قوم کو اور پنجاب کے اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ بہت عرصہ کے بعد ہماری قوم کو یہ خوشی نصیب ہوئی ہے اور جو لوگ مرجھائے ہوئے تھے ان کو ہنسنے کا ایک موقع ملا ہے تو میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ یہ خدا کا انصاف ہے۔

مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

کہ وہی دو ٹیمیں آمنے سامنے ہوئیں۔ پاکستان سے کرکٹ ٹیم کو ختم کرنے کے لئے، پاکستان کی کرکٹ کو ختم کرنے کے لئے ہمارے ہمسایہ دشمن ملک نے جو یہاں پر دہشت گردی کی، جو سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا کیسا ہمیں یہاں پر دکھایا کہ وہی دو ٹیمیں سری لنکا اور پاکستان آپس میں فائنل میں پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے حصہ میں یہ عزت جو تھی وہ لکھ دی۔ اس طریقے سے پاکستان کی جو کرکٹ ہے اس کو جو بقاء مل گئی ہے اور اس کو جو پوری دنیا میں appreciation مل گئی ہے یہ اسلام دشمن لوگوں پر اور پاکستان دشمن لوگوں پر بہت بڑا جوتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پاکستان کرکٹ ٹیم کو اس اسمبلی کے floor سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں جب پوری قوم مایوسی کے عالم میں تھی اور خاص طور پر اس کرکٹ میچ کے حوالے سے جو پاکستان نے کل جیتا ہے اس میں ایک اہمیت کا پہلو یہ تھا کہ ہمارے تین کھلاڑی ان متاثرہ علاقوں سے ہیں جو آج کل مہاجرین بنے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس کو بڑا welcome کیا۔ وہ اپنے غم وقتی طور پر بھول گئے اور پاکستان کے جیتنے کی خوشی میں نعرے بازی کی اور انھوں نے یہ ثابت کیا کہ وہ پاکستانی ہیں اور پاکستان کے ہر دکھ میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے جو فون ہیں یہ آج کل اسمبلی کے اجلاس کے دوران بجتے رہتے ہیں، کیا اس کے لئے سکیورٹی سسٹم lapse ہو گیا ہے یا jammers کام نہیں کر رہے یہ کیا مسئلہ ہے، اس کی ذرا انکوائری کی جائے کہ jammers کیوں نہیں کام کر رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح آپ نے نشاندہی کی ہے تو jammers کا ہم نے کہا ہوا ہے، وہ خراب ہو گئے تھے ان کو ٹھیک کر رہے ہیں اور آج وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ دوسری بات میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی سید عبدالقادر گیلانی صاحب نے آج جس بات کی نشاندہی کی ہے واقعی یہ پوری قوم کے لئے ایک بڑی خوشی کی خبر ہے اور میں زیادہ اہم بات جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ spirit جو پاکستانیوں کے اندر موجود ہے اس spirit کو ختم کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے کل کی

جیت کے بعد جس طرح پورے پاکستان کے اندر خوشیاں منائی گئیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ پاکستان کی فتح تھی، پاکستانیوں کی فتح تھی اور پاکستان پر بری نظر رکھنے والے جو ہیں ان کی بری نظر پاکستان کو انشاء اللہ تعالیٰ ختم نہیں کر سکے گی۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 22 ہے۔ جی، محترمہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اگر لاء منسٹر صاحب کو وہ مل گیا ہے تو کیا وہ آج اس کو لینا پسند فرمائیں گے وہ فیصل آباد کے واقعات کے بارے میں ہے، کیا توجہ دلاؤ نوٹس تحاریک استحقاق سے پہلے نہیں آتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ general discussion ہے اس میں وہ لئے نہیں جا سکتے، جیسے ہی یہ general discussion کے دن ختم ہوتے ہیں تو ہم اس کو پھر take up کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

ایس ایچ او تھانہ لبرٹی گلبرگ لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 30-4-2009 کو بوقت 11.00 بجے دن مسٹر عامر سلیم ایس ایچ او لبرٹی

تھانہ گلبرگ لاہور کو فون کیا اور استدعا کی کہ میری ایف آئی آر جو میں نے مورخہ 2009-4-26 کو درج کروائی تھی اس پر کارروائی کا عمل تیز کر دیا جائے کیونکہ آج پھر صبح سے مسلسل دھمکی آمیز calls موصول ہو رہی ہیں اور مذکورہ شخص نے انتہائی راست قدم اٹھانے کی وارننگ دی ہے۔ میری بات سننے کے بعد ایس ایچ او نے انتہائی تلخ آمیز لہجے میں کہا کہ میں آپ کا ذاتی ملازم نہیں ہوں کہ فوری کارروائی عمل میں لے آؤں۔ آپ کا کام ایف آئی آر درج کروانا تھا آگے کارروائی ہم اپنی مرضی سے کر لیں گے۔ میں نے دوبارہ استدعا کی کہ آپ جلد از جلد کارروائی کریں ایسا نہ ہو کہ موصوف caller کہیں اپنے گھناؤنے منصوبے میں کامیاب ہو جائے۔ تب موصوف ایس ایچ او نے سخت غصے میں مجھے کہا کہ بی بی! آپ فون بند کریں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں، جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ موصوف ایس ایچ او سے ابھی بات ہو رہی تھی کہ فون بند کر دیا۔ موصوف آفیسر کا ایک خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک، ہتک آمیز اور توہین آمیز رویے سے بات کرنا اس کے تحفظات کا خیال نہ رکھنا جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق تحفظ فراہم کرنا پولیس کی ذمہ داری بھی ہے۔ موصوف ایس ایچ او کے اس رویے کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ایس ایچ او صاحب میرے گھر آئے ہیں اور انھوں نے مجھ سے بہت humbly request کی ہے کہ آپ میرے اس رویے پر مجھے معاف کر دیجئے، واقعی میں بہت شرم محسوس کر رہا ہوں تو میں نے ان سے یہ وعدہ لیا ہے کہ آئندہ آپ کبھی بھی کسی خاتون کے ساتھ اس طرح بات نہیں کریں گے تو انھوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے لہذا میں اپنی یہ تحریک استحقاق واپس لیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ کی سٹیٹمنٹ پر یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 24 جناب محمد نوید انجم صاحب کی ہے ان کی طرف سے بھی in writing آ گیا ہے کہ یہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 26 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے

ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔لہذا یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں نے ہفتے والے دن آپ سے اجازت لی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ میں پیر والے دن اپنا point of view پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں نے 15 تاریخ کو Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997 کے سیکشن 70(a) and (c) کے تحت ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی لیکن شومئی قسمت کہ اسی حوالے سے میری تحریک کو disallow کر دیا گیا۔ مجھے یہ لیٹر ملا ہے کہ آپ کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق کے نوٹس کے حوالے سے گزارش ہے کہ جناب سپیکر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 70(a) and (c) کے تحت۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ نے میرے چیمبر میں آکر مجھے یہ ساری بات بتائی تھی اور میں نے وہ ساری بات سن کر ہی آپ کو تحریک پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ پیش کریں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جی، میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے جو تحریک پیش کی تھی اس کے اندر یہ تھا کہ اسمبلی کے اندر جو سوال نمبر 558 پیش کیا گیا تھا اس کے جواب میں متعلقہ محکمہ نے جو تحریری تفصیل بیان کی ہے وہ نامکمل اور غلط اطلاعات پر مبنی ہے۔ متعلقہ محکمہ نے جان بوجھ کر حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا، یہ جواب کا حصہ ہے

جبکہ اس پراجیکٹ کے اندر 60 فیصد حصہ F.W.O کا ہے- میری گزارش ہے کہ F.W.O پرائیویٹ نہیں ہے بلکہ یہ ایک pure حکومتی ادارہ ہے۔(شور وغل)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House please.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: سوال میں بہت واضح طور پر پوچھا گیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈر جمع کروائے لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا- میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب جان بوجھ کر چھپایا گیا ہے چونکہ اس میں حصہ لینے والی کوئی اور کمپنی تھی ہی نہیں- سوال میں اس سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی اور ٹھیکہ کا طریق کار بھی پوچھا گیا تھا لیکن اس کا بھی جواب نہیں دیا گیا کیونکہ اس پر بھی rules of contract کے تحت کارروائی نہیں کی گئی بلکہ ایک پلیٹ میں رکھ کر وہ ٹھیکہ دے دیا گیا تھا اس لئے محکمہ نے جان بوجھ کا اس کا بھی جواب نہیں دیا- مزید پوچھا گیا تھا کہ ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا اس کا بھی جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب میں کہا گیا کہ کمپنی نے 29 ماہ کی مدت میں یہ پراجیکٹ مکمل کیا اور اس کمپنی کو شاباش دی گئی کہ انھوں نے ریکارڈ ٹائم میں یہ پراجیکٹ مکمل کیا- میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ پراجیکٹ ابھی تک بھی مکمل نہیں ہے what to talk of 29 months? جبکہ agreement کے تحت 42 ماہ کے اندر یہ پراجیکٹ مکمل کرنا تھا- انھوں نے کیوں کہا کہ 29 ماہ کے اندر مکمل ہوا تھا چونکہ انھوں نے اس وقت سے ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ انھیں 42 ماہ کے بعد ٹول ٹیکس وصول کرنا چاہئے تھا- لہذا اس چیز کو چھپانے کے لئے غلط بیانی کی گئی ہے- اس کے بعد ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے- میں ایک ٹول ٹیکس سے دوسرے ٹول ٹیکس پر جاتا ہوں تو مجھ سے 26 روپے لئے جاتے ہیں لیکن واپس آتا ہوں تو اسی ٹول ٹیکس سے دوسرے ٹول ٹیکس تک 21 روپے لئے جاتے ہیں- میرا گھر ایک ٹول پلازہ سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے وہاں سے بھی جب آدمی اپنی کار پر جاتا ہے تو اسے 26 روپے دینے پڑتے ہیں- انھوں نے لکھا ہے کہ ٹول ٹیکس کی شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے- انھوں نے اس طریقے سے لوٹ مار شروع کی ہے- اس کے اندر دیا گیا ہے کہ فیصل آباد سے لاہور تک ٹول ٹیکس 88 روپے ہے جبکہ یہ 124 روپے charge کرتے ہیں- عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چھوٹی سی چٹ لکھ کر کاؤنٹر کی سائیڈ پر لگا دی گئی ہے کہ آپ پچھلی پرچی دکھائیے تو یہاں پر آپ کا ٹول ٹیکس مستثنیٰ ہوگا- جو آدمی روزانہ آتا جاتا ہے اسے

توپتا ہے۔انھوں نے کہیں بورڈ نہیں لگایا، عوام کے لئے کہیں کھلے عام آویزاں نہیں کیا اور جو آدمی آتے ہیں وہ پانچ جگہ پر ٹیکس دے کر جان چھڑاتے ہیں اور یہ اس طرح 124 روپے وصول کرتے ہیں۔

میں آخر میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ محکمہ بار بار اس ایوان میں غلط بیان دینے کا عادی ہو چکا ہے۔پہلے بھی اسی طرح کی ایک تحریک پیش کی گئی تھی جس کے متعلق ان سے رپورٹ مانگی گئی تھی لیکن وہ رپورٹ آج تک یہاں پیش نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ یہ میری ذاتی چیز نہیں ہے بلکہ عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔نہ صرف میں بلکہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تقریباً 75 فیصد ممبران اس سڑک کا استعمال کرتے اور لاکھوں commuters روزانہ فیصل آباد سے لاہور آتے ہیں۔لیہ، بھکر، میانوالی اور پورے جنوبی پنجاب کے لوگ یہ سڑک استعمال کرتے ہیں اور وہ لوٹے جا رہے ہیں۔یہ لوٹ مار یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ میں مزید عرض کرتا ہوں کہ C&W کی ہر سال renewal fee for petrol pump پانچ ہزار روپے ہے۔یہ ہر پٹرول پمپ اور ہر سی این جی سٹیشن سے تین سے پانچ لاکھ روپے وصول کر رہے ہیں لیکن اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر short statement دے سکتے ہیں اور میرے خیال میں آپ نے وہ دے دی ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ کے پاس اس تحریک استحقاق کی کاپی آئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر اس پر فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کی کاپی مجھے ملی ہے۔محکمے کے جواب کے بغیر تو کچھ کہنا ناممکن ہے اس لئے اس کا جواب آنے دیں پھر اس کے مطابق عرض کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ ایک سال سے اس اسمبلی میں agitate ہو رہا ہے لیکن اس کا کوئی حل نہیں نکل رہا لہذا اس پر فوری طور پر جواب منگوائیں اور اس وقت تک کے لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب نے جو کمیٹی بنائی تھی ابھی تک محکمے نے پچھلے چار یا چھ ماہ سے اس کی رپورٹ نہیں دی تو مجھے خطرہ ہے کہ کل تک کیسے جواب آ جائے گا؟ لہذا

میری گزارش ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں ویسے بھی جب مجلس استحقاقات بنے گی تو اس نے take up ہونا ہے۔یہ پہلے ہی بہت عرصے سے pending ہے لہذا اسے مزید pending نہ کیجئے۔میں ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹول ٹیکس بڑھانے کے لئے پرسوں اخبار میں ان کا اشتہار آگیا ہے اور انھوں نے یکم جولائی سے پھر ٹول ٹیکس بڑھا دینا ہے۔اس کے متعلق جب تک کوئی immediate action نہیں ہو گا اُس وقت تک اس کا کوئی حل نہیں نکلے گا۔کیا میں پانچ سال تک انہی تحریکوں پر چلتا رہوں گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری:پوائنٹ آف آرڈر!جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ ایسا بار بار ہو رہا ہے کہ اسمبلی میں سوالات کے جوابات صحیح نہیں آتے۔اب اس معاملے کو چلتے ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن کوئی واضح جواب نہیں آیا۔کیا محکموں پر ہماری حکومت کی گرفت اتنی کمزور ہے کہ ان کی کوئی سنتا نہیں ہے؟جناب!مہربانی کر کے اس اسمبلی اور ہماری طاقت آپ ہی ہیں،کوئی زور لگا کر محکموں سے صحیح جوابات حاصل کریں۔یہ بابو ہمیں چکر ہی دیئے جا رہے ہیں۔آپ اس بارے میں کوئی سختی کے ساتھ رولنگ دیں کہ اگر اتنے دنوں تک اس کا جواب نہیں آئے گا تو محکمے والوں کو الٹا لٹکا دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بہت شکریہ۔ .I know what to do رانا ثناء اللہ صاحب!اس تحریک کو دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے،In the meanwhile آپ اس کا جواب منگوا کر اسمبلی میں پیش کریں۔

سالانہ بجٹ بابت سال 2009-10 پر بحث کا آغاز مورخہ 19۔جون 2009 کو ہوا تھا،آج بھی بحث جاری رہے گی۔بحث کے تیسرے دن یعنی آج کے لئے میرے پاس 85 معزز مقررین کی فہرست موجود ہے۔پہلے دن صرف ایک مقرر کی تقریر ہوئی اور دوسرے دن 15 مقررین کو موقع مل سکا۔لہذا میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ کم سے کم وقت میں اپنی تقریر مکمل کر لیں۔معزز اراکین سے یہ بھی استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو تقریر کا موقع فراہم کرنے کی غرض سے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کرنے سے گریز کریں۔اب میں میاں محمد رفیق صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی میں پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ہی بات کر رہا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! بہت ضروری بات عرض کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی سالگرہ پر بلڈ سنٹر قائم کرنے میں محکمہ صحت کے افسران کی عدم دلچسپی

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تقریر کے لئے نام دیا ہوا ہے اور ابھی میں نے سیکرٹری اسمبلی سے بھی دریافت کیا ہے۔ ہم نے پرسوں تقریر کرنے کے لئے نام دیئے تھے اس روز چونکہ ہماری باری نہیں آ سکی تھی۔ اب آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے آج تقریر کرنے کے لئے نام دیئے تھے ان کے نام پہلے پکاریں جائیں گے اور جو اس روز کی فہرست میں نام بچ گئے تھے ان کی باری بعد میں آئے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بالکل کسی بھی اصول کے خلاف ہے۔ جن کے نام رہ گئے تھے، جن کی 19 تاریخ کو باری نہیں آ سکی ان کو آج پہلے موقع ملنا چاہئے۔ اس میں ہمارا قصور تو نہیں ہے۔ پہلے اس فہرست میں موجود ممبران کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری اہم بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ کل محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی سالگرہ تھی۔ اس حوالے سے حکومت پنجاب سے ایک چھوٹی سے درخواست ہے، میں اس حوالے سے ایک explanation چاہتی ہوں۔ وزیر قانون صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ اس کا جواب دیں۔ محترمہ کی سالگرہ کے دن خون کے عطیات کی ایک national campaign تھی اور اس کے لئے وفاقی سیکرٹری صحت نے تمام صوبائی سیکرٹریز صحت کو بلا کر میٹنگ کی تھی۔ ہر صوبے میں ایک ایڈیشنل سیکرٹری کو

appoint کیا گیا کہ وہ اس کے لئے coordinate کریں گے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے اس عطیات کی مہم میں ہمیں بالکل کسی قسم کی کوئی coordination نہیں ملی۔ میں دریافت کرنا چاہتی ہوں، پنجاب حکومت explain کرے کہ کیا انھوں نے consciously اس کے اندر اپنا role play کرنے سے انکار کیا ہے؟ اس ایڈیشنل سیکرٹری کو suspend کیا جائے یا انہیں شوکاز نوٹس دیا جائے کہ انھوں نے دو دن پہلے ہی اپنے ٹیلیفون نمبرز بند کر دیئے تھے۔ کل فاطمید اور دوسرے پرائیویٹ اداروں اور ریڈ کراس کے ذریعے ہماری یہ campaign چلی ہے۔ پنجاب حکومت بالکل اس میں کہیں بھی نظر نہیں آئی اس لئے میں چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں کہ ایسا party policy کے تحت کیا گیا ہے یا اس میں کسی کی غفلت شامل ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ ریاض صاحب! اس میں آپ coordinate کر رہے تھے یا کوئی اور کر رہا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس میں ایڈیشنل سیکرٹری، ڈاکٹر اشفاق صاحب coordinate کر رہے تھے۔ میٹنگ کے بعد ڈاکٹر اشفاق صاحب کا نام اسلام آباد سے دیا گیا تھا کہ پنجاب کے لئے وہ coordinate کریں گے لیکن انھوں نے اپنے جو نمبرز دیئے تھے وہ دو دن پہلے ہی بند کر دیئے گئے تھے اور ان کا کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ ہمیں پورے پنجاب سے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے ہمیں کسی قسم کا کوئی coordination نہیں ملا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس سلسلے میں سیکرٹری صحت پنجاب کو میں نے کہا تھا اور انہیں وفاقی حکومت کی طرف سے بھی ہدایت آئی تھی۔ انہوں نے تمام ای۔ڈی۔او صاحبان کو ہدایت کی تھی کہ آپ ہر ضلعے میں coordinate کریں۔ اگر کسی جگہ سے کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو محترمہ میرے علم میں لائیں۔ ہم سیکرٹری صحت کو بلا کر اس ضلعے کے بارے میں پوچھ لیں گے کہ وہاں پر ایسا کیوں ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! شاید راجہ صاحب میری بات نہیں سمجھ سکے۔ یہ کسی ایک علاقے کی بات نہیں ہے بلکہ میں محکمہ صحت پنجاب کی بات کر رہی ہوں۔ اگر میں لاہور کے حوالے سے بات کروں تو کل لاہور میں محکمہ صحت پنجاب کہیں نہیں تھا۔ لاہور میں کہیں کوئی coordination نہیں تھا اور پورے پنجاب سے بھی یہی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ راجہ صاحب کے پاس شاید اطلاعات نہیں پہنچ سکیں۔ پیپلز پارٹی کے پاس اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے پورے پنجاب میں کہیں پر بھی کوئی coordination نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے آپ راجہ صاحب سے مل لیں۔ راجہ صاحب خود فرما رہے ہیں کہ انھوں نے بھی خون دیا ہے اور باقی دوسرے دوستوں اور خواتین نے بھی خون کے عطیات دیئے ہیں۔ اپوزیشن ممبران نے بھی خون دیا ہے۔ They were there اور وہ سارا کچھ چلتا رہا ہے تو اس پر آپ بیٹھ کر ان سے بات کر لیں۔ اب مجھے بجٹ تقاریر شروع کروانے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! مجھے علم ہے کہ ہم coalition partners ہیں اور یہ بھی بڑی important بات ہے۔ اسی طرح important ہے جیسے باقی چیزیں important ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ راجہ صاحب نے بھی خون دیا اور باقی ساتھیوں نے بھی خون کے عطیات دیئے ہیں، donors تو ہر جگہ موجود تھے لیکن محکمہ صحت پنجاب کی coordination کہیں بھی موجود نہیں تھی۔ اس کا جواب راجہ صاحب نہیں دے سکتے، آپ کو وزیر قانون سے پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کوئی پارٹی پالیسی تھی کہ وہ اس campaign میں ساتھ نہیں دینا چاہتے تھے اور اگر محکمہ صحت پنجاب نے اپنے طور پر کوئی غفلت کی ہے تو اس کے خلاف ایکشن کا وزیر قانون صاحب کہہ دیں تو ہم مان جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب اس حکومت کے سینئر منسٹر ہیں اور ان کا جواب آ گیا ہے کہ اگر کہیں پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو ان کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر بالکل ایکشن لیں گے۔

سینئر وزیر /وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر! پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کی طرف سے تمام ای۔ڈی۔او صاحبان کو ہدایت دی گئی تھی۔ میں خود کل پھرتا رہا ہوں، اگر کسی جگہ پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو یہ میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں ہم اس متعلقہ ای۔ڈی۔او کو بُلا لیں گے اور ایکشن لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب ہم بجٹ تقاریر کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

اٹک کے جنگل کالا چٹا رینج میں آگ لگنے
اور لکڑی چوری سے محکمہ کو کروڑوں کا نقصان

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! بڑی مہربانی، آپ کو پتا ہے کہ میں غیر ضروری disturb نہیں کرتا۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے علاقے اٹک میں ایک "Kala Chitta mountain range" گزرتی ہے۔ یہ بہت ہی توجہ طلب point ہے کہ پچھلے پندرہ دنوں سے وہاں پر جنگل میں آگ لگا دی گئی ہے یا لگ گئی ہے۔ گاؤں کے لوگ روزانہ اسے بجھاتے ہیں لیکن روز ہی وہ آگ دوبارہ لگا دی جاتی ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اس حوالے سے بڑی تفصیلی بات عرض کی تھی کہ ہماری "کالا چٹا رینج" کی تمام لکڑی چوری کر کے فروخت کر دی گئی ہے۔ اس دفعہ بھی محکمہ جنگلات اپنی وہی روایتی کارروائی کر رہا ہے۔ وہ جنگل کو کاٹ لیتے ہیں اور پھر گرمی کا بہانہ بنا کر اس کو آگ لگا دیتے ہیں اور بعد میں cover up کر دیتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے آگ لگ گئی اور اتنا نقصان ہو گیا۔ آج پندرہ دن سے اس رینج میں ہزاروں ایکڑ رقبہ آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے، کئی میل کا علاقہ آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ مختلف گاؤں کے لوگ روز آگ بجھاتے ہیں اور مجھ تک روزانہ اطلاع آتی ہے کہ ہم نے کل آگ بجھائی تھی اور آج پھر کسی نے لگا دی ہے۔ براہ مہربانی اس جانب فوری طور پر توجہ دی جائے اگر اس آگ کو کنٹرول نہ کیا گیا تو ہوا کی وجہ سے یہ آگ پوری رینج کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا بڑا valid point ہے۔ جنگلات کے محکمہ کو یہاں کون represent کرتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ احمد علی اولکھ صاحب اس کے انچارج ہیں تو احمد علی اولکھ صاحب یا یہاں جو بھی ان کا representative موجود ہے وہ دو دن میں اس کی رپورٹ بنا کر اسمبلی میں پیش کریں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! اس حوالے سے آپ کوئی انکوائری کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس بارے میں کہہ دیا ہے کہ دو دن میں اس کی رپورٹ بنا کر اسمبلی میں پیش کریں۔ اب بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے میاں محمد رفیق صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرے پہلے point کا ابھی تک جواب نہیں دیا گیا۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھیں، اگر بحث شروع ہو جائے گی تو سب کی باری آ جائے گی۔ اگر ہم لوگ اپنے اندر اتنا حوصلہ پیدا کر لیں کہ بجٹ تقریروں کے لئے آخری وقت تک بیٹھیں گے تو کوئی بھی نہیں رہے گا، سب کی باری آ جائے گی۔ میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگ بیٹھے رہیں گے تو میں بھی بیٹھا رہوں گا۔ آپ جتنے بجے مرضی تک اس اجلاس کو چلائیں۔ آج ہم اس فہرست کو complete کر کے جائیں گے۔ اب دیکھیں، اس طرح تو نہیں چلے گا کہ آج تین بجے شروع ہونا تھا لیکن اب پونے چار ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک پہلی تقریر شروع نہیں کر سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): آپ صرف مجھے یہ بتا دیں کہ کیا آپ نے آج کی فہرست شروع کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ کی باری نہیں آئی تو معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کے اندر Chair کا قصور نہیں ہے بلکہ پورے ہاؤس کا قصور ہے کہ ہم بجٹ پر بات کرنے کے لئے وقت ہی نہیں دیتے، دوسری باتوں پر وقت سرف ہو جاتا ہے۔ اب میں نے ایک formula بنایا ہے کہ جن لوگوں نے پہلے دو دن چھوڑ کر آج کے دن کے لئے opt کیا تھا ان کا حق پہلے ہے۔ ابھی ہم شروع کریں گے تو گھنٹے تک سب کی باری آ جائے گی۔ آپ مہربانی کر کے بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شمیلا اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلا اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو پنجاب کا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یقیناً اس بجٹ کے تحت ہمارے صوبے سے غربت، جہالت، بے روزگاری اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا، لوگوں کو سستا انصاف ملے گا، سستی روٹی سکیم، دانش سکول سسٹم، گرین ٹریکٹر سکیم، ہسپتالوں میں ایم آر آئی کی فراہمی اور سی ٹی سکین کے ذریعے جو سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں اس سے لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ بے گھر لوگوں کی آبادکاری کے لئے جو سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے اس سے لوگوں کو اپنے گھروں کی سہولت میسر آئے گی۔ جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے تو اس میں 23۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس کے تحت سکولوں میں جو سہولیات اس وقت میسر نہیں ہیں ان کو provide کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سکولوں کو جہاں اور بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر فلٹر پلانٹ بھی نصب کئے جائیں کیونکہ ہمارا ضلع ان اضلاع میں سے ہے جہاں کا پانی بہت گندہ ہے۔ سکول کے بچے سکول سے باہر نکل کر پانی نہیں پی سکتے۔ لہذا میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر سکول کے اندر فلٹر پلانٹ نصب کر دیئے جائیں تو بچے گندہ پانی پینے سے بچ جائیں گے۔ تحصیل انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ہم لوگ سکولوں میں فلٹر پلانٹ نصب نہیں کر سکتے۔ لہذا یا تو کوئی چھوٹا پلانٹ سکولوں میں لگا دیا جائے یا پھر ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ آدھا پلانٹ سکول کے اندر ہو اور اس کے پانی کا آدھا سسٹم سکول کے باہر ہو۔ اسی طرح اس رقم میں سے اگر کالجوں میں فوارے بنا دیئے جائیں تو ہمیں وہاں پر پُر سکون ماحول میسر آ جائے گا۔

میٹرک کی سطح پر نصاب میں ایسے مضامین شامل کئے جائیں کہ جو طلباء اور طالبات میٹرک کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھتے وہ اپنے اس ہنر کے ذریعے اپنے گھر والوں کی کفالت کر سکیں گے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ اس طرح بہت سے لوگ بے روزگاری کا سامنا کر سکیں گے۔ بہرے پن اور اندھے پن کی بیماریاں ہمارے بچوں میں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ صبح جب بچے بھاری بستے اٹھائے سکول کو روانہ ہوتے ہیں تو وہ جن رکشوں میں بیٹھ کر جاتے ہیں ان کا دھواں فضا کو آلودہ کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام اضلاع میں رکشوں کو سی این جی کر دیا جائے۔ اسی طرح ہمارے ضلع میں گورنمنٹ بوائز کالج میں ایم اے کی کلاسیں تو شروع کر دی گئی ہیں لیکن وہاں پر علیحدہ سے کوئی بلاک بنایا گیا اور نہ ہی کوئی لائبریری تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی وجہ سے بچے اچھی کتابوں سے مستفید نہیں ہو رہے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ بوائز کالج میں نہ صرف علیحدہ بلاک بنایا جائے بلکہ جدید لائبریری بھی قائم کی جائے۔ ضلع وہاڑی میں سیوریج کا جو پانی ہے وہ ایک جگہ پر اتنی مقدار میں کھڑا رہتا ہے کہ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ ہمارے ضلع وہاڑی کے لوگوں کی خواہش ہے کہ وہاں پر treatment plant لگایا جائے تاکہ صاف پانی میسر ہو سکے۔ اسی طرح پیر مراد اور کالج ٹاؤن کی آبادی جو وہاڑی کی بڑی آبادی میں شامل ہے۔ وہاں پر کوئی سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے اور نہ ہی واٹر سپلائی کا کوئی انتظام ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

اگر ہم صحت کی بات کریں تو ایمرجنسی وارڈوں کی حالت ابھی مکمل طور پر تو بہتر نہیں ہوئی، ایمرجنسی وارڈ میں اگر کوئی مریض expire ہو جاتا ہے تو اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہوں ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ جہاں تک لائیوسٹاک کا شعبہ ہے میں بار بار یہی بات کہتی ہوں کہ ہمارے شہروں اور گاؤں میں گائے اور بھینس کا دودھ سپلائی کیا جاتا ہے جو ہمارے بچے بھی پیتے ہیں اور ہمارے بڑے بھی پیتے ہیں۔ ان بھینسوں کو مصنوعی طریقے سے injection لگا کر جو دودھ حاصل کیا جاتا ہے وہ ہمارے بچوں کے لئے انتہائی مضر ہے۔ یہ وہ injection ہے جو عورت کو pregnancy کے بعد delivery کے وقت لگایا جاتا ہے۔ اس کے مضر اثرات سے بچوں کے

hormones disturb ہو رہے ہیں۔ لہذا کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے کہ ایسا دودھ شہروں اور گاؤں میں فروخت نہ ہو سکے۔ اس طرح بچے بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

ضلع وہاڑی میں چھ سات ایکڑ پر مشتمل ایک "ریڈیک" کا ادارہ ہے۔ جہاں پر زراعت سے متعلق ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اس کو زرعی کالج کا درجہ دے دیا جائے تاکہ ارد گرد کے طلباء و طالبات جو فیصل آباد یا لاہور پڑھنے کے لئے جاتے ہیں وہ یہاں پر رہ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات بھی یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ سوشل سیکٹر میں تقریباً 60۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ بہت ہی کم ہے جس طرح ضلع ساہیوال میں working women hostel بنایا جا رہا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ضلع وہاڑی میں بھی ایک اسی قسم کا ہوسٹل بنایا جاتا۔ پچھلے بجٹ میں بھی میں نے اسی کے لئے request کی تھی کہ ہمارے ہاں جو بھی خواتین خاص طور پر جو لاہور سے آتی ہیں وہ واپس اپنی ٹرانسفر کروا لیتی ہیں اور کوئی بھی خاتون وہاں پر رہ کر کام کرنا نہیں چاہتی کیونکہ رہائش کا مسئلہ در پیش ہوتا ہے۔ لہذا ضلع وہاڑی میں بھی working women hostel بنایا جائے۔ اس کے لئے میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ وہاں سوشل سیکٹر میں ساڑھے تینتیس کنال زمین موجود ہے جہاں پر یہ عمارت بنائی جا سکتی ہے۔

جس طرح سے پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ جیل ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اسی طرح سے اضافہ کر دیا جاتا۔ وہ لوگ بھی قیدیوں کی دن رات خدمت کر رہے ہیں۔ اگرچہ حکومت پنجاب نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ تمام جیلوں میں T.E.V.T.A کے تحت جو ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز ہیں ان کی وہاں پر بھی برانچیں قائم کی جائیں اور قیدیوں کے لئے باقاعدہ دینی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے۔ ضلع وہاڑی کی جیل پاکستان کی بہترین جیلوں میں شمار ہوتی ہے۔ اگر وہاں پر یہ سہولیات بہم پہنچا دی جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہم مزید استفادہ حاصل کر سکیں گے۔

یہ بھی عرض کرنا چاہوں گی کہ میں دو دن سے سوات میں ایک ٹیم کے ساتھ گئی ہوئی تھی لہذا مجھے اتنا وقت نہیں ملا کہ میں بجٹ پر مزید points تیار کر سکوں لیکن میں اتنا ضرور سمجھتی ہوں کہ

اگر یہ تمام کام میرے ضلع وہاڑی میں کر دیئے جائیں تو اس کا شمار بھی ایک ترقی یافتہ ضلع میں ہوگا اور ہم پاکستان کی ترقی میں برابر کے حصے دار ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ ممبران سے گزارش ہے کہ ٹائم دس منٹ ہے اگر اس سے بھی کم وقت میں اپنی تقریر ختم کریں گے تو باقی ممبران کے لئے وقت نکل آئے گا۔ جناب آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو جو کہ خادم پنجاب ہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج اس گھمبیر حالات کے اندر جبکہ پاکستان حالت جنگ میں ہے اور دہشت گردی کا بھی ہمیں سامنا ہے ان حالات کے باوجود اتنا متوازن بجٹ پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ایک بڑائی ہے اور ان کی توجہ اور ان کی دلچسپی کا یہاں پر اظہار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر خزانہ صاحب کو بھی مبارکباد دیتے ہوئے اور اپنی اس پوری اسمبلی کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج کا یہ بجٹ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ 175۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے کہ ہم اس پر بحث کرنے جا رہے ہیں۔ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ اس سال وزیر اعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب کو اپنے خاص vision اور focus کے اندر رکھا ہے جس میں انہوں نے 5۔ارب روپے کی ایک رقم مختص فرمادی ہے۔ اس کے اندر انہوں نے پینے کا پانی ہسپتالوں میں مفت ادویات اور اسی طرح تعلیم کے حوالے سے بھی جس طرح سے انہوں نے focus کیا ہے وہ بھی قابل تحسین ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کی جنوبی پنجاب احسان مندی ہے کہ جو برطانیہ کے D.F.I.D Programme میں تین سالہ منصوبہ ہے جس کے اندر 6۔ارب 90 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے، اس میں سے ایک ارب 40 کروڑ روپے اس سال جنوبی پنجاب کو دیا جارہا ہے جس سے منصوبوں کی تکمیل کی جائے گی۔ میں آپ سے صرف یہ گوش گزار کروں گا کہ ڈی جی خان، ملتان، بہاولپور میں ہیلتھ سنٹرز کے لئے بہت ساری رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرا ضلع بہاولنگر بھی ایک پسماندہ ترین ضلع ہے۔ اگر وہاں پر ہمیں دو چیزیں

پنجاب حکومت دے دے۔ جس میں ایک cardiac centre ہو، جگہ بھی وہاں پر موجود ہے جو کہ حکومت پنجاب کی ہے۔ اگر ہمیں وہاں پر health sector میں یہ چیز دے دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہاولنگر کے غریب اور پسماندہ لوگوں پر ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔

جناب سپیکر! بہاولنگر بہت productive علاقہ ہے وہاں پر کپاس اور گندم کی فصل بہت اچھی ہوتی ہے تو وہاں پر زراعت کو مزید ترقی دینے کے لئے میری گزارش ہے کہ اس سیکٹر میں Agriculture University کا قیام عمل میں لے آئیں تو یہ اس پوری belt کے لئے بہت ہی خوش آئند بات ہو گی۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح ابھی یہاں ہماری ایک معزز بہن نے یہ فرمایا کہ پینے کے پانی کا معاملہ ہے۔ یہ بات واقعی بجا ہے کہ جنوبی پنجاب میں زیر زمین پانی ناقابل استعمال ہے۔ کچھ belts میں ضرور میٹھا پانی ہے مگر اس belt کی اکثریت میں کڑوا اور کھارا پانی ہے لہذا وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے لئے جو سکیم رکھی ہے وہ قابل دید ہے کہ انہوں نے planning کی ہے کہ ہر یونین کونسل level پر ایک fillterization plant بنایا جائے گا جو کہ وہاں کے لوگوں کے لئے ایک مفید چیز ثابت ہو گی۔

جناب والا! میں یہاں پر تھوڑا سا پولیس کے حوالے سے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ اس بجٹ میں پولیس کو Risk Allowance کے اوپر ایک بڑی رقم دی گئی ہے میں یہاں پر اس بات سے ہٹ کر کہ میں حکومت کی خوشامد کروں یا کوئی اور بات کروں میں ایک balance بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پولیس risk پر نہیں بلکہ اس وقت پوری قوم risk پر چل رہی ہے۔ اس وقت آپ بھی risk پر ہیں، میں بھی risk پر ہوں، ہر department risk پر چل رہا ہے تو میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ ہم پولیس کو جو Risk Allowance دے رہے ہیں انہی پیسوں سے اگر ہم انہیں جدید آلات، جدید اسلحہ، جدید سکینرز لا کر دیں، آپ نے دیکھا ہے کہ یہاں پر پولیس کا ایک سپاہی کیا کر رہا ہے، ہم نے تنخواہیں بڑھا دیں اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی رشوت کا ریٹ بھی بڑھا دیا ہے تو ایک سپاہی مٹی کی بوریوں پر بندوق رکھ کر ایک دہشت گرد کو کس طرح روک سکتا ہے، چاہے آپ دوبارہ بھی Risk Allowance دے دیں اگر اس کی تنخواہ بڑھا دیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی جو خودکشی کے لئے تیار

کھڑا ہوتا ہے۔ یہاں پر میری submission ہے کہ فنانس منسٹر صاحب یہ چیز نوٹ فرمائیں کہ ایک فنڈ مختص کیا جائے جس سے ہمارے اداروں کے باہر C.T scanners لگائے جائیں تاکہ جو بھی دہشت گرد آئے وہ scanning سے گزر کے اندر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو ہم ایک مثبت اور ایک مضبوط پنجاب قائم کر سکیں گے۔

جناب والا! میں education کے حوالے سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہاں میں نے سنا کہ چند دوستوں نے کہا کہ education پر توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں یہاں پر بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے جس Endowment Fund کا اجراء کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مثبت چیز ہے اور اس کی وجہ سے آئندہ آنے والی تاریخ میں میاں محمد شہباز شریف کو یاد رکھا جائے گا اور ان کے نام کو سنہرے حروف میں لکھا جائے گا کہ جب ایک غریب کا بچہ امیر آدمی کے بچے کے مقابلے میں اچھی سن میں داخلہ لے سکے گا، وہ بھی K.E. میں جا کر اپنی تعلیم حاصل کر سکے گا، وہ بھی جرمنی اور برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں جا کر تعلیم حاصل کر سکے گا تو ہماری اسمبلی کو یہ ایک credit جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ education پر ہمارا بہت focus ہے، health پر ہمارا focus ہے، law and order پر ہمارا focus ہے۔ یہ بات درست ہے کہ حالات ابھی کچھ ایسے ہیں مگر میں یہاں پر یہی بات کروں گا کہ میرے قائد نے اس بات کا آغاز کر دیا ہے کہ ہم اچھے کی طرف چل پڑے ہیں، بے شک اس پر ٹائم ضرور لگے گا یہ ایک دن کی بات نہیں ہے یہ 60 سالوں کا ایک غلط رویہ تھا جس کو آج ہم درست کرنے چلے ہیں تو مجھے اپنے قائد شہباز شریف پر، اپنے قائد میاں نواز شریف پر یہ اندھا اعتماد ہے کہ وہ جب اس ڈگر پر چل پڑے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ قوم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑی ہے۔ آج ہم coalition کے اندر جا رہے ہیں پاکستان کے لئے اس سے بڑی اور کیا مثبت بات ہو سکتی ہے کہ جب دو بڑی جماعتیں ایک ساتھ مل کر اس ملک کو develop کرنا چاہتی ہیں، قوم بھی آج آپ کو سلام پیش کر رہی ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار اطہر حسن خان گورچانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کے لئے دوسرا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کسی بھی بجٹ یا پروگرام کی کامیابی کا انحصار اس پروگرام کو بنانے کی نیت پر ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کے اندر جو ٹیم اور جو قیادت اس پروگرام کو لے کر چلی ہے یقیناً وہ اس صوبے اور پاکستان کے لئے بڑی نیک نیتی کے ساتھ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ بجٹ کے حوالے سے پنجاب کے بجٹ کے اندر سپورٹس کے لئے جو 33 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت معمولی رقم ہے۔ آج کے حالات کے مطابق پنجاب کے اندر سپورٹس کی اشد ضرورت ہے کہ اس قسم کی سرگرمیوں کو پنجاب کے اندر زیادہ سے زیادہ promote کیا جائے۔ اس سلسلے میں پنجاب کا ایک ثقافتی ورثہ میلے لگا کرتے تھے جس میں کبڈی اور کشتی جیسے کھیل کسی زمانے میں سرکاری سرپرستی میں کرائے جاتے تھے لیکن سکیورٹی کے پیش نظر پچھلے کئی سالوں سے اس طرح کے پروگرام نہیں ہوئے میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب سپورٹس کی سرگرمیاں بڑھانے کے لئے بجٹ بڑھائیں اور ہمارے ثقافتی میلے سرکاری سرپرستی میں چلانے کے اقدامات بھی کریں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں سرکاری عمارات کو آبادیوں کے درمیان میں سے باہر نکالنے کے لئے کوئی پیسے مختص نہیں کئے گئے۔ لاہور کے اندر اور پنجاب کے دیگر شہروں میں جتنے بھی سرکاری دفاتر ہیں وہ تقریباً ساٹھ، ستر سال اور سو، سو سال پرانی buildings کے اندر ہیں اور وہ اس زمانے میں بنائے گئے تھے جب لاہور کی آبادی دس سے پندرہ لاکھ کی تھی، آج لاہور کی آبادی ایک کروڑ سے اوپر تجاوز کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود تمام سرکاری buildings شہر کے اندر ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کا مسئلہ اور security measures کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو residential area میں لاہور کی تمام آبادی بہت تنگ ہے تو میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ تمام سرکاری عمارتوں کو لاہور سے باہر منتقل کرنے کے لئے بھی خصوصی بجٹ رکھا جائے تاکہ تمام سرکاری عمارتیں اور خاص کر حساس اداروں کی عمارتوں کو لاہور سے باہر shift کیا جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر کچی آبادیوں کو declare کرنے کا سلسلہ بھی بند ہونا چاہئے۔ اس بجٹ میں کچی آبادیوں کی development کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ

کہنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے نام پر لینڈ مافیا جگہ پر قبضہ کرتا ہے اور بعد میں اسے کچی آبادیاں announce کرواتا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ کچی آبادیاں مزید declare کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے اور موجودہ کچی آبادیوں کے لئے آپ نے بجٹ رکھا ہے وہ ایک بڑا احسن اقدام ہے اور انہی کچی آبادیوں کو develop کرنے کی سکیم کو proper طریقے سے بنایا جائے۔

جناب سپیکر! بہبود آبادی کے حوالے سے پنجاب کے بجٹ کے اندر سنجیدگی کم نظر آتی ہے کہ جب بھی بجٹ بنایا جاتا ہے تو پنجاب کی آبادی بڑھنے کی شرح کے حوالے سے اس محکمے کو target نہیں دیا جاتا۔ پچھلی دفعہ آبادی کے بڑھنے کی شرح 3.6 تھی جو کم ہو کر 2.09 یا 3.00 پر آئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس حوالے سے ایک تو اس department کا تھوڑا بجٹ بڑھائیں اور بہبود آبادی کا وہ پروگرام جو بنیادی طور پر آبادی کی شرح کو کنٹرول کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اس کے بجٹ کا 80 فیصد حصہ آبادی کی بعد والی ضروریات پر لگایا جاتا ہے جس میں B.H.U ہے، پولیو کے قطرے ہیں تو اس میں seriousness سے مراد یہ ہے کہ بہبود آبادی میں ایسے افسران بھی ہیں جن کے ماشاء اللہ اپنے چھ چھ، سات سات بچے ہیں اور انہیں آبادی کو کنٹرول کرنے کی ڈیوٹی دی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمے کے افسران کو target دیا جائے تاکہ آبادی کی شرح کنٹرول ہو سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے محکمے کے لئے 21- ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو ایک بڑا احسن اقدام ہے جس میں ذہین بچوں کے لئے تعلیمی وظائف کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اس میں میری یہ تجویز ہے کہ پرائمری سکولوں میں بچوں کی رجسٹریشن اچھی خاصی ہے لیکن یہ رجسٹریشن ہونے کے تین ماہ بعد اس کا گراف تقریباً 40 فیصد نیچے آجاتا ہے اور رجسٹریشن کے بعد بچوں کی رجسٹریشن کو confirm نہیں کیا جاتا، میرا مطلب ہے back up support programme کوئی نہیں ہے اس کے لئے میں چاہوں گا کہ پنجاب حکومت کا ایک Child Protection Bearu Department ہے اگر یہ مناسب سمجھا جائے تو اس کو یہ اضافی ذمہ داری دی جائے کہ جن بچوں کی پرائمری میں رجسٹریشن کی جاتی ہے ان کا back up کیا جائے کہ کیا وہ بچے پرائمری تک اپنی تعلیم مکمل کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اگر وہ بچے تعلیم مکمل نہیں کرتے تو اس کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو اس کو back up support دے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ بچوں کی رجسٹریشن کا 80 فیصد حصہ ضرور اپنی تعلیم مکمل کرے۔

جناب سپیکر! ہمارے سرکاری سکولوں میں 1500 روپے کا خرچ ایک بچے پر حکومت کرتی ہے۔ اگر پرائیویٹ سکول جو درمیانے علاقوں میں چلتے ہیں وہ 200 سے 300 روپے میں سرکاری سکولوں کی نسبت اچھی تعلیم دیتے ہیں اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جو پیسے مختص کئے گئے ہیں ان میں پرائیویٹ سکولوں کے لئے مد بنائی جائے کہ اس بجٹ سے ان کو بھی فائدہ حاصل ہو۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے قوانین کو زیادہ سے زیادہ آسان بنایا جائے تاکہ جو پرائیویٹ ادارے تعلیم کے میدان میں اچھا کام کر رہے ہیں ان کو زیادہ سہولیات دی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں 4.3 بلین روپے لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے سال بھی ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا گیا تھا۔ میں وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس پروگرام کو بھی یقینی بنایا جائے کیونکہ لینڈ ریونیو ریکارڈ کو مکمل کرنے کے لئے حتمی تاریخ جون 2005 تھی اور بعد میں یہ 2007 کی گئی اور بعد میں 2008 کر دی گئی آج 2009 کے باوجود یہ مکمل نہیں ہوا۔ آپ نے اس کے لئے پیسے مختص کر دیئے ہیں یہ بڑا اچھا کام ہے۔ لینڈ ریونیو کی کرپشن کا overall ہمارے social sector پر بڑا impact ہے اس لئے اس بجٹ میں جو پیسے رکھے گئے ہیں اس پر اس بات کو یقینی بنایا جائے اور ٹارگٹ بھی دیا جائے کہ یہ کام کتنی مدت میں مکمل ہوگا اس کے لئے صرف پیسے رکھنا ناکافی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ ہمارے جو دور دراز کے علاقے ہیں ان میں اصل فقدان ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ہے۔ اس میں جتنے بھی بچے جو میٹرک کر لیتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایف اے یا بی اے کر لیں۔ یہ نامناسب ہے۔ اگر 21۔ ارب روپیہ جو ہم نے تعلیم کے لئے رکھا ہے اس میں سے اگر ہم کم از کم 30 یا 40 فیصد حصہ دیہات میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے مختص کر دیں تو روزگار کے حوالے سے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر 43۔ ارب روپیہ پولیس کے لئے رکھا گیا ہے لیکن بدقسمتی ہے کہ جس طرح جرائم بھی مشینی اور جدید دور میں بڑے mechanized ہو گئے ہیں اس سلسلے میں ابھی تک پنجاب پولیس کو Call Tracing System نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں جتنے بھی موبائل پر crimes

ہوتے ہیں ان کی tracing کے لئے پولیس کو خفیہ اداروں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے اور اس سلسلے میں انھیں دس سے پندرہ دن لگتے ہیں۔ کراچی میں صوبائی حکومت نے پرائیویٹ لوگوں کو پولیس کے ساتھ ملا کر ایک تنظیم بنائی ہے اور ان کو call tracing system دے دیا گیا ہے جس کے ذریعے موبائل پر ہونے والے جرائم کو کنٹرول کیا جا رہا ہے اس لئے میری بھی درخواست ہے کہ پنجاب پولیس کو بھی call tracing system لے کر دینا چاہئے جس میں بے شک معزز شہریوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے مگر call tracing system پنجاب پولیس کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ایک بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے لیکن اس میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر ضلع کی سطح پر ایک چلڈرن ہسپتال بنایا جانا بہت ضروری ہے جس طرح لاہور میں ایک چلڈرن ہسپتال ہے۔ میں آپ کو اس چلڈرن ہسپتال کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر چھوٹے بچے جو heart patients ہیں ان بچوں کے آپریشن کے لئے ایک ایک سال کا وقت دیا جاتا ہے۔ وہ معصوم بچے heart کے حوالے سے جس بھی مرض کا شکار ہیں ان میں سے کسی بھی بیمار بچے کو چھ یا سات مہینے سے پہلے آپریشن کا وقت نہیں دیا جا سکتا یہ اس لئے ہے کہ اس چلڈرن ہسپتال میں بیمار بچوں کا بہت رش ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ بچوں کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری آبادی میں 40 فیصد بچے دس سال سے کم عمر کے ہیں۔ ان بچوں کے لئے ہر ضلع میں لاہور کی طرز کا ایک چلڈرن ہسپتال بنایا جانا چاہئے تاکہ یہ چھ مہینے کا وقت کم ہو جائے اور بچوں کا آپریشن زیادہ سے زیادہ تین یا چار ہفتوں میں ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی تجویز کروں گا کہ صرف خواتین کے امراض کے لئے سپیشل اداروں کے قیام کی بھی انتہائی ضرورت ہے اس حوالے سے بھی حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اگر دیکھا جائے تو ہمارے مرد و خواتین ڈاکٹر جب میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ایک ڈاکٹر پر حکومت پنجاب کا تقریباً 22 لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ نے صحت کی مد میں جو پیسے رکھے ہیں وہاں اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ جو بھی ڈاکٹر ایم بی بی ایس کرتا ہے تو اس کو کم از کم پانچ سال میڈیکل پریکٹس کرنے کا قانونی طور پر پابند بنایا جائے کیونکہ جب وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں تو بعد میں بعض ڈاکٹر C.S.S کر لیتے ہیں یا P.C.S کر لیتے ہیں یا بعض بچیوں کی شادی ہو

جاتی ہے تو جو بائیس یا پچیس لاکھ روپے حکومت پنجاب کا خرچ آتا ہے وہ بالکل ضائع جاتا ہے میں اس حوالے سے بھی یہ چاہوں گا کہ جب وہ میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان سے یہ affidavit sign کروایا جائے کہ وہ جس مقصد کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو اس مقصد کو پورا کریں اور پانچ سال تک میڈیکل پریکٹس ضرور کریں۔

جناب سپیکر! ادویات کے حوالے سے صرف یہ عرض ہے کہ کمپنیاں مختلف نام رکھ کر مہنگی دوائیاں فروخت کرتی ہیں۔ اس حوالے سے حکومت کو چاہئے کہ وہ کوئی ایسا طریق کار مرتب کرے کہ ادویات کی فروخت ہی generic names سے ہو۔ اس سے ادویات کی قیمتوں میں ضرور کمی واقع ہوگی۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے گندم کا ریٹ بڑھا کر ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ زمینداروں کو نقد ادائیگی سے ہمارے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ہر چھوٹے بڑے کاشتکار سے دلی دعائیں حاصل کی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہماری بیوروکریسی بھی حکومتوں کو گرانے کی اور خراب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ان کے ہتھکنڈوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔ باردانہ کا نہ ملنا یا نہ ہونا بھی انہی کا پیدا کیا ہوا مسئلہ تھا تاکہ third man فائدہ اٹھا سکے لیکن بروقت اور موقع پر ہی وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس پر قابو پالیا۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم پر حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ گرین ٹریکٹروں کی تقسیم اس طرح ہونی چاہئے کہ کوئی یونین کونسل محروم نہ رہے۔

جناب سپیکر! زرعی تحقیق کے لئے بھی خصوصی اقدامات ضروری ہیں اور اس کے لئے فنڈز کو بڑھانا چاہئے۔ بیج اور کھاد میں سبسڈی دی جائے اگر ہو سکے تو زمینداروں میں بیج اور کھاد کی مفت تقسیم کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب نہری نظام کے حوالے سے مشہور تھا لیکن اب head to tail پانی پہنچانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ اب بجٹ میں دو سو ڈیموں کا ذکر کیا گیا ہے یہ بہت خوش آئند ہے۔ انشاء اللہ حکومت اپنی نیک نیتی سے اس فریضے کو سرانجام دے گی اور یہی نہیں بلکہ مزید

ڈیموں کی feasibility بھی بنائے گی جس سے سرسبز پنجاب تمام ملک کی خدمت کرے گا۔ اس کا چاول دنیا میں مشہور ہے تو گندم بھی export ہو گی۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حالات میں یہ بہترین بجٹ ہے۔ میں A.D.P کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ جتنے بھی منصوبے اور ترقیاتی سکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کی حفاظت بھی کی جائے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو پیسا جس کام کے لئے مختص کیا جارہا ہے اسے صحیح وقت پر اس کام پر لگانا ضروری ہے یہ نہ ہو کہ سال کے آخر میں جا کر کام کیا جائے اور محکمے کے افسران سے ملی بھگت کر کے ٹھیکیدار اس پیسے کو ہڑپ کر جائیں۔ اس کے علاوہ جس سکیم کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اس سکیم کو درمیان میں نامکمل نہ چھوڑا جائے بلکہ اگر تھوڑی بہت سپلیمنٹری گرانٹ سے بھی وہ سکیم مکمل ہو سکتی ہو تو ضرور کریں۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ایک ایسی بااختیار کمیٹی کا قیام بھی ضروری ہے جو صوبے کے A.D.P کی تمام سکیموں کی نگرانی کرے اور خرابی پیدا کرنے والے افسران، اہلکاران اور ٹھیکیداروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی بھی کرے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں عوام کو صاف شفاف پینے کا پانی دینا ہے اس حوالے سے حکومت بہت کام کر رہی ہے اور مختلف علاقوں میں فلٹر پلانٹ بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کا دائرہ کار وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح بھی ہم ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کے حوالے سے عرض ہے کہ بڑے شہروں میں پہلے ویگن یا منی بس جسے مزدا بھی کہتے تھے جن پر سفر کر کے لوگ صحیح وقت پر اپنی منزل پر پہنچ جایا کرتے تھے لیکن فرنچائزڈ بس سروس سے لوگوں کی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ پچھلی حکومت نے فرنچائزڈ بس سروس تو شروع کروادی اور ان کے مالکان نے پہلے ویگن روٹ بھی ختم کروائے جس سے عام سواری کو انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ مقررہ تعداد میں بسوں کے مالکان نے بسیں چلائی ہی نہیں۔ لہذا میری حکومت سے اپیل ہے کہ جو عوام بسوں ویگنوں میں سفر کرتی ہے ان کے لئے بسوں کے روٹ پر مقررہ تعداد کو پورا کروایا جائے یا چھوٹی ویگن یا مزدا کو بھی اجازت دی جائے۔ یہ عوام پر احسان عظیم ہو گا۔

جناب سپیکر! میری مذہبی امور اور اوقاف کے حوالے سے حکومت کو ایک تجویز ہے کہ تمام مساجد و مدارس کے امام، خطیب، مؤذن اور اساتذہ کو ایسی ٹریننگ دی جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں یگانگت اور بھائی چارے کی فضا کو فروغ دیں جس سے ہمیں فرقہ واریت اور گروہی اختلافات کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں ایک بات ضرور کروں گا کہ بنکوں کی لوٹ مار سے پورے ملک کو بچایا جائے، یہ بہانے بہانے سے ہر شخص کو مقروض بنا رہے ہیں۔ اب تو انھوں نے سرکاری ملازمین کو بھی 20 ایڈوانس تنخواہوں کے چکر میں پھنسا دیا ہے۔ خدارا! بنکوں کے لئے وفاقی حکومت سے کوئی سفارش کی جائے کہ قوم کو مقروض نہ بنائے۔

جناب سپیکر! خوراک کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ خوردنی اشیاء میں ملاوٹ کے خاتمے کے لئے سپیشل انتظامات کرنے چاہئیں اور ایسا کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دینی چاہئیں۔

جناب سپیکر! یہاں یہ امر بھی کہنا انتہائی ضروری ہے کہ لاہور شہر میں شام کے بعد کھانے پینے کی دکانوں، ہوٹلوں اور ریسٹورنٹ میں بھیڑ لگ جاتی ہے جس سے ٹریفک کا مسئلہ بھی بڑھتا ہے۔ ہمیں حکومتی سطح پر سادگی کی مہم اپنانے کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ حکومت پنجاب کو مرکزی حکومت کو یہ تجویز دینی چاہئے کہ ساڑھے بارہ ایکٹر کی بجائے 25 ایکٹر اراضی کاشت کرنے والے زمیندار سے ٹیکس کی وصولی کی جائے اور جس طرح land holding زیادہ ہو اسی تناسب سے ٹیکس بھی زیادہ ہو۔ اس کے علاوہ زمیندار کو اشتہاری مہم سے آگاہ کیا جائے کہ ان کا ٹیکس کتنا ہے یہ نہ ہو کہ پٹواری 50 روپے کو 50 ہزار کہہ کر دس ہزار ہڑپ کرنے کے چکر میں پڑ جائے۔ آج پوری دنیا بدل رہی ہے اور انقلابی تبدیلیاں آ رہی ہیں تو پنجاب میں بھی جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہونا چاہئے اور 200 ایکٹر سے زائد رقبہ کسی کی ملکیت نہیں ہونا چاہئے۔ مرکزی حکومت سے اس امر میں پنجاب حکومت ضروری اقدامات کرنے کے لئے سفارش کرے کیونکہ پاکستان کا 80 فیصد زرعی رقبہ کی holding صرف 3 فیصد خاندانوں کے پاس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری مونس الٰہی صاحب!

چودھری مونس الٰہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اسلام کا آغاز اقراء سے ہوتا ہے اور قرآن پاک میں 700 سے زائد آیات میں سوچ و بچار کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی کو مد نظر رکھ کر میں نے بھی بجٹ میں تعلیم پر غور کیا اور یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا کہ اس بجٹ میں تعلیم کے بجٹ کے لئے 10۔ ارب روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔ اسے غفلت کہیں یا سازش کہیں، اگر یہ چاہتے تو 30۔ ارب روپیہ ضلعی حکومتوں کے ذریعے استعمال کر سکتے تھے لیکن اس حکومت نے ضلعی حکومتوں کو پورا سال کوئی فنڈ نہیں دیا جس کی وجہ سے پنجاب میں enrollment میں کمی آئی اور overall literacy down ہو گئی۔

جناب سپیکر! لفظ "ظلم" کا مطلب کسی کو گولی، چاقو یا تھپڑ مارنا ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک کرسٹل کی ashtray میں چائے پینا بھی ظلم ہے، فریج میں کپڑے رکھنا بھی ظلم ہے اور کسی کسان سے کمہار کا کام اور ترکھان سے لوہار کا کام لینا بھی ظلم ہے لیکن ظلم کی انتہا دیکھیں کہ انھوں نے بیت المال اور زکوٰۃ کے فنڈز، سستی روٹی سکیم اور فوڈ سٹیمپ سکیم میں ضائع کئے ہیں۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ کا مطلب نشوونما ہے لیکن یہ سستی روٹی سکینڈل جسے کچھ لوگ سستی روٹی سیاست کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ کاش! حکومت Economics کی الف ب سے واقف ہوتی تو انھیں Economics کی basic principles کا پتا ہوتا جو demand and supply ہے تو یہ سبسڈی آٹے کی بجائے گندم میں دیتے جس سے پورے پنجاب کو فائدہ ہوتا نہ کہ چند شہروں کے چند علاقوں کو فائدہ ہوتا۔

جناب سپیکر! جس دن انھوں نے یہاں بجٹ پیش کیا تو اس دن لاہور شہر کے علاقے گوالمنڈی میں گروار جن روڈ پر ایک بسم اللہ نان شاپ ہے جہاں پر روٹی 3 روپے کی بک رہی تھی اس سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس صوبے کے حکمرانوں کے اپنے حلقوں میں یہ حال ہے تو پورے پنجاب کا کیا حشر ہو رہا ہو گا؟ جب یہ بجٹ اجلاس ختم ہو گا تو پھر یہ چیز ثابت ہو گی کہ یہ بجٹ ناقص اور ادھورا document ہے۔ اس میں عوام کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا بلکہ انھوں نے اپنی فضول خرچیاں اور عیاشیاں چھپانے کے لئے اسے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ جب اس حکومت نے چارج سنبھالا تو انھوں نے کچھ وعدے کئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم فضول خرچی نہیں کریں گے، انھوں نے کہا کہ ہم عیاشیاں کریں گے اور نہ کرنے دیں گے بلکہ میرے میڈیا کے بھائیوں کو یاد ہو گا کہ انھوں نے آتے ہی گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگا دیں کہ یہ سب گاڑیاں وہ ہیں جو پچھلی حکومت نے فضول خرچی میں خریدی تھیں۔ میں ان سے یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پچھلے سال کے بجٹ میں 35 لاکھ روپے ٹرانسپورٹ میں نئی گاڑیوں کی خرید کے لئے مختص کئے تھے جبکہ انھوں نے 30 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اس کی کیا مجبوری تھی، کیا اس مجبوری کا نام ٹاسک فورس تو نہیں ہے؟

جناب سپیکر! اس حکومت کے پاس ماشاء اللہ بہت قابل ایم پی ایز ہیں اور ان کے اتحادیوں کے پاس شاید اس سے بھی زیادہ قابل ایم پی ایز ہیں تو کیا ضرورت پڑی تھی کہ unelected لوگوں کو Chairperson Task Force بنایا جائے؟ انہوں نے عوام سے خوشحالی کے تحفے کا وعدہ کیا لیکن عوام کو غربت اور بھوک تحفے میں دی۔ یہ entertainment and gifts کے head میں ساڑھے تین کروڑ روپے کے بجٹ کو دس کروڑ پر لے گئے۔ ایک طرف تو یہ عوام کو بھوک اور غربت دے رہے ہیں اور دوسری طرف پھر یہ دس کروڑ روپے کے تحائف کس کے لئے ہیں؟ پچھلے سال کے بجٹ میں جہاز اور ہیلی کاپٹر کے اخراجات کی مد میں پچاس لاکھ روپے allocate کئے گئے جبکہ اڑھائی کروڑ روپے خرچ ہوئے تو یہ ہوائی دورے کہاں کے تھے؟ میرا ان سب چیزوں کی نشاندہی کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ حکمران آج تک کوئی policy, strategy یا کوئی vision نہیں دے سکے بلکہ جب یہ آئے تو انہوں نے چھوٹی چھوٹی چیزیں point out کیں جس میں exactly یہ سب چیزوں میں فیل ہوئے اور خود انہی چیزوں میں پڑے رہے۔ پچھلے سال کے بجٹ کے مطابق وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا منظور شدہ بجٹ ساڑھے بارہ کروڑ روپے تھا لیکن انہوں نے تقریباً 27 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ اب آپ خود بتائیں کہ جس حکومت کے چیف ایگزیکٹو کے دفتر کا یہ حال ہے کہ ان سے وہ بجٹ manage نہیں ہو رہا تو یہ پورے پنجاب کا بجٹ کیسے manage کریں گے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں زیادہ ان چیزوں پر بات نہیں کرنا چاہتا جن کو already discuss کر لیا جا چکا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کا جو vision اس بجٹ میں ہے بظاہر تو وہ اچھا لگ رہا ہے مگر distribution of resources پر ہمیں تھوڑا سا اعتراض ضرور ہے کیونکہ ان کے پاس ٹوٹل A.D.P،175۔ارب روپے کا ہے تو اس 175۔ارب روپے میں سے انہوں نے صرف 26۔ارب روپیہ لاہور کے لئے رکھا ہوا ہے جو کہ ایسا کرنے سے باقی اضلاع کے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہو رہا ہے۔ چودھری شیر علی صاحب نے بات کی تھی کہ Southern Punjab کو بہت کچھ ملا ہے تو بالکل ملا ہوگا لیکن South میں ابھی تک deprivation ہے۔ آپ پوٹھوہار کے علاقوں میں جائیں تو وہاں پر deprivation ہے۔ جب فنانس منسٹر صاحب بجٹ والے دن تقریر کر رہے تھے تو گورنمنٹ بنچوں سے کچھ لوگوں کی آوازیں آ رہی تھیں کہ یہ بجٹ صرف لاہور کے لئے ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو اس چیز سے سمجھنا چاہئے کہ اس طرح کی resource distribution سے لوگ خوش نہ ہیں۔ دوسری میری request یہ ہے کہ انہوں نے بجٹ والے دن تقریر کے ساتھ ساتھ ایک separate کاغذ circulate کیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ non development expenditures میں ہم دفاتر میں اضافی support staff کو کم کریں گے۔ منسٹرز economy class میں سفر کریں گے تو میرے خیال میں ان سب میں تو کوئی بھی خوش نہیں ہوگا۔ میں گزارش صرف یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ میرے ضلع رحیم یار خان سے اگر آپ لاہور کے لئے ٹکٹ بک کروائیں تو جب آپ اس کو economy plus کے اندر upgrade کرانا چاہیں تو تقریباً 1000/1200 روپے extra لگتے ہیں۔ بجٹ والے دن انہوں نے ہمیں جو documents دیئے تھے اس کے اندر S&G.A.D یا مختلف محکموں کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس کو دیکھیں تو آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ انہوں نے supports staff کی بات کی تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس وقت S&GAD محکمے کے اندر دوسرے گریڈ کے چار آدمی book binders کی پوسٹ پر کام کر رہے ہیں، ایک آدمی brass polisher کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے اور سب سے حیران کن بات یہ لگ رہی ہے کہ ایک آدمی as a gift packer کام کر رہا ہے۔ میرے خیال میں بجٹ تقریر میں فنانس منسٹر اسی support staff پر بات کر رہے تھے کہ ہمیں کم کرنا پڑے گا۔ منسٹرز بیچاروں کی ٹکٹ پر اگر آپ 1000/1200

اضافی خرچ کر دیں گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بھی سنانا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمیں ڈویلپمنٹ کی اتنی موٹی کتاب دی ہے اس میں جہاں جہاں ہماری سڑکیں وغیرہ درج ہیں اس کے ساتھ ساتھ جو so-called development ہوئی ہے اس حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایم پی ایز ہمیں چار کروڑ روپیہ سالانہ اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے ملتا ہے جس سے ہم سڑکیں، سکول، ہسپتال یا جو بھی بنائیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں addition alteration of gym in provision of other facilities in Punjab Civil Officers Mess GOR-I پچھلے سال انہوں نے تین کروڑ 63 لاکھ 90 ہزار روپے خرچ کئے، اس سال کے لئے ایک کروڑ 20 لاکھ روپے اس کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ generators of Chief Secretary block in Civil Secretariat, Lahore کے لئے پچھلے سال 11 لاکھ 8 ہزار روپے رکھے تھے اور اس سال 4 لاکھ 38 ہزار روپے رکھے ہیں۔ addition alteration of offices in Civil Secretariat, Lahore کے لئے انہوں نے پچھلے سال دو کروڑ 30 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں اور اس سال یہ دو کروڑ 50 لاکھ روپے خرچ کرنا چاہ رہے ہیں۔ generate of water supply to G.O.R-I کے لئے انہوں نے 65 لاکھ 3 ہزار روپے پچھلے سال خرچ کئے ہیں۔ آخر پر یہ لکھا ہوا ہے کہ renovation of Chief Secretary block in Civil Secretariat, Lahore کے اندر پچھلے سال ایک کروڑ 85 لاکھ 77 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں تو یہ کون سی developments ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ کوئی developments نہیں ہیں۔ میں نے اس میں یہ نہیں add کیا کہ G.O.R-II, G.O.R-III، سول سیکرٹریٹ کے دفاتر یا دوسرے محکموں پر کیا کیا خرچے ہو رہے ہیں؟ Sir! I am sorry this is not development. اس کو ڈویلپمنٹ کی کتاب کے اندر شامل کرنا ہی میرے خیال میں غلطی ہے بلکہ اس کو non development یا charge expenditures میں ڈال دیتے تو بہتر تھا۔ میرا آخری point یہ ہے کہ Rs.43 billion have been allocated for the police. تقریر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر ہم ان سے امید رکھیں کہ اب دہشت گردی کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اس میں یہ دل و جان سے کام کریں گے تو ٹھیک ہوگا میں مانتا ہوں کہ اب ہمارا حق بنتا ہے مگر یہ کہنا کہ اس سے تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی آئے تو یہ ہمیں بالکل

نظر نہیں آتا۔ جب چودھری پرویز الٰہی وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت بھی پولیس کے لئے اضافی پیسے نئے یونیفارمز، نئے وائرلیس اور نئے ہتھیار خریدنے کے لئے دیئے گئے تھے لیکن performance zero تھی اور کوئی کارکردگی پولیس کی improve نہیں ہوئی۔ اس دفعہ تینتالیس بلین روپے پولیس والوں کو دینے سے یہ تو حوصلہ افزائی ہو جائے گی کہ یہ لڑیں گے مگر تھانہ کلچر میں ہمیں تبدیلی آتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ ان کو رسک الاؤنس دیا گیا ہے Which is equivalent to their basic pay اس سے مجھے یہی نظر آ رہا ہے کہ ایک تھانیدار جو روزانہ عوام کو لوٹتا ہے، اس سے فرق صرف یہی پڑے گا کہ وہ ذرا زیادہ خوشحال ہو کر عوام کو لوٹے گا لیکن اس سے لوٹ مار رکنے والی نہیں ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس چیز کو curtail کریں۔ ہم بھی MPAs ہیں تو آج کل جس طرح حالات چل رہے ہیں ایک ایم پی اے ہونا بھی کوئی خطرے سے خالی نہیں ہے لہذا میری گزارش ہے کہ ہماری بھی تنخواہ بڑھا دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم نواب صاحب!

جناب خرم نواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے لئے بڑے privilege کی بات ہے کہ مجھے بجٹ اجلاس میں on the floor of the House بجٹ پر اپنے چند views تمام دوستوں سے share کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہمارا تقریباً 423۔ ارب روپے کا بجٹ اس سال ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے جس میں taxes کا کہا گیا ہے کہ Federal Divisible Pool کے تحت 321۔ ارب رروپے پنجاب حکومت کو دیئے جائیں گے۔ direct Federal grant کے 11۔ ارب روپے لکھے، Provincial direct tax کے 49۔ ارب 70 کروڑ روپے لکھے گئے اور جو non direct tax ہے اس کے اوپر غالباً 41۔ ارب روپے لکھے گئے۔ اسی ضمن میں چند گزارشات وزیر موصوف تک پہنچانے کی جسارت کروں گا جیسا کہ آپ تمام دوستوں کے علم میں ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور میں اپنی بات کا آغاز بھی زراعت سے ہی کروں گا کہ وہ تمام چیزیں جہاں تک ہماری بیوروکریسی direct نہیں پہنچ رہی، اس ایوان کا فرض ہے کہ ہم تمام دوستوں کے توسط سے وہ ہمارے ساتھ ہمارے

علاقے کے مسائل کو share کرلے۔ وزیر موصوف نے فرمایا کہ پنجاب کی 25 فیصد آبادی بارانی اضلاع سے ہے۔ تقریباً 25 فیصد زمین بھی بارانی ہے اور اس میں 36 فیصد آبادی گزارہ کر رہی ہے۔

نہری علاقوں کے اپنے مسائل ہیں لیکن ہم بھی چند بنیادی مسائل سے آج تک گزر رہے ہیں۔ اگر میں مشیر خزانہ کی بات کو درمیان میں نہ لاؤں تو یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہوگی کہ چار پانچ دن پہلے وہ ٹیلی ویژن پر ایک سیمینار سے خطاب کر رہے تھے اس میں کہا گیا کہ ہمارے taxation کے نظام میں چار no go areas ہیں جن میں دو بہت خوش اسلوبی سے داخل ہو گئے اور ایک زراعت اور ایک اور موضوع ہے جس میں ہم انشاء اللہ اگلے سال داخل ہوں گے۔ اس اعلان کے توسط سے میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی زراعت کا جو بنیادی نظام دیا گیا ہے وہ Land Revenue Act کے تحت دیا گیا اور دنیا کی ہر لغت میں revenue کا ایک ہی مطلب ہے کہ جب انگریز نے اس نظام کو جو یہاں پر پہلے سے موجود تھا کو black and white کیا تو اس کا بنیادی کام یہاں سے revenue کی collection تھا۔ اس ملک میں ایک حکومت آئی اس نے اس ملک کے چھوٹے کاشتکاروں پر ایک احسان کیا کہ اس نے چند ایکڑ تک مالیہ کو معاف کر دیا۔ آج بجائے اس کے کہ وہ foreign import agenda یا کوئی ایسی taxation جو امریکہ میں کامیاب نہیں ہے اس کو لا کر یہاں پر implement کرنے کی کوشش کریں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے اس ملک کے چھوٹے زمیندار سے اس کا حق واپس لینا ہے تو اس مالیہ کو آج کی ratio پر بحال کر دیں بجائے اس taxation کے جو امریکہ سے آنی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے ملک میں جو settlement ہوئی وہ بارانی علاقوں کے تمام اضلاع میں 1941 میں آخری settlement ہوئی جو انگریز کر کے گیا جہاں سے ملکیت divise ہوتی ہے میں بہت وثوق سے on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ آج ہمارے ضلع و تحصیل کے تمام بارانی علاقے میں کوئی revenue record موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی چیز ہے تو وہ محض قبضہ ہے اور وہ بھی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی مد میں پانچ دس سال میں تمام ملکیت ختم ہوتی نظر آ رہی ہے اور ختم کر دیں گے۔ اس حوالے سے اس ہاؤس میں آپ تمام دوستوں کے توسط سے کیونکہ یہ ایک آدمی کا کام نہیں ہے۔ یہ ہماری

بنیادی ضرورت ہے کہ ہمارے بنیادی ریونیو ریکارڈ کو 1941 کے بعد سے آج تک settlement کیا جائے کیونکہ کسی بھی شخص کی ملکیت وضع نہیں ہے۔

جناب والا! زراعت کے حوالے سے یہاں سے ہی جو تحریک اٹھے گی وہی کامیاب ہوگی۔ لائیو سٹاک زراعت کا بہت بنیادی شعبہ ہے۔ ہم اس چیز سے آگے نہیں چل رہے کہ اربوں روپیہ ہر سال ریسرچ پر بھی خرچ ہو رہا ہے، ہر سال بجٹ allocate کیا جاتا ہے۔ سرکار کہتی ہے کہ ہم نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے، ہم یہاں پر کھڑے ہو کر تنقید کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے لیکن چونکہ یہ cyclostyle قسم کی چیزیں ہوتی ہیں اور جو بنیادی معاشرتی مسائل ہیں ان کی عکاسی نہیں کی جارہی ہوتی اس لئے اتنے flaws رہ جاتے ہیں۔ اس میں بنیادی تشخیص پر ہمارے پاس پنجاب میں 27 کے قریب نسلیں ہیں مگر جن کی افزائش ہو رہی ہے اور نہ ہی ان کو Patronize کیا جارہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے مویشیوں کی افزائش کے جو بنیادی مسائل ہیں ان کے لئے بھی کوئی فارمولا دیں اور منصوبہ دیں۔

جناب سپیکر! اس حکومت کو آئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے، یہاں پر ہم تنقید کے لئے بھی کھڑے ہوئے۔ فوڈ سٹیمپ پروگرام کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگر غریب تک صحیح معنوں میں پیسا پہنچتا تو پھر یہ بہت اچھی سکیم تھی لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے اس ایوان میں بتانا پڑ رہا ہے کہ وہ پیسا پتا نہیں کس کی جیب میں گیا لیکن دس فیصد سے زیادہ غریب کی جیب میں نہیں گیا۔ یہ حکومت کی بہت بڑی ناکامی تھی کہ حکومت کا بنیادی کام اس پیسے کو organize کرنا تھا کہ اس کی distribution حقدار تک پہنچے اگر یہ پیسا حقدار تک پہنچتا تو یقیناً یہ بہت بڑا کام تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک بات جس کی تعریف on the floor of the House میرے لئے واجب ہے اور کرنی بھی بہت ضروری ہے وہ گندم کی قیمت تھی جو وفاقی حکومت نے 950 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے اس ملک کے زمیندار پر بہت بڑا احسان کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پنجاب حکومت سے یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب کے زمیندار کو بچانا ہے تو اور کچھ کریں یا نہ کریں، اس کو کوئی سبسڈی یا مراعات دیں یا نہ دیں لیکن اس کو فصل کی بین الاقوامی قیمت تو ضرور دو کیونکہ

یہاں پر مراعات پچھلے ساٹھ پینسٹھ سالوں میں صرف شہروں تک محدود کر دی گئی ہیں تاکہ اس کے ثمرات اس دیہی آبادی تک بھی پہنچ سکیں کہ وہ اپنی جنس کی صحیح قیمت وصول کر کے خوشحالی حاصل کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ایک ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہمارا ملک بہت بڑی بے چینی کی لہر سے گزر رہا ہے اور اگر اس کا بنیادی تجزیہ کیا جائے تو ہم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کا ان حالات کو یہاں تک لانے میں کوئی نہ کوئی کردار نہ ہو۔ ہم لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں حکومت کو اپنی ہر چیز پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت کے فرائض میں یہ چیز شامل ہے کہ جیسے اس کو promote کیا گیا ہے اور کرایا گیا ہے اس کو کچلنے کے لئے بھی ایسے ہی element کو استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے آپ سے اجازت کا طلبگار ہوں گا کہ ہماری جماعت اور انفرادی طور پر ہم اپنی سیاسی زندگی کے مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے کچھ بے ضمیر ساتھی اِدھر سے اُٹھ کر اُدھر چلے گئے لیکن ایک جمہوری آدمی ہونے کی حیثیت سے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ یہ جو ہم دس بارہ بچے ہیں اس سسٹم کی بحالی کے لئے ان کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جمہوریت کے اندر ایک بنیادی چیز جو پوری دنیا میں establish ہے وہ صرف tolerance ہے۔ اگر ہم ادھر کے حوالے سے غور کریں تو وہ بھی حق پر ہیں اور ہماری آنکھ سے بھی دیکھیں کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر ہمارے اس حق کو تسلیم کر لیا جائے کہ تم بھی یہاں بیٹھ سکتے ہو تو بہت سے معاملات اسی بے چینی کی طرف جہاں پہلے گئے تھے ان کی طرف جانے سے شاید ہم رک جائیں اور اس ملک کے سولہ سترہ کروڑ عوام کی زندگی فلاح پا سکے۔ مہربانی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:

نحمده نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد ۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ سبح لله مافی السموات و ما فی الارض وهو العزیز الحکیم ۔ یایھاالذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتا عندالله ان تقولوا مالا تفعلونo

اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ غالب اور حکیم ہے۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کرتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

جناب والا! قرآن پاک کی اس آیت کے بعد میں وزیر خزانہ صاحب کی پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں سے کچھ چیزیں آپ کے سامنے گوش گزار کروں گا اور اس معیار پر اس کو پرکھ کر ہمارے سارے بھائی اور میڈیا کہ کیا ہم نے اپنی زبان، اپنے قول کو پورا کیا ہے یا نہیں کیا؟

صفحہ نمبر 7 میں کہا گیا تھا کہ عوام کو تحفظ دینے کے لئے price control board بنائے جائیں گے مگر یہ مجھے نظر نہیں آئے۔ایسے غریب جن کا پبلک سیکٹر کے مالی اداروں مثلاً زرعی ترقیاتی بنک، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرضے ہیں ان کے قرضے حکومت خود ادا کرے گی میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مفلس اور نادار لوگوں کے لئے کوئی چھت نہیں تو اس کے لئے ایک ارب روپے کی تجویز تھی کہ ان کو گھر بنا کر دیئے جائیں گے۔اس سے آگے چلیں تو آپ نے لکھا تھا کہ وہ کاشتکار جن کی زرعی زمین چار ایکڑ تک ہے ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ تک فی کاشت کار زمین لیز پر دی جائے گی جس سے ساٹھ ہزار ایکڑ زمین لیز پر دے کر سبزیاں پیدا کی جائیں گی۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں آئی، شاید میں بھول رہا ہوں۔ اپنی قابلیت کی بنیاد پر داخلہ لینے کے لئے پروفیشنل کالج کے متحمل نہ ہونے والے نوجوانوں کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے جائیں گے جو کہ بہت اچھے اقدام تھے۔ اساتذہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے performance based incentive رکھا جائے گا جس کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔اس کا میرے علم میں نہیں ہے کہ کیا ہوا۔ 144 سکولوں کو centres of excellence بنایا جائے گا جن پر 3۔ارب 63 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ وزیر خزانہ صاحب اس کی نشاندہی کر دیں تو میں ان کا ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح تقریباً 72 سکول یعنی پچھلے سال کی بات تھی کہ امسال 72 سکولوں میں 11 ہزار کے قریب یتیم اور بے سہارا بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ رہائشی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی۔اس پر عملدرآمد کے بارے میں میرے علم میں کوئی نہیں کہ کہیں کچھ ہوا ہے؟ غریب طالب علموں کے لئے اعلیٰ درجے کی ائیر کنڈیشنڈ بسیں شروع کی جا رہی ہیں۔ان سکول بسوں میں سکیورٹی گارڈ کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی اور یہ بے پرواہ ایک آرام دہ وسیلہ سفر کے لئے سکول پہنچا کریں گے۔ یہ بس سروس پنجاب کے سات بڑے شہروں یعنی لاہور، ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد، گوجرانوالہ، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان میں شروع کی جائے گی۔ باقی اضلاع کا تو مجھے پتا نہیں، ڈیرہ غازی خان میں مجھے یہ کہیں نظر نہیں آئیں۔

پنجاب کے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور بہاول پور میں رہائش پذیر کم آمدنی کے لوگوں کے لئے ایک ارب روپے کی سبسڈی کے ساتھ ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلانے کی commitment کی گئی تھی جو کہ مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئیں۔ بجلی کی قلت کو دور کرنے کے لئے پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے اور اندھیروں میں کمی لائیں گے۔ایک کلوواٹ تو کیا ایک واٹ کی پیداوار بھی مجھے مہربانی کر کے بتادیں کہ اس کے لئے کچھ کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

امن وامان قائم کرنے کے لئے پولیس اہم کردار ادا کرتی ہے اور ان کے لئے performance based incentive کی سکیم قائم کی جا رہی ہے اور کرپٹ افسروں کو نکالنے کے لئے قانون بنایا جائے گا۔ تو اس performance based incentive programme سے کوئی فرق ہمیں نظر آیا ہے اور نہ ہی اس اسمبلی میں کوئی قانون آیا اور اگر کسی ٹاسک فورس نے کوئی قانون بنا دیا ہے تو اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کہاں کہاں چلیں۔ ہم نے ایک صاف ستھری اور فعال انتظامیہ صوبے کو بنانے کی بات کی ہے، ایڈمنسٹریشن کی بہتری کی بات کی جا رہی ہے۔transfers and postings کا جو سلسلہ پورے صوبے کے اندر جاری ہے، مجھے باقی علاقوں کا تو پتا نہیں لیکن میرے ضلع ڈیرہ غازی خان میں پچھلے ایک سال کے اندر پانچ ڈی سی او حضرات تبدیل ہوئے ہیں کیونکہ وہ صاحب اقتدار لوگوں کے ساتھ چل نہیں سکتے تھے۔ ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا اور

چوتھے کے بعد پانچواں ڈی سی او آیا۔ میرے ضلع کے اندر اکثر افسران کی سیٹیں خالی ہیں۔ ڈی اوز نہیں ہیں، ای ڈی اوز نہیں ہیں، ڈی ڈی اوز نہیں ہیں کیونکہ لوگ وہاں آنا نہیں چاہتے اور ان کا کام کرنا وہاں پر مشکل ہے۔

نئی سرکاری گاڑیوں کی خریداری کے لئے مکمل پابندی لگا دی گئی ہے This is last year میری اطلاع کے مطابق ابھی مئی کے مہینے میں ہی 150 گاڑیاں نئی خریدی گئی ہیں۔ مہربانی کر کے آپ بھی اس کو چیک کر لیں۔ یہ کیا commitments کی گئی ہیں؟ ایک صوبائی reorganization کمیٹی قائم کی جا رہی ہے جو حکومت کے غیر ضروری اخراجات کی کارکردگی کا جائزہ لے گی۔ جناب! یہ چیزیں کہاں ہوئی ہیں؟ سرکاری سکولوں میں عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ماڈل سکول قائم کئے جائیں گے۔۔۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: موجودہ حکومت نے جو commitments کی تھیں اس میں سے تو کچھ نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ لوٹوں کی بہتات ہو گئی ہے اور بہت لوٹے بنائے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اس طرح cross talking کرتے رہے تو پھر ٹائم کم رہ جائے گا۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے سال کے مالی بجٹ کے 4574 سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں کو جدید کمپیوٹر لیبارٹری سے آراستہ کیا جائے گا جس پر تقریباً 5۔ارب روپے خرچ ہوں گے۔ ہمارے ہاں تو کوئی کمپیوٹر لیب نہیں بنی۔ تعلیمی ماحول کی بہتری کے لئے سرکاری سکولوں میں اصلاحات کے پروگرام کے تحت 2۔ارب 50 کروڑ روپے ضروریات کی بنیاد پر upgradation کی جائے گی جس پر ایک ارب روپے خرچ کیا جائے گا۔ سپیشل بچوں کے لئے بین الاقوامی معیار کا معذوری سنٹر قائم کیا جا رہا ہے جس کے لئے ایک ارب روپے رکھا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب نے ہیلتھ انشورنس رائج کرنے کے لئے بات کی لیکن مجھے تو کہیں نظر نہیں آ رہی۔

جیل خانہ جات میں ایک جامع اصلاحی پروگرام شروع کیا جارہا ہے جس پر 80 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ وزیر جیل خانہ جات ابھی بیٹھے نہیں ہیں، وہ ہمیں بتائیں کہ کیا اصلاحات کی ہیں؟ missing facility سبزیوں کی پیداوار کو محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج کا ذکر ہے۔ چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے لئے نئی مائیکرو فنانس سکیمیں بہت اچھی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک لسٹ ہے جو چلی جائے گی لیکن میری پھر سے گزارش ہے کہ میں اپنے گھر کی بات کروں گا کہ ہمارے راجن پور اور ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں کے لئے 3۔ ارب روپے کا اعلان کیا گیا۔ پچھلے سال ہم بائیکاٹ کر رہے تھے اور اگر میں ہوتا تو وزیر اعلیٰ صاحب کو سلام پیش کرتا لیکن وہ 3۔ ارب روپے کہاں ہیں، خدارا! کوئی مجھے بتائے کہ وہ 3۔ ارب روپے کہاں ہیں؟ کہیں نہیں ہیں۔ ایمرجنسی سروس کو پنجاب کے تمام اضلاع میں متعارف کرایا جائے گا اور اس پر اگلے سال اڑھائی ارب روپے خرچ کرنے تھے۔ سال گزر چکا ہے۔ پچھلی حکومت نے (ون ون ٹوٹو) 1122 کی سروس شروع کی تھی اور آج جہاں کہیں بھی کوئی حادثہ پیش آتا ہے اور جہاں بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو یہ سب سے پہلے یہ سروس نظر آتی ہے۔ ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ تو پچھلے سال کے بجٹ کی باتیں ہو گئیں۔ اب بجٹ ہے کیا چیز؟ بجٹ وہ ہے کہ ہم نے آمدنی کہاں سے حاصل کرنی ہے اور اسے کہاں پر خرچ کرنا ہے؟ حکومت اپنی ترجیحات بتاتی ہے کہ یہ ہمارے لئے اہم چیزیں ہیں اور ہم ان پر اپنا خرچہ کریں گے۔ Putting your money where your mouth is but then to have money to begin in with پہلے پیسے ہوں گے تو پھر آگے چلیں گے۔ اسی بجٹ میں بڑے پرزور طریقے سے کہا گیا ہے کہ یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے جس کے اندر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ پچھلے سال کی ہمارے بجٹ کی annual statement میں سے میں کچھ نمبر quote کرتا ہوں لیکن ٹائم لگے گا اس لئے میں معذرت کرتا ہوں۔

پچھلے سال آپ کا Provincial Revenue ٹیکس 28141 thousand million ہے اس سال 49 thousand 647 billion کی ہم بات کر رہے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ہم اسے کس طرح بڑھا رہے ہیں؟ direct taxes پچھلے سال، کہتے ہیں کہ ٹیکس نہیں لگایا اور یہی کہا جارہا

ہے۔ پچھلے سال 600 million زراعت پر ٹیکس آیا ہے اور اس سال ان کا ارادہ ہے 1100 ملین agriculture tax کا ہے جو کہ تقریباً دُگنا ہے۔ 600 ملین سے بڑھا کر 1100 ملین ہم کر رہے ہیں۔ یہ کیسا ٹیکس فری بجٹ ہے۔ پچھلے سال پراپرٹی ٹیکس 5000 ملین تھا اور اس سال 10450 ملین ہو گا جو دُگنے سے بھی زیادہ ہے۔ indirect taxes پچھلے سال 15160 اور امسال 28850 جو کہ تقریباً دُگنا ہے۔ کون سے اور کس حساب سے ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ یہ آپ کی اپنی دی ہوئی ایک کتاب میں سے نمبر quote کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کس طرح ٹیکس فری بجٹ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! fee for registering of documents پچھلے سال 2183 اور اگلے سال کے لئے 3776 کیا یہ بڑھائے نہیں ہیں؟ یہ ٹیکس کہاں سے آئیں گے؟ میں نے بہت ساری چیزیں mark کی ہوئی ہیں۔ copying and instructions of fee of patwaries record پچھلے سال 3952 اور اس سال 4852 ہے۔ پچھلے سال copying for the preparation of use گرداوری کے لئے 37 million اس سال 65 million یہ بھی دُگنا ہے۔ موٹر وہیکل ٹیکس پچھلے سال 1400 ملین اور اس سال 2600 ملین ہے۔ پچھلے سال receipts from provision 2500 motor vehicle اور اس سال 4000 کر دیا گیا۔ entertainment tax کرکٹ ٹیم والوں کا اللہ بھلا کرے کہ انہوں نے ہمیں خوشی دی اور اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے تو پچھلے سال اس مد میں 15 ملین اور اس سال 77 ملین، 15 سے 20 ہوتا، 25 ہوتا لیکن یہ تو 77 ملین کر دیا گیا۔ entertainment پر بھی ٹیکسیشن بڑھ رہی ہے۔ یہ ٹیکس فری کب ہے؟ Sales of stamp duty پچھلے سال کی ڈیوٹی 6400 تھی اور اگلے سال 11000 ہے۔ میں نے بہت ساری چیزیں اس میں mark کی ہیں۔ میں جس چیز کو ہاتھ لگاتا ہوں وہ میرے سامنے آتی ہے۔ cotton fee پچھلے سال 420 ملین اور امسال 748 ملین ہے۔ یہ taxes نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں؟

جناب سپیکر! Tolls on roads and bridges مطلب یہ کہ ہم یہ ٹیکس دیتے ہیں پچھلے سال 500 بلین اور اس سال 1100 ملین۔ کیا یہ taxes کے rate دُگنا کئے جا رہے ہیں؟ یہ کیسا

non tax free budget ہے مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ میں کس کس چیز کی بات کروں؟ میرا خیال ہے کہ taxes کی باتیں بہت ہو گئیں۔

جناب سپیکر! اب expenses پر آتے ہیں۔ بجٹ کا ایک حصہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ہماری آمدنی ہے اور اسے ہم یہاں خرچ کریں گے۔ اس میں پچھلے سال کا دیکھیں تو پنجاب اسمبلی زندہ باد کہ سب سے اچھا کام اس نے کیا۔ پچھلے سال اسے 333 ملین ملے اور ہم نے اپنے بجٹ کے اندر 335 ملین کے اندر اجلاس بلائے۔ جب اجلاس ہی نہیں بلائے جاتے تو خرچہ کہاں سے ہوگا؟ میرے خیال میں شاید اس وجہ سے اجلاس سے avoid کیا جاتا ہے۔ Law and Parliamentary Affairs Department کو پچھلے سال 33 ملین ملے اور انہوں نے 97 ملین خرچ کیا۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ Law and Parliamentary Affairs Department والوں نے کیا کیا ہے؟ یہاں پر قانون سازی تو ہوئی نہیں ہے۔ جب قانون سازی تو اس اسمبلی میں ہوئی نہیں ہے تو یہ general اسمبلی کے اخراجات میں سے Law and Parliamentary Affairs کا کہاں سے آگیا؟

جناب والا! میں آپ کو ایک بڑے مزے کی بات بتاتا ہوں کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو پچھلے سال 452 ملین دیئے گئے تھے اور انہوں نے 509 ملین خرچ کئے austerity drive پر بہت بڑی بات کی گئی تھی کہ خرچے کم کئے جائیں گے اور عیاشیاں نہیں کی جائیں گی۔ میرے منسٹر صاحبان میرے بھائی ابھی بہت کم ہیں ابھی اور بنیں گے تو یہ پورا ہوگا۔ 222 ملین ان کے لئے رکھا تھا لیکن میرے ان اچھے بھائیوں نے صرف 97 ملین میں گزارا کر لیا۔ اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ VIP flight maintenance پر 47 ملین اور دوسری جگہ 84 ملین یعنی اس کو دو جگہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ بہت ضروری باتیں ہیں، میں ابھی بھی چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سب کے لئے بات ہے۔ آپ صرف ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! صرف ایک منٹ میں ہی wind up کرتا ہوں۔ اب میری صرف گزارشات ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارے چیف منسٹر نے کوئٹہ میں ایک کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کی commitment کی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ ہمارا پورا ہاؤس اس میں involve ہوتا اور ہم بلوچستان کے بھائیوں کو یہ message دیتے کہ ہم سب نے مل کر تمہارے

لئے یہ فیصلہ کیا ہے نہ کہ صرف ایک آدمی نے۔ جناب! جمہوریت کی خوبی تو یہی ہے کہ سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی "ناں" نہ کہتا اگر اس ہاؤس سے پوچھ لیا جاتا۔ اگر ہمارے سامنے یہ بات پیش ہوتی تو ہم اس کو بخوشی کرتے۔ مجھے اس کے لئے کہیں بھی پیسے allocate ہوئے نظر نہیں آئے میری گزارش ہے کہ اس کے لئے وہ پیسے allocate کروا دیئے جائیں۔ دوسری میری ایک اور گزارش ہے اور وہ بھی میرے اپنے گھر کی بات ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے میڈیکل کالج کا اعلان کافی دفعہ ہو چکا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی کیا تھا، پچھلے سال بھی ہوا تھا اور اس سال میں نے دیکھا کہ بجٹ میں بھی اس کی speech ہے۔ وہ پراجیکٹ 2 ہزار ملین کا ہے اور اس کے لئے صرف 25 ملین رکھے گئے ہیں۔ اس رفتار سے تو وہ سو سال میں جا کر بنے گا۔ براہ مہربانی اس کے لئے بھی بجٹ میں allocation بڑھا دیں۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے اندر فورٹ منرو ایک hill station ہے جس کا great potential ہے۔ سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب بھی میری اس بات کی تائید کریں گے کیونکہ وہ بھی اپنی گرمیاں وہاں پر گزارنے کے لئے بچپن سے آ رہے ہیں۔ مری پر جو بوجھ ہے وہ ہلکا ہو گا اور جنوبی پنجاب کے لوگ جو گرمیوں میں ان کے ہاں زیادہ گرمی ہوتی ہے۔ آپ کو وہاں ملتان، بہاولپور اور وہاڑی کے لوگ ہی زیادہ تر ملیں گے۔ ان لوگوں کو اپنے ہی علاقے کے اندر ایک صحت افزا مقام مل جائے گا میری گزارش یہ ہے کہ اس کی development کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ میں تو پچھلے پانچ سال بھی یہی کچھ کہتا رہا ہوں اور ابھی بھی یہی کہوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ لغاری صاحب!۔۔۔(قطع کلامی) sorry سب کے لئے ایک جتنا ہی ٹائم ہے۔ جی، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہاں پر میرے قابل احترام بھائی نے ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے بھی ذکر کیا اور وزراء کے حوالے سے بھی ذکر کیا۔ یہ 13 وزراء تو ان سے سنبھالے نہیں جا رہے ہیں اگر بڑھ گئے تو پتا نہیں ان کے ساتھ کیا ہو گا؟

جہاں تک ہماری عیش و عشرت کی بات ہے تو جو ہم عیش و عشرت کر رہے ہیں اس کا اگر آپ موازنہ پچھلی حکومت کے ساتھ کر لیں تو میرے خیال میں آج کے وزیر اعلیٰ کا جو بجٹ ہے وہ پچھلی حکومت کے وزراء کے جو بجٹ ہوا کرتے تھے۔ان سے بہت کم ہے۔ان کو پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے پھر ہم پر بات کرنی چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب!آپ تشریف رکھیں یہ میرا right ہے اسے مجھے ہی استعمال کرنے دیں۔سردار صاحب! صرف ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میڈیکل کالج کی بات ہوئی کہ پرویز مشرف نے ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کا اعلان کیا تھا تو جب انہوں نے میڈیکل کالج کا اعلان کیا تھا تب ان کو سات سال ملے تھے اور سات سال میں اگر وہ میڈیکل کالج نہیں بنا سکے تو ہم انشاء اللہ اپنے اس دور حکومت میں ان کو ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بنا کر دکھائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پرویز مشرف نے یہ اعلان آخری سال میں کیا تھا جس کے بعد ہمارا کوئی بجٹ نہیں آیا۔اگر آپ اس روایت کو جنم دیں گے کہ ایک speech کے بعد دوسرا کھڑا ہو کر اس کا جواب دے گا تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب!میں نے کسی کو موقع نہیں دیا اور میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو تقاریر ہیں ان پر ہی concentrate کیا جائے۔جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں،No cross talk. This is very bad یہاں پر موقع دیا جا رہا ہے جب آپ لوگ بولتے ہیں تو اس وقت میں کسی کو نہیں بولنے دیتا this is very wrong جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس کا جواب ابھی نہیں دوں گا۔میں سب سے پہلے 16۔جون کو جناب تنویر اشرف کائرہ نے جو budget speech کی تھی اس پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میں

اس ایوان کے قائد اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس ٹیم اور کابینہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے محنت کر کے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اس برے حالات کے باوجود ایک متوازی بجٹ پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، This is very wrong آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! جس طرح کے حالات تھے، جس طرح کا لاء اینڈ آرڈر تھا اور جس طرح کی معیشت تھی اس لحاظ سے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ محسن لغاری صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ہے انہوں نے کہا تھا کہ بجٹ بنیادی طور پر کیا ہے؟ بجٹ ایک assessment ہے آپ کے وسائل اور اخراجات کا۔ یہ ایک intellective exercise ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں یہ exercise کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ میں اس حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ بہت آسان ہوتا ہے کہ اخراجات بڑھا کر اس کا بوجھ عوام پر ڈال دیا جائے۔ یہ حقیقتاً ایک transparent government کی نشانی ہے کہ عوام پر مزید ٹیکس نہ لگایا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس فری pro poor بجٹ ہے۔ میں اس کی چند ایک نشانیاں بھی پیش کروں گا۔ آج I.D.Ps کا issue ہے جس پر حکومت پنجاب نے دس کروڑ روپیہ رکھا اور آج بھی 40 میڈیکل ٹیمیں کام کر رہی ہیں۔ گرین ٹریکٹر سکیم نہایت ہی pro poor سکیم تھی جس کے لئے دس ہزار ٹریکٹرز عوام کو مہیا کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی یہ کامیابی تھی کہ آج ہمارا سب سے غریب طبقہ جو کسان طبقہ ہے ان کے لئے مراعات دی گئیں، ان کے لئے سہولیات میسر کی گئیں اور پھر باری تعالیٰ نے بھی ہمیں اچھا موسم دیا، بارش ہوئی اور ایک bumper crops کی صورت میں گندم کاشت ہوئی۔ میں Federal Government اور Provincial Government کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو قیمت لگائی گئی اسی کے تحت گندم خریدی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک ایک دانہ خریدا گیا middle man اور commission mafia کو ہمیشہ کے لئے پنجاب سے ختم کر دیا گیا۔

یہاں پر وزراء پر تنقید کی گئی کہ انہوں نے وہ بجٹ استعمال نہیں کیا۔ austerity کا جو plan ہے کہ smart office اور departments کم کئے جائیں شاید اس کا اثر کروڑوں یا اربوں روپوں پر نہ ہو لیکن یہ ایک سوچ کی عکاسی کرتا ہے ہمیں اس سوچ کو appreciate کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میرے منسٹرز first class travel نہیں کریں گے وہ economy class travel کریں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ وہ سہولیات جو ہماری عوام کو نہیں ملتیں وہ ہم خود عملی طور پر face کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے تو وہ چیز منسٹر۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: استغفار، استغفار۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے This is very bad مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ spirit نہیں ہے اس ہاؤس کو چلانے کی۔ اگر آپ کا کوئی اعتراض ہے تو آپ لوگ اپنی تقاریر میں یہ بات لے کر آئیں۔ اس طرح بالکل یہ ہاؤس نہیں چلے گا۔ جی۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: میں سمجھتا ہوں کہ ایک چھوٹی سی جو چیز روایت بنی ہوئی تھی کہ جتنے functions ہیں وہ بڑے بڑے فائیو سٹار ہوٹلوں میں کئے جاتے تھے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اور اس گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ یہ ہوٹلوں میں نہیں کئے جائیں گے۔ یہ صرف، again یہ گنتی کی بات نہیں ہے کہ کروڑ روپیہ بچ گیا، یہ دس کروڑ روپیہ بچا، یہ اس جذبہ کی عکاسی کرتا ہے کہ پنجاب کے لئے کس شخص کے دل میں درد ہے تو میں میاں محمد شہباز شریف کو اور فنانس منسٹر کو دوبارہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف دو گزارشات ضرور کروں گا، فنانس منسٹر صاحب kindly وہ نوٹ کر لیں کہ اس بجٹ میں آپ نے چار میڈیکل کالجوں کا اعلان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے لیکن جو پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ کالج ہے، کالج آف فزیشن سرجن، پاکستان میں تقریباً 80/85 فیصد جتنے میڈیکل گریجویٹس ہیں وہ ٹریننگ وہاں پر لے رہے ہیں، آرمی میں بھی اور پنجاب میں جو سپیشلسٹ ہیں وہ کالج آف فزیشن سرجن پاکستان کے ٹرینی ہیں اور اس وقت بھی تقریباً پندرہ ہزار

سٹوڈنٹس وہاں پڑھ رہے ہیں، وہاں ورکشاپس ہوتی ہیں اور وہ تقریباً اکتیس ہزار روپیہ ایک پوسٹ گریجویٹ سٹوڈنٹ کو پڑتا ہے تو اس میں بھی اگر کچھ رقم جیسے آپ نے انڈر گریجویٹ پروگرام کے لئے رکھی ہے تو کالج آف فزیشن سرجنز کے لئے بھی میری درخواست ہے کہ کچھ رقم رکھی جائے کیونکہ یہی سٹوڈنٹس ہیں جو ہسپتالوں میں سروس کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے ممبران کا حق ہے کہ جو areas جہاں پر وہ contribute کر سکتے ہیں وہ contribute کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن انشاء اللہ تعالیٰ جب اس بجٹ کو ٹاسک کیا جائے گا یہ مہینہ یاد رکھا جائے گا اور پنجاب کی گورنمنٹ یہ ثابت کرے گی کہ واقعی poverty reduction اور pro poor policy ہی میاں محمد شہباز شریف کا شیوہ ہے، بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار محمد ایوب خان گادھی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ کس کا دل نہیں چاہتا کہ اس کا ملک ایک آئیڈیل سٹیٹ ہو اور کس کا دل نہیں چاہتا کہ اس کا صوبہ ایک تصوراتی اور تخیلاتی صوبہ ہو اور کون نہیں چاہتا کہ اس کا بجٹ اس کے خوابوں کی تعبیر ہو مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سالانہ بجٹ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے اور اس کا تجزیہ کرتے ہوئے سیاق و سباق اور حالات و واقعات کے تناظر میں اس کا جائزہ لینا چاہئے کہ جب ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو، جب پورا ملک اور صوبہ دہشت گردی کی لپیٹ میں ہو، جب پورے ملک میں بجلی کا بحران ہو، جب پورے ملک میں نہروں میں پانی کی کمی ہو اور شہریوں کو عدم تحفظ ہو اور پورے ملک میں ایک معاشی جمود طاری ہو اور لوگوں کو احساس تحفظ نہ ہو تو پھر یقیناً ترقیاتی عمل رک جاتا ہے مگر ان حالات میں موجود حکومت نے جو وسائل اور مسائل کے حل کے لئے بجٹ ترتیب دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ ہمیں اپنے ان حالات میں وسائل میں بھی اضافہ درکار ہو اور مشکلات بھی دن بدن زیادہ ہوں تو ایسی صورت میں جو بجٹ تیار کرنا ہے وہ انتہائی مشکل اور کٹھن کام ہے مگر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، پنجاب کے وزیر اعلیٰ، پنجاب کے خادم اعلیٰ اور ولولہ انگیز قیادت میاں محمد شہباز شریف کی گائیڈ لائن میں اور ان کی رہنمائی میں انھوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں یہ ایک نہ صرف موزوں اور متوازن بجٹ ہے بلکہ میرے

خیال میں یہ اندھیرے میں روشنی کی ایک شمع جلائی گئی ہے کہ جس سے ایک جوش اور جذبہ پیدا کیا گیا ہے اور کسی بھی بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اگر وسائل کے اضافے کے لئے ٹیکسیشن کی جائے تو اس سے عام آدمی پر اس کا بوجھ نہ بڑھے اور عام آدمی کو اس سے فائدہ زیادہ ہو۔ یہ واحد بجٹ ہے کہ جس کی ٹیکسیشن سے وسائل میں اضافہ تو کیا گیا ہے مگر عام آدمی پر براہ راست اس ٹیکس کا کوئی بوجھ نہیں ہے۔ عام آدمی کو اس بجٹ میں سب سے زیادہ فائدہ یہ دیا گیا ہے کہ جو سب سے کم آمدنی والا طبقہ ہے، جو ہمارے صوبہ کا سب سے بڑا طبقہ ہے وہ غریب آدمی ہے، کم آمدنی والا طبقہ ہے اور جن کی بنیادی ضرورت دو وقت کی روٹی ہے اسی لئے ہمارے وزیر اعلیٰ نے، خادم اعلیٰ نے اس مد میں جو رقوم فراہم کی ہیں وہ دو روپے کی روٹی کی فراہمی ہے، اگر اس کی صحیح لاگت کا بھی اندازہ کیا جائے تو اس کی اصلی لاگت سے بھی کم قیمت پر بھی اگر غریب آدمی کو روٹی دو وقت کی فراہم کی جا رہی ہے تو یہ اس وقت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پھر غریب آدمی کو صرف دو روپے کی روٹی کی فراہمی کے سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی بلکہ اس کی کمر سے مہنگائی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایک ہزار روپیہ فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت اسے مہیا کیا جا رہا ہے۔ غریب آدمی کو گھر دینے کے لئے ایک سکیم تجویز کی گئی ہے۔ دیہات سے تعلق رکھنے والے غریب طبقہ کے لئے پانچ مرلہ سکیم کا دوبارہ اجراء کیا گیا ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کے سامنے جو ترجیحات ہیں وہ ترجیحات اس طرح ہیں کہ سب سے زیادہ فائدہ اس طبقہ کو ملے جو سب سے زیادہ مظلوم ہے اور جو سب سے زیادہ مستحق ہے اسی لئے وزیر اعلیٰ نے میں سمجھتا ہوں کہ جن کی طبیعت میں اتنی عجز وانکساری ہے کہ آج وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک پائی بھی اپنے خرچے کے لئے بطور وزیر اعلیٰ وصول کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اگر حالات و واقعات اجازت دیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ واحد وزیر اعلیٰ ہیں کہ جن کی دن رات یہ کوشش ہے کہ کاش کہ میں اپنے صوبہ کو، اپنے اس ملک کو اس طرح راہ راست پر لاؤں کہ اس طرح لوگوں کے کام ہوتے جائیں کہ ہر آدمی کا کام میرٹ پر ہوتا جائے۔ ہر غریب آدمی اور امیر آدمی میں فرق ختم ہو جائے اور اسی لئے اس بجٹ میں غریب آدمی اور امیر آدمی کے آپس کا مالی جو ایک فرق ہے اس کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب والا! پھر جو ترجیحات ترتیب دی گئی ہیں وہ وقت کی اہم ضرورت کے مطابق ہیں کہ غریب آدمی کی حوصلہ افزائی ہو اور جو جو سیکٹر، جو جو شعبے جس لحاظ سے اہمیت اور حیثیت کے حامل ہیں انہیں اسی لحاظ سے فوقیت دی گئی ہے۔ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل میں سمجھتا ہوں کہ وہ محکمہ تعلیم ہے، تعلیم کا شعبہ ہے کہ جس میں ہر غریب آدمی کے لئے بنیادی تعلیمی سہولیات کی فراہمی انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ نے، خادم اعلیٰ نے سب سے زیادہ جو رقوم مختص کی ہیں وہ نہایت حوصلہ افزاء رقوم مختص کی ہیں۔ میں اس سلسلہ میں اس بات کا ضرور ذکر کروں گا کہ موجودہ حکومت اور موجودہ وزیر اعلیٰ کی ترجیحات یہ ہیں کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر، ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ایسے اقدامات اٹھائیں کہ جس سے صرف اور صرف عوام کو براہ راست بلاامتیاز فائدہ پہنچے اور میں اس سلسلہ میں چونتیس ہزار ایجوکیٹرز کی بلاامتیاز میرٹ پر بھرتی کا ذکر ضرور کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر یہی چونتیس ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی کے لئے اگر وزیر اعلیٰ، خادم اعلیٰ اپنے ایم پی ایز کو راضی کرنا چاہتے، اپنی جماعت کے سیاسی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ پالیسی بنانا چاہتے تو اس سے ایک ایم پی اے کو تقریباً تقریباً دو سو کے قریب ایجوکیٹرز کا کوٹہ دیا جاتا تو وہ دو سو کے قریب ایک ایم پی اے کو کوٹہ آتا اور دو سو خاندانوں کو وہ oblige کرتا اور اپنا سیاسی مفاد اٹھاتا، لوگوں میں اپنے ووٹ بناتا لیکن یہ واحد وزیر اعلیٰ ہے کہ جس نے سیاسی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ایسا کام کیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ غریب کی بیٹی اور غریب کا بیٹا یہ نہ سوچے کہ آج اس کے ووٹ کم تھے، آج اس کے پاس پیسے کم تھے، آج معاشرے میں اس کا status کم تھا اس لئے اس کو نظر انداز کر دیا گیا اور امیر آدمی کے بیٹے کو بھرتی کر لیا گیا۔ آج یہ ثابت ہو گیا کہ غریب اور امیر میں یہ فرق جو ہے یہ میرٹ کے اس سسٹم نے آکر ختم کر دیا ہے اور آج ایک غریب آدمی کی بیٹی بھی میرٹ پر بھرتی ہو رہی ہے اور غریب آدمی کا بچہ بھی میرٹ پر بھرتی ہو رہا ہے۔

جناب والا! ایک بات جس کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں نے بہت سی اچھی باتیں کیں، تنقید بھی سب ممبران کا حق ہے، میں ان کو بھی سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنا جمہوری فرض پورا کیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں موجودہ گورنمنٹ نے اگر زراعت کے شعبہ

میں جہاں وفاقی حکومت کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کو بھی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، پنجاب کی حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ گندم کی پرائس کو اگر زیادہ کیا گیا تو پھر پنجاب کی حکومت نے زمیندار سے اس کی محنت کا ایک ایک دانہ وصول کیا اور اس کی قیمت ادا کی۔ پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ اگر ایک طرف کسان کو کوئی incentive دیا گیا ہے کہ 950 روپے فی من گندم کی قیمت ہو گی تو دوسری طرف کسان نے بھی اپنی محنت سے اللہ کے فضل و کرم سے یہ ثابت کر دیا کہ آج اگر کسان کو اس کا حق ملا ہے تو آج کسان نے ایک ہی فصل میں پورے پاکستان کو خوراک اور گندم میں خود کفیل کر دیا ہے۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کی خوش قسمتی ہے اور ان کو مبارکباد ہے کہ یہ اتنی بڑی ایک حوصلہ افزاء بات ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، sorry سب کے لئے ایک ہی بار رکھی ہے۔ I am very sorry

جناب محمد معین وٹو: پلیز! ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: مجھے بہت کچھ کہنا تھا لیکن آپ کے حکم کے تابع اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں صرف دو تین مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جو کہ میرے علاقہ سے متعلق ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ لکھ کر فنانس منسٹر کو دے دیں کیونکہ یہ میرے لئے مسئلہ ہو جائے گا کہ جب ایک بار رکھی ہے وہ سب کے لئے ہے۔ وٹو صاحب! بہت شکریہ۔ اب محترمہ! خدیجہ عمر صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہر معزز رکن محنت کر کے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور آپ بھی مہربانی فرماتے ہیں کہ اتنا وقت دے رہے ہیں لیکن آپ

کے علم میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ پرسوں یہاں پر معزز اراکین نے بجٹ پر جو جو باتیں کی ہیں اس میں، "نوائے وقت"، "نیشن"، "جنگ" اور دوسرے اخبارات کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے ان کو صحیح طریقے سے یا کسی حد تک عوام تک پہنچایا ہے کیونکہ یہ لوگ جو ہمارے بھائی ہیں، جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے رائے عامہ کو بنانا ہوتا ہے، بات یہ ہے کہ ان کو اگر ہلکی سی تکلیف ہوتی ہے تو پورا ایوان ان کے ساتھ ہوتا ہے لیکن میں آپ کی توجہ یہ چاہتا ہوں کہ کل کے "ڈان" نے جو ہمارے ساتھ رویہ اختیار کیا ہے میں صرف اس کی دو سرخیاں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ انھوں نے یہ کیا ہے کہ انھوں نے ایک heading لگائی ہے، انھوں نے بجٹ پر ایک لفظ نہیں کہا۔ یہاں لوگ اتنی محنت کر کے آتے ہیں، اتنا کام کر کے، resource books دیکھتے ہیں، reference books دیکھتے ہیں، انھوں نے صرف دو سرخیاں لگائی ہیں، انھوں نے کہا ہے کہ:

Provincial Assembly discusses all except budget

ذرا غور کیجئے، "ڈان" ایک بہت بڑا اخبار ہے، میں "ڈان" کو سلیوٹ کرتا ہوں لیکن ان کی ذرا سرخی دیکھ لیں کہ ہم یہاں پر جو کچھ کرتے ہیں، بیٹھتے ہیں، پیاس بھی لگ رہی ہوتی ہے تو ہم باہر نہیں جاتے، ہم اپنا کام کرتے ہیں۔

Provincial Assembly discusses all except budget

اپوزیشن کے بارے میں لکھا ہے کہ:

Opposition makes its presence felt with three walkouts only.

اپوزیشن نے کام کیا، اپوزیشن نے اپنا حق ادا کیا لیکن اس کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے صرف تین واک آوٹ کئے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں۔ آپ کل کا "ڈان" منگوا لیں۔ بجٹ پر اتنے بڑے اخبار نے ایک فقرہ نہیں لکھا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ ٹی وی چینلز کو یہاں لایا جائے۔ ہر آدمی، ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ جو محنت کر کے یہاں بتاتا ہے اور کچھ نہیں تو اس کے حلقے تک تو وہ جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں جیسے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کے پاس جو لسٹ ہے اسی پر بات ہو گی لیکن میرے ساتھی شیخ علاؤالدین صاحب ہمیشہ مثبت باتیں کرتے ہیں۔ انھوں نے بجٹ کو بہت اچھا thrash out بھی کیا تھا اور ہم نے ان کو appreciate بھی بہت کیا تھا لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہر اخبار جو ہے وہ اپنی اپنی پالیسی جب دیتا ہے اس کو کرنے کے بعد اس کو اپنے تئیں جب ان کی باری ہوتی ہے لیکن کسی اخبار کا نام، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی کا بھی نام لے کر اس طرح کہ اس کو discuss کیا جائے کہ کوئی اخبار دوسرے اخباروں کی نسبت، ہمارے لئے سب ایک جیسے ہیں، اس کو kindly discourage کیجئے گا، یہ نہ کیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟

آوازیں: موجود ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ کوئی شک نہیں کہ آج ہم بجٹ پر اور عوام کے ریلیف کے اوپر بحث کر رہے ہیں لیکن اس سے پہلے بہت زیادہ ضروری ہے کہ ہم لوگ یہاں بیٹھ کر یہ دیکھیں کہ ہماری سوچ اور رویے جو ہیں، جو ہم نے اپنائے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں؟ یہاں کی عوام جو ہے، پاکستان کی عوام جو ہے وہ آنکھیں لگائے بیٹھی ہوئی ہے کہ ہمارے لئے کیا ریلیف دیا گیا ہے لیکن پچھلے سال کا جو بجٹ ہے، میرے بہت سے محترم بھائیوں نے ابھی بڑا واضح اس پر کہا ہے کہ اس پر جو عملدرآمد ہوا ہے وہ بجٹ جو ہے وہ ایک مذاق بن گیا ہے۔ پچھلے سال کا بجٹ جس میں بہت بڑی بڑی باتیں کی گئی تھیں لیکن جب اس پر عملی کام کرنے کی باری آئی تو اس کا رزلٹ 48 فیصد رہا جو کہ میاں محمد نواز شریف نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

جناب سپیکر! اسی لئے آج ہم جب اس بجٹ پر بات کر رہے ہیں تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ جب چیزوں پر عملدرآمد ہی نہیں ہونا تو پھر ہم عوام کا کیوں مذاق اڑا رہے ہیں؟ ہم کیوں ان کی غربت اور ان کو

بار بار اس چیز کا احساس دلا رہے ہیں کہ ہم ان کو ذلیل کر کر کے اس طرح مار رہے ہیں کہ آج سے پہلے یا اس گورنمنٹ سے پہلے اتنے بُرے حالات نہیں تھے جو موجودہ دور حکومت میں لوگوں کے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر good governance اور bad governance کی بات کروں گی کہ اس میں فرق کیا ہوتا ہے؟ good governance ہوتی ہے کہ جب آپ کوئی کام commit کریں تو اس پر آپ پورا اتریں اور اس ٹائم پر اپنی commitment کو پورا کریں۔ تھوڑی بہت تاخیر تو قابل قبول ہے لیکن good governance یہ ہوتی ہے کہ ہمارے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے، میں ان کی good governance کی ایک چھوٹی سی example دے رہی ہوں کہ انھوں نے تین ماہ کے اندر underpasses مکمل کئے اور bad governance یہ ہوتی ہے کہ مغلپورہ کا جو underpass ہے وہ پچھلے ایک سال سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا۔ میں نے good governance اور bad governance کی ایک چھوٹی سی مثال دی ہے۔

جناب سپیکر! میں اسی طرح یہاں پر ایک اور بات کروں گی کہ utilization of funds جو ہیں، میں اس لئے بار بار سابق حکومت کا ذکر کرنا چاہ رہی ہوں کیونکہ جب یہ نئی حکومت آئی تھی تو انھوں نے بڑا واویلا کیا تھا، بہت سے الزامات لگائے تھے، بہت سی تہمتیں لگائی تھیں، بہت بڑی بڑی باتیں کی تھیں کہ ہم یہ کر دیں گے بلکہ ہم نہیں، میں یہ کر دوں گا، میں وہ کر دوں گا۔ ''ہم'' تو ان کی پارٹی میں مجھے تو وہاں پر کہیں ''ہم'' نظر ہی نہیں آتا کیونکہ ان کی پارٹی کا جو ایک بڑا مشہور لفظ ہے ''میں'' اور اللہ تعالیٰ کو ''میں'' پسند نہیں ہے۔ میں سب سے پہلے تو پاکستان کرکٹ ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں اور اسی حوالے سے خادم اعلیٰ کو ایک مثال دینا چاہتی ہوں کہ اس میچ سے سبق حاصل کریں کہ یہ collective effort تھی۔ آج جب اتنا غمگین اور بد حال بجٹ عوام تک پہنچا تو پوری عوام خوف اور صدمے میں گم ہو چکی تھی لیکن میں اپنی ٹیم کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جس نے ان غمگین حالات میں تھوڑی سی خوشی کی کرن اجاگر کی میں خادم اعلیٰ کو یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ collective effort سے ہی ممکن ہو سکا۔ جب تک آپ سب کو ساتھ لے کر نہیں چلیں گے کوئی اکیلا انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کب تک one man show دکھاتے رہیں گے؟ one man show سے پچھلے سال کے بجٹ کا یہ حال ہوا ہے کہ

آپ کسی چیز پر عملدرآمد نہیں کر سکے۔آپ نے اپنی ذاتی لڑائی اور one man show دکھانے کی وجہ سے عوام کو مذاق اور تماشا بنادیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ عوام پر رحم کریں اور سول ڈکٹیٹرشپ ختم کریں۔اپنا one man show دکھانے کے لئے اور اپنی سیاست چمکانے کے لئے انھوں نے عوام کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔میں تو کہتی ہوں کہ عوام کو اس طرح مارنے کی بجائے ان کو سولی پر لٹکا دیں اور یہاں پر ان کی غربت کا بجٹ ہی ختم کر دیں۔میں یہاں پر ترقیاتی منصوبوں کی بھی بات کروں again وہی رویوں اور سوچ کی بات۔میرے کچھ بھائیوں نے رویوں اور سوچ کی بات کی ہے۔جب اپنی باری آتی ہے تب تو ہم بڑی بات کرتے ہیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے لیکن جب خود عمل کرنے کی بات آتی ہے تب یہ تمام چیزیں پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔تب انھیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کیا کر رہا ہے؟اگر کسی کی کوئی اچھی چیز ہے تو اسے appreciate کرنا چاہئے۔آج ہماری قوم اندھیرے میں کیوں ڈوب چکی ہے کیونکہ ہماری بدقسمتی یہی رہی ہے اور ہم لوگ ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ کسی کی نیک نامی نہ ہو جائے اور ہمیشہ پچھلی حکومت کے اچھے کارناموں کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔کیا ان کی تختیاں تبدیل کر دینے سے یا ان کے نام بدل دینے سے لوگوں میں تبدیلی آ جائے گی؟اب لوگوں میں بڑی awareness آ چکی ہے۔وہ سمجھ چکے ہیں کہ صحیح کام کیا ہے اور غلط کیا ہے اور یہ کام کس نے شروع کیا۔میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے جتنی کوشش کی تھی ان کی نیت عوام کو relief دینا تھی۔میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال دوں گی کہ 8-کلب جس کا انھوں نے بڑا واویلا کیا تھا، جس پر پیسے کے ضیاع کا شور مچایا، جس کے لئے انھوں نے بڑے سیکنڈل بنانے کی کوشش کی تھی۔الحمدللہ یہ چودھری پرویز الٰہی کے خلاف ایک روپیہ بھی ثابت نہیں کر سکے۔صرف اس انا کی وجہ سے ڈیڑھ سال سے اس دفتر میں شفٹ نہیں ہوئے کہ چونکہ یہ چودھری پرویز الٰہی نے بنایا تھا۔انھوں نے وہ دفتر اپنی ذات کے لئے نہیں بنایا تھا بلکہ یہ collective سوچ تھی۔اگلی جو بھی حکومت آتی اس نے وہ دفتر استعمال کرنا تھا انھیں نہیں پتا تھا کہ انھوں نے آگے آنا ہے یا نہیں۔میں سوچ اور رویوں کی بات کر رہی ہوں کہ سوچ میں کتنا فرق ہے۔انھوں نے ڈیڑھ سال تک اس کے پیچھے ضائع کیا، کہیں دفاتر لئے، پہلے اسے IT یونیورسٹی announce کیا جب اس کا کچھ نہ بن سکا تو پھر کئی دفاتر لئے اور پیسے کا زیاں کیا۔چونکہ اس میں چودھری پرویز الٰہی کی نیک نیتی

شامل تھی، اس میں قوم کے لئے collective effort شامل تھی اور اسی وجہ سے آج انھیں مجبوراً دل پر ہاتھ رکھ کر وہ دفتر استعمال کرنا پڑا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پھر خادم اعلیٰ سے گزارش کروں گی کہ خدارا! پڑھا لکھا پنجاب continue کریں۔

معزز اراکین: توبہ توبہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk please محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو لوگ توبہ توبہ کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھیں reality کا پتا نہیں بلکہ صرف سنی سنائی اور من گھڑت باتیں کر رہے ہیں۔ اگر ریکارڈ نکلوا کر check کروائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا۔ ابھی جو دانش سکول سسٹم رائج کر رہے ہیں اس کے رزلٹ تو بعد میں ملیں گے لیکن پڑھے لکھے پنجاب کے results اسی سال ملنے شروع ہو گئے تھے اور ان پانچ سالوں میں جو بہتری آئی تھی اس سے تمام لوگ واقف ہیں۔ اگر یہ نہیں مانتے تو ان کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جن لوگوں کو relief ملا تھا وہ بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ صرف اس وجہ سے اس پروگرام کو continue نہیں کرنا کہ اس سے کسی کی نیک نامی ہو گی۔ میری استدعا ہے کہ عوام کا سوچیں اور اپنی ذاتی سیاست چمکانے کے لئے اسے مت خراب کریں۔

جناب سپیکر! انھوں نے پچھلے بجٹ میں اعلان کیا تھا کہ ہر ضلع میں ریسکیو 1122 دی جائے گی غالباً اس بجٹ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ واضح کریں کہ اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ جہاں بھی کوئی problem آیا ہے ریسکیو 1122 فوراً پہنچی ہے۔ اس وقت بھی جب قوم مشکل اور problem میں ہے اور جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو اس میں بھی ریسکیو 1122 کا بہت بڑا role اور بہت بڑی نیک نامی ہے۔ کیڈٹ سکول ختم نہ کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: پلیز، دو منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں پلیز، ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! چند گزارشات اور بھی تھیں لیکن ٹائم کم ہے۔ لہذا میں آخر میں خواتین کے بارے میں بات کروں گی کہ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت کی خواتین کے بارے میں کیا سوچ ہے؟ حکومتی اور اپوزیشن کی تمام بہنوں سے میری گزارش ہے کہ سابق حکومت کی جو effort ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں خدارا! اس کو بچائیں کیونکہ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں خواتین کا بجٹ تو دور کی بات بلکہ بجٹ میں خواتین کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ترقیاتی بجٹ اور کسی بھی حوالے سے خواتین کو accept نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ایک آخری بات۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ bar سب کے لئے ہے۔ آپ باقی بات لکھ کر دے دیجئے۔ I am really sorry بہت شکریہ۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ محترمہ کی بات کرنے سے پہلے میں اتنی بات کروں گا کہ ممبران کو برا تو لگ رہا ہوگا لیکن چونکہ سب ممبران کو ٹائم دینا ہے اس لئے میں وقت کی پابندی کو لازمی کر رہا ہوں۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، No cross talk please جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو انتہائی مشکل حالات میں ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ ہر جمہوری ملک میں بجٹ بنانے کے لئے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے رائے ضرور لی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ بد قسمتی ہے کہ وزیر خزانہ نے بجٹ پڑھا ضرور ہے لیکن انھوں نے بنایا نہیں ہے۔ بجٹ بیوروکریٹوں نے ہی ائیر کنڈیشنڈ کمروں کے اندر بیٹھ کر بنایا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس میں غریبوں کے لئے totally کوئی مراعات نہیں دی گئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ سال میں ایک دفعہ پیش کیا جاتا ہے اور تمام لوگوں کی نظریں بجٹ پر ہوتی ہیں۔ہر جمہوری ملک کا ایک انداز ہے کہ وہاں پر قیمتوں کا تعین کر لیا جاتا ہے اور اس کے بعد چیزوں کی قیمت نہیں بڑھتی لیکن ہمارے ملک میں، ہمارے صوبے میں جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس کے چار دن بعد ہی چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور پھر اس طرح ہر روز ایک نیا بجٹ آتا ہے جس سے غریب آدمی غربت کی لکیر سے بھی نیچے چلا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتی کہ وزیر اعلیٰ یا ان کی team نے کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ وہ کوشش کرتے ہیں لیکن ان تمام چیزوں کو ناکام کرنے والے بیوروکریٹس ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس بجٹ میں غریب کو بہت زیادہ relief دیا گیا ہے۔ پندرہ فیصد تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کا فائدہ کن کو پہنچا ہے؟ اس کا فائدہ صرف ان لوگوں کو پہنچا ہے کہ جن کی تنخواہیں 60/70 یا 40 ہزار روپے ہیں۔ غریب چھوٹے ملازم کی تنخواہ تو چار ہزار یا چھ ہزار کے درمیان ہے۔ ان کو اس پندرہ فیصد اضافہ سے کیا relief ملے گا؟ ان بڑے بڑے بیوروکریٹس میں سے کوئی آدمی بازار خود جائے تو اسے اس بات کا اندازہ ہو سکے گا کہ اگر کوئی آدمی 970 روپے من گندم خرید لیتا ہے تو وہ اپنے بچوں کی تعلیم، صحت اور دوسری ضروریات زندگی کہاں سے پوری کرے گا؟ اس لئے میری تجویز ہے کہ یہ جو 15 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اس کو 15 کی بجائے 25 فیصد کر دیا جائے تاکہ غریب آدمی بھی معاشرے میں باعزت طور پر سانس لے سکے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم اکٹھے اپوزیشن کا حصہ تھے تو پانچ سال تک یہی رونا روتے رہے کہ پرویز الٰہی کی حکومت نے ہمیں کوئی فنڈز نہیں دیئے۔ جب ہمارے ٹینڈر منظور ہو جاتے تھے تو راجہ بشارت ہمارے پیسے رکوا لیتے تھے۔ اب تو ہماری اپنی حکومت ہے، coalition government ہے۔ اس دفعہ بھی ہمیں ترقیاتی فنڈز سے کچھ نہیں دیا گیا۔ میرا ضلع شیخوپورہ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ وہاں پر سڑکوں کا اتنا برا حال ہے کہ گزرنا محال ہے۔ یہ جو سڑکیں بنیں گی وہ کسی ایک آدمی کی ملکیت نہیں ہوں گی بلکہ عوام کے لئے ہوں گی۔ وزیر خزانہ کی طرف سے ہم خواتین کو ایک پیسے کا فنڈ نہیں دیا گیا۔ اس بات پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ پچھلے سال جو ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے تھے وہ پورے طور پر خرچ نہیں ہو سکے۔ تقریباً 90 ارب

روپے خرچ ہوئے ہیں تو اس بجٹ کا کیا فائدہ اگر ممبران کو ان کے حلقوں کے لئے ترقیاتی فنڈز نہیں دینے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے متاثرین سوات کے لئے 10 کروڑ روپے کی امداد فراہم کی ہے اور ایک برس تک مفت آٹا فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ انتہائی خوبصورت قدم ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جب جسم کے کسی ایک حصہ پر cut لگتا ہے تو پورے جسم کو اس کی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ انتہائی قابل تحسین قدم ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کی ترقی کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی اور اس کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے تھے جو چھوٹے کاشت کاروں کی غیر معمولی دلچسپی کے پیش نظر اب 2۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔اس پر بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ٹریکٹر غریب کسانوں کو ملنے کی بجائے سیکرٹریوں کے بیٹوں، ان کی بیگمات یا ملازمین کو مل جائیں۔ یہ صحیح حقدار لوگوں تک پہنچنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! زمینداروں کو کم قیمت پر بجلی مہیا کی جائے تاکہ وہ اپنی فصلوں کو پانی لگانے کے قابل ہو سکیں۔ خالص بیج اور زرعی ادویات پر توجہ دی جائے۔پوری دنیا میں بیج اور کھاد پر interest free loan دیا جاتا ہے تو میری درخواست ہو گی کہ زمینداروں کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے interest free loan دیا جائے تاکہ ہمیں گندم، پیاز اور آلو انڈیا سے نہ منگوانے پڑیں۔

جناب سپیکر! خصوصی بچوں کے لئے حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ اس پر میں حکومت کو مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں، بہت اچھی بات ہے۔ واقعی پولیس کو پیسے دینے چاہئیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی بھی check کرنی چاہئے۔ میں اسی floor پر پہلے بھی اپنے ضلع کی پولیس کی کارکردگی کے بارے میں ذکر کرتی رہی ہوں۔ پچھلی دفعہ ڈی پی او، شیخوپورہ کو یہاں بلوایا گیا اور میں نے بتایا تھا کہ جرائم کس طرح بڑھتے ہیں اور ملزم اس وقت تک جرم نہیں کرتے جب تک کہ ان کو پولیس کی پشت پناہی حاصل نہ ہو۔جب میں رانا صاحب کے کمرے میں ڈی پی او سے بات کرنے گئی تو میرے ضلع کے تمام ایم پی اے بھائی باقاعدہ ان کے آنسو پونچھ

رہے تھے کہ کوئی بات نہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں، انہیں بولنے دیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جب میرے ضلع میں ایک یا دو قتل نہیں ہوتے۔ میرا ضلع اشتہاریوں کی پناہ گاہ ہے۔ وہاں پر تمام پنجاب کے اشتہاری اور جرائم پیشہ افراد پناہ لیتے ہیں۔ 11۔ جون کو میرے ایک عزیز کی برسی تھی، مجھے شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے ڈی پی او نے منع کیا کہ وہاں پر دو قتل ہوئے ہیں اس لئے آپ وہاں پر نہ جائیں تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ جہاں پولیس کو اتنی زیادہ سہولتیں دی گئی ہیں وہاں پر بہترین کارکردگی دکھانے والے پولیس آفیسر کو انعام دیا جائے اور جن کی کارکردگی بہتر نہ ہو انہیں اس کی سزا بھی دی جائے تاکہ ایک اچھی روایت قائم ہو سکے۔

جناب سپیکر! خواتین جو کہ آبادی کا 52 فیصد ہیں ان کے لئے اس بجٹ میں ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ اس بات پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ پہلی حکومتوں نے پھر بھی کچھ نہ کچھ فنڈز ضرور رکھے تھے لیکن ہماری حکومت نے، ہمارے وزیر خزانہ نے خواتین کے لئے کچھ نہیں رکھا۔ شاید انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ خواتین معاشرے کا 52 فیصد ہیں۔ ان کو اس طرح نظر انداز کر دینا سراسر زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی، تشریف رکھیں۔ محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! Not present.

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ معزز ممبران بہت تیاری کر کے آئے ہیں اور وہ اپنی معروضات وزراء صاحبان اور بیوروکریسی تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، آپ دیکھ لیں کہ اس وقت کتنے وزراء صاحبان ہاؤس میں تشریف فرما ہیں اور آفیسر گیلری بھی خالی پڑی ہے، بیوروکریسی بھی موجود نہیں ہے تو اس بحث کے کرنے کا کیا فائدہ، جن points پر عمل کرنا ہے اگر بیوروکریسی نے وہ points نوٹ ہی نہ کئے تو اس بحث کا کیا فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! چونکہ وقت تھوڑا ہے اور میں نے سب کو موقع دینا ہے اس لئے پوائنٹ آف آرڈر سے گریز کریں۔ ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اور ان کا محکمہ بھی بیٹھا

ہے۔ بہت شکریہ۔ محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ اجلاس میں بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ ایک دفعہ پھر پاکستان اپنی تاریخ میں ایک خطرناک اور اہم موڑ سے گزر رہا ہے جب ملک کو بیرونی سازشوں کے ساتھ ساتھ اندرونی سازشوں کا بھی سامنا ہے ایسے موقع پر پنجاب حکومت کی طرف سے ایک شاندار بجٹ پیش کرنا کسی انقلابی صورت سے کم نہیں اس کے لئے میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسا بجٹ پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کل شام جب پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے بڑے خوب صورت انداز میں پاکستان کے مایوس کن لوگوں کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دی اور ایک تازہ ہوا کا جھونکا پاکستان میں داخل ہوا تو یقین مانیں پاکستان کے عوام کی وہ خوشی اور مسرت دیکھنے کے لائق تھی۔ اسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے جس طرح سے وہ اس جیت کو celebrate کر رہے تھے۔ میں اپنی بات کا یہیں سے آغاز کرتی ہوں کہ بجٹ میں کھیلوں کے لئے جو بھی بجٹ مختص کیا گیا ہے تقریباً ایک ارب 60 کروڑ روپے ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ عوام نے جو خوشی دیکھی اس کو دیکھتے ہوئے اس بجٹ کو بڑھا دیا جائے۔ ان تمام سرکاری سکولوں میں کم از کم ہاکی اور کرکٹ کی ٹیم بنانا لازمی قرار دیا جائے تاکہ healthy سرگرمیاں شروع ہوں اور عوام کی approach ان کھیلوں تک جائے اور ہمارا معاشرہ جو اس وقت frustrated ہے اس میں کمی کرنے میں ہم کامیاب ہو سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ revenue generate کرنے کے لئے میں اپنی حکومت کو دو suggestions ضرور دینا چاہوں گی کیونکہ اس وقت سخت ضرورت ہے کہ revenue کی collection ہونی چاہئے۔ میں پہلے صرف لاہور کی بات کرتی ہوں اور اس کے بعد آگے چلیں گے۔ entertainment کی مد میں revenue generate کرنے کا ایک بہترین ذریعہ وہ cable mafia ہے جو پیمرا کو اپنے علاقے کا ٹیکس تو دے دیتا ہے لیکن ایک گھر سے وہ 200 روپے حاصل کرتا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اگر یہ لوگ جو 200 روپے حاصل کرتے ہیں اس میں سے 25 فیصد ہم tax

وصول کریں۔ آپ یہ سوچیں کہ ایک کروڑ کی آبادی میں سے آپ فی گھر 25روپے لیں گے تو اس طرح ہمارے پاس کتنا بڑا revenue اکٹھا ہو جائے گا۔ پھر یہ کیبل صرف لاہور میں تو نہیں ہے آپ پنجاب کے باقی شہروں میں بھی چلے جائیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ پنجاب حکومت کو اس سے اربوں روپے کا revenue اکٹھا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گی کہ کافی عرصے سے پنجاب حکومت کو ٹرانسپورٹ کی مد میں revenue کی collection نہیں ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چنگ چی رکشے وہ تقریباً 70ہزار صرف لاہور میں چل رہے ہیں جس سے ہمیں کوئی revenue collect نہیں ہوتا۔ ٹریفک کی حالت جوان رکشوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اب پنجاب گورنمنٹ نے ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں ایک اچھا قدم اٹھایا ہے کہ بسوں کو introduce کیا جائے اس سے عوام کو بھی سہولت ملے گی اور اس سے پنجاب حکومت کو بھی revenue collect ہو گا اس لئے پنجاب حکومت کا ایک اچھا اقدام ہے۔

ہماری چونکہ ایک عوامی حکومت ہے اور عوام نے 18۔فروری کو اس کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس حکومت نے تعلیم کے لئے انقلابی اقدامات کئے ہیں یہ اقدامات جو میاں محمد شہباز شریف کر رہے ہیں وہ تعریف کے قابل ہیں۔ دانش سکول جو عوام کے لئے کھولے جا رہے ہیں آیا یہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہیں، ایک نیا سسٹم لانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ elite class جو کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہے اور انہوں نے عوام کو تقسیم کیا ہوا ہے کیا سرکاری سکول کے بچوں اور elite class کے بچوں میں فرق رکھا جائے؟ ہم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک ایسا سسٹم لا رہے ہیں تاکہ elite class سے اوپر سرکاری سکولوں کے بچے پڑھے ہوئے ہوں۔ یقیناً ہم نئی نسل کو ایک نئی سوچ دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے بہن بھائیوں کو بھی اس بات کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ تعلیم سب کے لئے ہے۔ نظریہ پاکستان میں آپ دیکھیں، آئین میں دیکھیں کہ تعلیم سب کے لئے اور ایک جیسی ہونی چاہئے۔ لہذا ہم ایک کوشش کرنے جا رہے ہیں اس میں آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ تنقید برائے تنقید سے گزارہ نہیں ہو گا۔ خواتین کے لئے ووکیشنل انسٹیٹیوٹ میاں محمد شہباز شریف کا ایک اچھا اقدام تھا ہم اس کو دوبارہ سے فعال کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے ٹریننگ لینے کے بعد خواتین جب باہر آئیں گی تو اس کے اچھے results آئیں گے۔

میری بہنوں نے یہاں پر یہ بھی کہا ہے کہ خواتین کے لئے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس بجٹ میں جتنا بھی کام ہو رہا ہے کیا یہ dialysis ان خواتین کے لئے نہیں ہے؟ پنجاب میں ہسپتالوں میں جو مفت ادویات مل رہی ہیں کیا ان میں خواتین شامل نہیں ہیں۔ تعلیم جو عام کی جا رہی ہے وہ خواتین کے لئے نہیں ہے۔ دانش سکول جو کھولے جا رہے ہیں کیا وہ ہماری بچیوں کے لئے نہیں ہیں؟ یہ سب کے لئے ایک بجٹ ہے۔ آپ اس میں خدارا! تفریق پیدا نہ کریں کہ خواتین کے لئے علیٰحدہ کر دیں اور مردوں کے لئے علیٰحدہ کر دیں۔ یہ جو تنخواہیں بڑھائی جا رہی ہیں یہ بھی indirectly ان کے ہی کام آئیں گی۔ لہذا خواتین اور مردوں کی distinguish کو بند کریں اور پاکستان کے ہر شہری کا مطلب شہری ہے، مرد اور عورت نہیں ہے۔ پنجاب حکومت قابل تحسین اقدامات کر رہی ہے ہم ان کے دست و بازوں ہیں اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ تنقید برائے تنقید مت کیجئے اچھے اقدامات کی تعریف کریں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ بہت مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ابھی محترمہ فرما رہی تھیں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ان پر comments نہیں کر سکتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: لیکن یہ جو دو points ہیں جس میں دانش سکول کا انہوں نے ذکر کیا ہے، کیا یہ دانش سکول پورے پنجاب میں بنائے جا رہے ہیں، کیا ان کی تعداد کافی ہے کہ تمام لوگ accommodate ہو جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس طرح سے بات نہ کریں اس بات کا جواب وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو فرما رہی ہیں کہ 15 فیصد تنخواہیں بڑھائی جا رہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ This is no point of order.محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں چلے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ This is no way.قائد حزب اختلاف اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میری اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے اراکین سب سے یہ گزارش ہے کہ جب ایک دفعہ decision ہو چکا ہے تو پھر اس کو follow کیا جائے۔ ڈھلوں صاحب! آپ بھی ایک منٹ میں wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز اراکین پریس کی طرف سے ایک چٹ وصول ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ نیچے کیفے ٹیریا میں اے سی بند ہے اور کچن میں بھی گندگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں۔ This is no way.یہ ہاؤس میں discuss کرنے والی باتیں نہیں ہیں۔ اس کو ہم چیمبر میں دیکھ لیں گے۔ محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

جناب والا! میں سب سے پہلے پاکستانی عوام کو ٹو نٹی ٹو نٹی (20,20) ورلڈ کپ میچ جیتنے پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ایک اور میچ جو کھیلا جا رہا ہے، ہماری حکومت تمام سیاست دان ہماری پاک

فوج دہشت گردی کے خلاف poverty اور crimes کے خلاف بھی جو میچ کھیلا جارہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس میں بھی فتح یاب ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر جو بات کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ پنجاب کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ان مشکل حالات میں اور جو بھی اس وقت صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ مایوسی اور خوف وہراس چاروں طرف پھیلا ہوا ہے یعنی جو بھی اس وقت ہمارے ملک کی پوزیشن ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس کامیابی کے ساتھ، جس خوش اسلوبی کے ساتھ اور جس بہادری کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں اس پر پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔(قطع کلامیاں)

یہ ایوان ہے اور ایوان کا احترام کیا جانا چاہئے۔یہاں پر ہم سب class two کے بچے لگتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ No personal comments and order in the House.

محترمہ فرح دیبا: بجٹ میں جو کروڑوں روپے صحت، تعلیم، غربت میں کمی، انصاف کی فراہمی، Food Support Programme سستی روٹی سکیم، سرکاری ملازمین کے میرٹ پر بھرتی، پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، جائیداد کی خرید وفروخت میں جو بھی بہترین اقدامات کئے گئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔اس وقت جو corruption ہے اس سے نمٹنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں، پانی کے وسائل کی ترقی کے لئے 200 ڈیموں کی تعمیر اور اس کے علاوہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن میں ہمارے پنجاب کے عوام کی خوشحالی اور اس کی بہتری جو ہمیں سامنے نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بہت اہم بات بتانا چاہ رہی ہوں کہ آٹھ نو ماہ پہلے artist housing colony کے حوالے سے ایک مہم چلی تھی اس کا یہاں بجٹ میں ذکر کیا گیا کہ غریب لوگوں کے لئے حکومت کی طرف سے جو گھر بنا کر دیئے جائیں گے اس کا 10 فیصد کوٹا فلم، سٹیج، ریڈیو اور ٹی وی کے فنکاروں کو دیا جائے گا جس پر میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بات کروں گی کہ اکثر یہاں پر ذکر ہوتا ہے کہ ہماری بہنوں کے لئے کچھ نہیں ہوتا، میڈیا بھی ہم سے بات کرتا ہے کہ آپ لوگ کیا بات کریں گے تو پنجاب حکومت کی طرف سے چند سکیمیں working میں ہیں اور جو آگے ہوں گی جن پر کچھ غور و خوض کیا جا رہا ہے ان میں Women Development Centre کو مزید وسیع کیا جائے گا اس میں training classes, day care centres, nursing classes, gym, libraries, staff rooms, visitors rooms, production centres موجود ہوں گے۔

جناب والا! second one constructions of building of shelter homes in five districts of Punjab. اس کی منظور بھی مل چکی ہے اور یہ shelter homes پانچ اضلاع میں تعمیر ہوں گے جن میں بہاولپور، راجن پور، مظفر گڑھ، جھنگ، میانوالی، خوشاب، ساہیوال، وہاڑی، خانیوال ہیں۔ construction of females barracks in the Central Districts Jails of Rawalpindi and Faisalabad. اس سکیم کی منظوری دے دی گئی ہے تاکہ خواتین کے لئے ایک علیٰحدہ جگہ کی سنٹرل ڈسٹرکٹ جیل میں سہولت ہو۔ construction of buildings of district industrial homes at Rawalpindi. اس سکیم کی منظوری دے دی گئی ہے، راولپنڈی میں Industrial home کے نام سے ایک نئی عمارت تعمیر ہو گی۔ strengthen and capacity buildings of mothers and children homes. اس سکیم کی منظوری بھی مل چکی ہے اس کے مقاصد دار الفلاح کو پورے پنجاب میں upgrade اور اس کی improvement of functioning ہے۔

جناب والا! چار سکیمیں جو آخر میں ہیں ان کے اوپر کام کیا جا رہا ہے جن کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھوں گی۔ One stop prices centres for women in industries at Lahore, Rawalpindi, Bahawalpur and Multan multiple rehabilitative services ان بارہ ہزار خواتین کو دی جائیں گی جو کہ ظلم و تشدد کا شکار ہیں اور یہ ادارہ ان تشدد کی شکار خواتین کو medical treatments, psychological counseling, vocational training centres and rehabilitation services دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! family counseling centres at Lahore and Rawalpindi. ایک family institution کی سخت ضرورت ہے جہاں پر 200 کے قریب clients کوhelplineدی جائے گی جو کہ لاہور اور راولپنڈی کے مقامات پر ہو گی۔ establishment of hospital for working women at Sahiwal. پچاس سے زائد ملازمت کرنے والی خواتین کے لئے ہوسٹل کی تعمیر کروائی جائے جو کہ خواتین کے لئے ایک سستی اور محفوظ جگہ ہو گی۔ construction of building of shelter homes at Attock. اس عمارت کی تعمیر اٹک کے مقام پر بہت ضروری ہے اس shelter home سے 250 سے زائد خواتین کو medical care, psychological and legal help care دی جائے گی۔

جناب سپیکر! ہم لوگ speeches بھی کرتے ہیں، ہم لوگ بات بھی کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس پر implementation کریں اور ہماری حکومت اس پر دن رات کام کر رہی ہے اور اس حوالے سے وزیر اعلیٰ کی خدمات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں لیکن میں آخر میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ جب ہم لوگوں کو خوشیاں دیں گے تو ہمیں خوشیاں ملیں گی اور ہمیں اس چیز کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اور ہمیں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ تنقید برائے تنقید تو چلتا رہتا ہے اس کے بغیر تو politics ختم ہو جائے گی لیکن ہم سب کو مل کر یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کے کیا حالات ہیں اور ہمیں مل کر اس کا کیسے مقابلہ کرنا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○ قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ○ وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ○ وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ○ يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ○

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ میری چند باتیں ذرا غور سے سن لیں۔ میری کوئی بات کسی کی کوئی تحقیر اور نہ ہی کسی کی بے جا تعریف کرے گی۔ آج سے تقریباً ساڑھے چھ سال پہلے میری ملاقات چودھری پرویز الہٰی صاحب سے ہوئی جب وہ نئی نئی اپنی گورنمنٹ بنا رہے تھے اس وقت مجھے امریکہ

سے آئے دو سال ہوئے تھے اور میں اپنی medical practice بڑے اطمینان سے کر رہی تھی تو ایک دفعہ ملاقات میں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ child specialist ہیں آپ مجھے بتائیے کہ ہمارے بچوں کے لئے کون سے ایسے اقدام ہیں جو ہم اٹھا سکتے ہیں، جو بہت انقلابی ہوں اور ان کی ضرورت ہو جس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے ایک مہینے کا موقع دیں، اس مہینے میں، میں نے اپنے لاہور شہر کی سڑکوں پر بچوں کے ساتھ وہ وہ چیزیں ہوتے ہوئی دیکھیں جس نے میری پوری زندگی بدل دی۔ پاکستان نے 1990 میں 130 ممالک کے ساتھ United Nations کا ایک چارٹر جو Child Right Convention ہے اس کو sign کیا تھا اور اس چارٹر کا مقصد یہ تھا کہ ہم بچوں کو ان کے حقوق فراہم کریں گے لیکن جب میں نے دیکھا تو اس وقت تک پچھلی کسی حکومت نے بچوں کے حقوق پر کوئی غور و خوض نہیں کیا تھا اور بچوں کو ان کے حقوق نہیں مل رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بھکاری بچے، نشے میں ملوث بچے، راتوں کو ننھے منھے بچے سڑکوں پر سوئے ہوئے ہیں ان پر تشدد ہو رہا ہے، بچوں کو اغوا کیا جا رہا ہے، اپاہج بچوں کو سڑکوں پر بھیک مانگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے، بچوں کو kidnap کر کے ان سے منشیات بکوائی جا رہی ہیں اور ان کو prostitution میں استعمال کیا جا رہا ہے تو جب میں نے چودھری پرویزالٰہی صاحب کو بتایا کہ یہ میری خود دیکھی ہوئی بات ہے آپ کے دارالحکومت میں 8/8,10/10 سال کے ننھے منھے بچے 15/10,15/10 روپے فی گھنٹہ کرایہ پر استعمال کئے جا رہے ہیں، چاہے ان سے منشیات بکوالی جائیں چاہے ان کو prostitution میں استعمال کر لیا جائے تو انہوں نے کہا کہ فوری طور پر ان بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی پروگرام بنانا چاہئے۔ میں نے اپنی medical practice کو خدا حافظ کہا اور تقریباً ڈیڑھ سال اپنی پوری صلاحیت سے جدوجہد کر کے ایک ایکٹ پیش کیا جو Punjab Destitute and Neglected Children Act ہے جس کی اسی معزز ایوان میں منظوری دی گئی۔ چودھری پرویزالٰہی صاحب نے اس پروگرام کو اپنایا، اس کی پرزور حمایت کی اور یہ پروگرام جو لاہور میں پہلے شروع ہوا تھا اب چھ شہروں میں یہ کام کر رہا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں ایسے بچے جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا ان بچوں کو rescue and rehabilitate بھی کیا جا رہا ہے۔ اس وقت 2007 &2008 میں United States کی ایک رپورٹ تھی جس میں child trafficking کے حوالے سے اس پروگرام کو دنیا میں سب سے model department قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس

ڈیپارٹمنٹ کے through بہت سارے مافیا اور گینگز ایسے ہیں جو بہت سالوں سے بچوں کو misuse کر رہے تھے جنہیں پکڑا گیا ہے۔ حکومت کا ایسا کوئی اپنا ڈیپارٹمنٹ نہیں تھا اس لئے یہ بھی دیکھا گیا کہ کئی این جی اوز ایسے گمشدہ بچوں کو اپنے دفاتر میں لے جا کر بند کر دیتی تھیں کہ ہم ان بچوں کو ان کے گھروں میں پہنچائیں گے، پھر معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ بچے کبھی گھر پہنچتے بھی تھے یا نہیں اور پھر ان کا کیا ہوتا تھا۔ میں موجودہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پروگرام کو پچھلے ڈیڑھ سال میں جاری رکھا اس کے لئے انہوں نے ایک بجٹ بھی approve کیا حالانکہ یہ بہت چھوٹا سا بجٹ ہے اور پچھلے سال اس پروگرام کے کام میں کافی کمی آئی ہے کیونکہ اس کی 50 فیصد سیٹیں پر ہو سکیں اور باقی نئی بھرتیوں پر پابندی لگنے کی وجہ سے کام پوری طرح نہیں ہوا۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی مشکور ہوں کہ انھوں نے بجٹ approve کیا۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ بجٹ اور چند پیسے کسی کام کو نہیں کر سکتے۔ اس میں political will اور commitment بھی چاہئے۔ یہ بچے سابق حکومت کے بچے نہیں ہیں، یہ بچے ہماری قوم کے بچے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پروگرام کو جو سابق حکومت نے چھ شہروں میں پھیلایا ہے۔ ہماری موجودہ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس کو 20 نہیں تو کم از کم بارہ شہروں تک تو ضرور پھیلائے۔ اس سے ہماری قوم کے بچوں کا مستقبل بہتر ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری پوری قوم کو فائدہ ہوگا۔ حکومتی بنچوں کی چند colleagues نے ہمارے اس پروگرام میں بہت زیادہ خامیاں اور کیڑے نکالے ہیں میری صرف ایک گزارش ہے کہ آپ پاکستان کی تاریخ میں دیکھیں کہ اس سے پہلے کیا کبھی کسی حکومت نے ان لاوارث اور بے سہارا بچوں کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔ یہ ایک pilot project ہے۔ اس وقت بھی ہماری چند colleagues ایسی ہیں جو چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو میں بیٹھ کر اور بجائے اسمبلی میں اپنا فرض ادا کرنے کے وہاں کوئی نہ کوئی خامیاں ڈھونڈ رہی ہیں بہر حال وہ الگ بات ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک گزارش ہے کہ اپنے سارے حکومتی کاموں میں اپنے وزراء اور مشیروں کو پابند کریں کہ وہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام بتائیں کہ وہ عوام کے لئے کیا کریں گے۔ اس کو وہ میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچائیں اور پھر ایک missionary spirit کے ساتھ اس کام کو پورا کریں کیونکہ اگر وزیر اور مشیر صرف ایک نوکری کے حساب سے یہ کام کریں گے تو یہ

کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ میں بڑے فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے پچھلے پانچ سال سے حکومت سے بغیر کوئی تنخواہ لئے اور بغیر کسی ذاتی فائدہ کے کام کیا ہے۔ میں نے صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے یہ کام کیا ہے۔ میں اس حکومت کو بھی یہ چیلنج کرتی ہوں کہ ان کے بھی وزیر اور مشیر اسی commitment کے ساتھ کام کریں اور اس کار خیر میں جزا کے حصہ دار بنیں۔

جناب سپیکر! میری چند تجاویز ہیں جو میں وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچانا چاہتی ہوں جن سے نہ صرف ہماری قوم کے بچوں کا بلکہ پوری قوم کا فائدہ ہو گا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بچے ہماری کل آبادی کا 50 فیصد ہیں تو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ایک چھوٹا سا کونا یا صرف ایک چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو ان ساری مشکلات کے حل کے لئے کافی نہیں ہے۔ لہذا ایک باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ہونا چاہئے جس کی الگ وزارت ہونی چاہئے اور اپنا نظام ہونا چاہئے تاکہ وہ بچوں کے ہر معاملے کا حل کر سکیں۔ اس میں چاہے child labour ہے، child trafficking ہے یا ان کی child prostitution ہے۔ یہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ایک حد تک تو کام کر سکتا ہے لیکن اس کی capacity اتنی نہیں ہے اس لئے ایک ڈیپارٹمنٹ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ساری تجاویز میں نے سابق حکومت کو بھی دی تھیں اور یہ سب pipe line میں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کو حکومت اور موقع دیا ہے تو آپ اس سے فائدہ اٹھائیے اور ان کو لے کر آگے بڑھیں۔ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفاتر کو کم از کم ہر ضلع تک پھیلنا چاہئے۔ اس وقت ہمارے ملک میں بہت سے بچے جو ہم لے کر آتے ہیں ان میں 60 فیصد بچے drug addicted ہوتے ہیں۔ ان بچوں کے لئے ڈیپارٹمنٹ جتنا بھی کر سکتا ہے وہ کر رہا ہے لیکن ہماری حکومت کے پاس کوئی بھی drug addicted یا drug addicted rehabilitation centre پورے ملک میں نہیں ہیں جو بڑی شرمناک بات ہے۔ اس ادارے پر ہم جتنے پیسے خرچ کریں گے تو اس سے 100 گنا زیادہ return ہمیں ملے گا کیونکہ یہی بچے بڑے ہو کر criminals بنتے ہیں۔ اگر ہم بچپن میں ان بچوں کو صحیح راستے پر لے آئیں گے تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے بچوں کا ایک بہت بڑا حصہ ہے جو ذہنی معذور ہے۔ اگر آپ میں سے کسی ایک گھر میں بھی کوئی ایسا بچہ ہے جو bed ridden ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس بچے کی نگہداشت

کے لئے پورا خاندان سارا دن اور رات اسی میں گزارتا ہے۔ اس طرح کے معذور بچوں کے لئے ایک سنٹر کی اشد ضرورت ہے جہاں پر والدین کم از کم ہفتے میں ایک دن یا مہینے میں چار دن اپنے بچوں کو وہاں پر چھوڑیں تاکہ وہ بھی سکھ کا سانس لے سکیں اور اس طرح کا reliable centre ہو جو بے شک آدھا paying ہو اور آدھا free ہو تاکہ وہ self sustainable ہو۔ یہ ذہنی معذور بچوں کے حوالے سے سکیم بھی pipe line میں تھی۔ اگر اس کے لئے حکومت کو تفصیلات چاہئیں تو وہ ساری کی ساری میرے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہماری جیلوں میں دو ہزار سے زیادہ بچے ہیں ورنہ دو ہزار سے زیادہ بچے کبھی نہیں ہوتے، بہت شور مچاتے ہیں کہ بہت بچے جیلوں میں ہیں۔ کیا ہماری حکومت 2 ہزار بچوں کی تربیت صحیح نہیں کر سکتی؟ میں نے پچھلی حکومت کو بھی یہ پروگرام دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ بڑے بڑے ادارے بنائیں ہمیں چھوٹے چھوٹے certified schools چاہئیں جو ہر ضلع میں ہوں تاکہ وہ بچے اپنے والدین کے ساتھ رابطہ کر سکیں۔ اس وقت بڑے اداروں میں بچے ہوتے ہیں تو ان کے والدین ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ایک certified school ساہیوال میں ہوتا تھا اس کو خدارا! revives کریں اور اس طرح کے چھوٹے certified schools ہر ضلع میں کھولیں۔ اس سے بھی آپ کو جتنا return ملے گا تو بجٹ میں جو لاگت آئے گی اس سے بہت زیادہ ہو گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! child domestic labour کے حوالے سے عرض کروں گی کہ ننھے منے بچے اپنی ضرورت کے تحت لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں۔ یہ بچے محنت بھی کرتے ہیں اور تشدد کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ اسی معزز ایوان کی ایک کمیٹی قائم کی جائے جو child domestic labour پر کام کرے اور اس پر ایک bill یہاں سے ضرور پاس ہونا چاہئے۔ اسی طرح وہ بچے جو bounded labour میں ہیں حالانکہ ہمارا پورا labour department ہے لیکن اس کی کبھی capacity اس طرح کی نہیں ہوئی کہ انھوں نے ان بچوں پر focus کیا ہو۔ اس وقت بھٹوں میں جو بچے ہیں، جو bounded labour میں بچے ہیں کیوں ان کی طرف غور نہیں کیا جا رہا ہے، یہی بچے جب وہاں سے نکلیں گے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ حکومت کا ساتھ دیں گے؟ یہی بچے criminal بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! بچوں کی prostitution بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے جس کو حل کیا جانا چاہئے۔ آج کل child trafficking بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ آپ نے کل کے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ایک ٹرین میں بچوں کو پکڑا گیا ہے۔ سابق حکومت نے ان بچوں پر بہت focus کیا جو پچھلے تیس سالوں سے پاکستان سے عرب امارات میں اونٹ ریس کے لئے جا رہے تھے۔ اس پر ایک بہت بہترین کام ہوا میں نے خود لڑ کر کئی کروڑ روپے عرب امارات کی حکومت سے ان بچوں کے لئے حاصل کئے۔ یہ پروگرام جاری تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیوں اس کی فائلیں seal کر دی گئی ہیں؟ اس وقت چند کروڑ روپے عرب امارات کی حکومت کے پاس ان بچوں کے ہیں لیکن وہ صرف اس وجہ سے نہیں آ سکتے۔ اس پر یہ نہیں سوچا جا رہا کہ بچے اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس پروگرام کو جو seal کیا گیا ہے اس کو فوری طور پر کھلوایا جائے اور ان بچوں کو ان کا حق فوراً دیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے سپیشل بچوں کے لئے کمپلیکس لاہور، بہاولپور اور سرگودھا میں تعمیر کروائے تھے لیکن اس وقت وہ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وہ صرف اس لئے خالی پڑے ہیں کہ وہ سابق حکومت نے تعمیر کروائے تھے۔ ان کا مقصد تو ہمارے بچوں کی بہبود کے لئے تھا۔ وہ جو بہترین عمارات بنی ہوئی ہیں ان کو فوری طور پر اسی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے اور ان کے لئے خاص بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یتیم بچوں کے لئے کام کیا جائے۔ ہمارے بچے یتیم ہو جائیں تو ہم خون کے آنسو روئیں گے اگر ہمارے بچے ان اداروں میں جائیں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سے متعلق میں یہ کہوں گی کہ سستی روٹی جس پر یہ ساڑھے سات ملین روپے رکھے گئے ہیں اگر اس کو سستی روٹی کی بجائے آٹے پر سبسڈی دی جائے یا لوگوں کو راشن کے لئے دیں جس میں وہ تیل، چینی اور دالیں لے سکیں تو میرے خیال میں بہت بہتر ہو گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین خان قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے معزز ممبران وزیر خزانہ کو جو مثبت تجاویز بجٹ کے حوالے سے دے

رہے ہیں اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انھیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ جس دلچسپی کے ساتھ یہ اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، یہ جو تجاویز دے رہے ہیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت ان پر پوری طرح غور کرے گی خاص طور پر محترمہ نے جو بچوں کے متعلق بات کی ہے تو یقیناً یہ بچے پوری قوم کے بچے ہیں اور ان کی فلاح کے لئے جو بھی قدم ہو گا وہ ضرور اٹھایا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے تو میں اس پر ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ہمارے ساتھیوں کی دلچسپی کو acknowledge کیا اور ان کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کیا۔ جس وقت آپ نے مجھے موقع دیا تھا تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہم جو ایوان میں اس طرف بیٹھے ہیں اپنے آپ کو ایوان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے فرائض میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نشاندہی کریں اور کوئی below average اور کوئی below the belt کام کیا ہے اور نہ کریں گے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے بے شک اس کا کریڈٹ حکومتی بنچ لیں لیکن کلی طور پر تو ہم سب کو کریڈٹ ملے گا۔ صوبہ پنجاب کے عوام اس ہاؤس کی طرف دیکھتے ہیں، اس میں یہ تخصیص نہیں ہوتی بلکہ وہ اس ہاؤس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس ہاؤس کو ہم سب نے مل کر چلانا ہے اس لئے ہم یہ تجاویز دے رہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! زراعت کے شعبہ میں 3۔ارب 20 کروڑ روپے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں لہذا میری یہ تجویز ہے کہ اس بجٹ میں ایگریکلچر ریسرچ اور نہری پانی کے بندوبست کے لئے کسانوں کو بلا سود قرضے دیئے جائیں اور بروقت کھاد کی دستیابی کو ensure کیا جائے تاکہ کسان اور زمیندار کو یہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ بیرون ملک سے پرانے ٹریکٹر منگوانے کی اجازت بذریعہ فیڈرل گورنمنٹ طلب کی جائے تاکہ جو غریب کسان ٹریکٹر پوری قیمت پر یا نیا نہیں خرید سکتے تو ان کو اس کا فائدہ ہو سکے۔ پنجاب حکومت نے غربت میں کمی کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا ہے جس کے لئے 13۔ارب روپے سے زائد کی

رقم رکھی گئی ہے۔ پچھلے سال فوڈ سپورٹ پروگرام جاری ہوا اور ہر ایم پی اے کو پانچ ہزار فارم دیئے گئے جو انہوں نے اپنے حلقے میں تقسیم کئے جس کو ہر ضلع کا ڈی سی او اور ای ڈی او (آر) کا دفتر manage کر رہا تھا لیکن اس میں کچھ خرابیاں پیدا ہوئی ہیں جس میں کم از کم ایک سے دو ہزار تک فارم ضائع کئے گئے ہیں جس کا ابھی تک کوئی incentive نہیں دیا گیا لہذا آپ کی وساطت سے میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ جہاں پر خرابیاں پیدا کی گئی ہیں اس کو ensure کرنے کے لئے گورنمنٹ اس پر direction جاری کرے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کرائے تاکہ غریب لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا ہے جو کہ لاہور، ملتان، فیصل آباد اور بڑے شہروں میں واقعتاً اس کا فائدہ ہو رہا ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں اس کا فائدہ ابھی تک نہیں پہنچا لہذا میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ سستی روٹی پروگرام دیہاتوں میں بھی شروع کیا جائے تاکہ اس جمہوری حکومت کا غریب عوام کے ساتھ روٹی، کپڑا اور مکان کا جو وعدہ ہے وہ پورا ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ انصاف کی فراہمی اور امن و امان کے لئے اس بجٹ میں بہت سی مراعات ججوں اور پولیس کے لئے دی گئی ہیں لیکن اس وقت عدالتوں میں ابھی تک کیسوں کا جم غفیر لگا ہوا ہے، لوگ مارے مارے پھرتے ہیں، اپنی اپنی تاریخوں پر آتے ہیں اور تاریخ لے کر پھر چلے جاتے ہیں۔ اس وقت موجودہ حکومت نے ججوں کی تنخواہ تین گنا بڑھائی ہے لیکن کیسوں کی تعداد آپ دیکھ لیں کہ کیسوں میں ابھی تک غریب اور عام لوگوں کو کوئی ریلیف نہیں مل رہا لہذا میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وہ عدلیہ کو بذریعہ چیف جسٹس یہ ہدایت دیں کہ وہ انصاف کی فوری فراہمی اور speedy trial کے لئے اپنے طریق کار میں کچھ تبدیلی لائیں۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور امن و امان کے لئے ایک خطیر رقم اس بجٹ میں رکھی گئی ہے لیکن پولیس نے اس ملک اور صوبہ کو پولیس سٹیٹ بنایا ہوا ہے، تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جس وجہ سے ابھی تک غریب لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا۔ تھانیدار اپنی مرضی کے فیصلے کرتا ہے جسے گورنمنٹ کی کوئی پرواہ نہیں ہے، میں آج آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس پر strict action لے۔ تھانہ کلچر اور پولیس کلچر کو بہتر کرنے کے لئے جہاں ہم اتنی رقم خرچ کر رہے ہیں، کم از کم ہمیں ان کا رویہ اور طریق کار بھی تبدیل کرنا چاہئے۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پولیس کے رویوں کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت آپ پنجاب کی صورتحال کو دیکھ لیں کہ پنجاب حکومت نے ان کو مراعات دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی لیکن جہاں پر غریب، عام اور متوسط طبقے کے انصاف کی بات کا تعلق ہے تو پولیس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا بلکہ الٹا یہ کام کو خراب کر رہے ہیں اور انصاف کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ جہاں پر آپ نے ان کو اتنی مراعات دی ہیں، کم از کم R.P.O اور D.P.O کی سطح پر یہ ہدایات جاری کریں کہ وہ اپنے مقامی پولیس کے رویوں کو بہتر کریں تاکہ عوام کو انصاف کی فراہمی یقینی ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی اور تجاوزات کے خاتمہ کے لئے پہلے مجسٹریسی کا نظام رائج تھا لیکن 2001 میں جب نیا بلدیاتی نظام آیا تو اس وقت مجسٹریسی نظام کو ختم کر دیا گیا اور تجاوزات کے خاتمہ کے لئے بلدیاتی اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ آج آپ شہروں میں دیکھ لیں کہ تجاوزات نے کس حد تک شہروں کو مسائل میں گھیر لیا ہے لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ تجاوزات کو ہٹانے کے لئے ایک اچھا لائحہ عمل ترتیب دیا جائے تاکہ عام شہری کو اس سے فائدہ حاصل ہو سکے۔ صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے شہروں میں لائٹنگ کا نظام اچھا کیا جائے۔ دیہاتوں میں صفائی کے نظام کے لئے ایک خصوصی فنڈ مختص کیا جائے جو بلدیاتی اداروں اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کے ذریعے خرچ ہو۔

اسی طرح طبی سہولیات کے لئے 12- ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے لیکن ابھی تک ہمارے صوبہ پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر B.H.U قائم نہیں ہو سکے اور جو ڈسپنسریاں قائم کی گئی تھیں وہ پچھلے سال کسی مصلحت کے تحت دیہاتوں میں سے ختم کر دی گئی ہیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک B.H.U بنوائیں اور جن یونین کونسلوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں پر چھوٹے دیہاتوں میں کم از کم ایک ڈسپنسری ضرور ہونی چاہئے تاکہ غریب اور عام لوگوں کو طبی سہولیات آسانی سے میسر آ سکیں۔ پچھلے ایک سال میں ایمرجنسی میں ادویات کی فراہمی کے لئے کہا گیا اور مفت طبی امداد کا حکم دیا گیا لیکن بیوروکریسی کی

مصلحتوں کے تحت بہت سے ہسپتالوں میں مفت ادویات میسر نہ آسکیں جس میں میرے ضلع سرگودھا کا ہسپتال D.H.Q بھی شامل ہے۔ وہاں کے M.S اور ہم سب ایم پی ایز ہر بار کمشنر، ڈی سی او اور حکومت پنجاب کو بتاتے رہے کہ ہمارے ہسپتالوں میں مفت ادویات میسر نہیں ہیں لیکن اب مالی سال کے اختتام پر ادویات میسر آئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ ہر وقت خدانخواستہ کوئی حادثہ ہوتا رہتا ہے جس کے لئے فوری طبی امداد اور ادویات کی ضرورت ہوتی ہے لہذا ہسپتال میں ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں 23۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔ دیہاتوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے، اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے، سکولوں کی missing facilities کو دور کرنے کے لئے، شہروں اور دیہاتوں میں نئے سکول بنانے کے لئے یہ رقم تجویز کی گئی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت جو سکول کام کر رہے ہیں ان میں بہت سی جگہوں پر toilets نہیں ہیں، بہت سے سکولوں میں ڈیسک نہیں ہیں، بہت سے سکولوں میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، بہت سے سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ missing facilities کی رقم کو بڑھایا جائے اور جو تعمیر شدہ سکول ہیں اور جو کام کر رہے ہیں ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے missing facilities کے فنڈز کو زیادہ کیا جائے اور نئے سکول اور اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے فوری طور پر ہدایات جاری فرمائی جائیں۔

جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ سیکٹر میں 8۔ارب پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں پبلک ہیلتھ کی واٹر سپلائی سکیموں کو چلانے کے لئے اور ڈرینج سکیموں کو بنانے کے لئے یہ پیسا خرچ ہو گا لیکن جو پچھلی حکومتوں کے دوران پبلک ہیلتھ سے واٹر سپلائی سکیمیں تعمیر کی گئی ہیں ان کو چلانے کے لئے کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی Private Members' Day میں یہ بل پیش کیا تھا کہ پبلک ہیلتھ میں ایک نیا شعبہ قائم کیا جائے جو ان پرانی واٹر سپلائی سکیموں کو چلائے اور maintenance کا شعبہ قائم کیا جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی خاطر خواہ عمل نہیں ہو سکا۔ حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ واٹر سپلائی سکیمیں جو اس وقت کام کر رہی ہیں اور جن کی صورتحال خراب

ہے، اچھی نہیں ہے ان کو مرمت کرنے کے لئے ایک فنڈ قائم کیا جائے اور ایک الگ سے پبلک ہیلتھ کے تحت ایک نیا شعبہ قائم کیا جائے جو پرانی واٹر سپلائی سکیموں کو چلا سکے۔

جناب سپیکر! معدنیات صوبہ پنجاب کا ایک اہم شعبہ ہے لیکن اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ معدنیات کی جب نیلامی ہوتی ہے، جب معدنیات کی لیز ہوتی ہے تو اس کو افسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کی آمدنی کو بڑھانے کے لئے جہاں پر اتنی ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں وزیر صاحب کی نگرانی میں اس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو پارلیمانی کمیٹی ہو، جو اس کی نگرانی کر سکے، اس کی آمدن کو بڑھا سکے، اس کے ذرائع کو بڑھا سکے اور معدنیات میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان کو طبی سہولیات کے لئے ہسپتال، ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے سکول اور ان کو دیگر سہولیات و لیبر کالونیوں کی ضرورت ہے۔ اس میں جہاں اتنی کثیر رقم رکھی ہے تو غریب مزدوروں کے لئے بھی ایک خصوصی فنڈ قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! کھیلوں کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب نے ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ہر تحصیل میں کم از کم ایک منی سٹیڈیم تعمیر کیا جائے اور وہاں پر ایک سپورٹس آفیسر تعینات کیا جائے اور ان کو یہ پوری ذمہ داری دی جائے کہ وہ ہر یونین کونسل میں کھلاڑیوں کے ساتھ کوآرڈینیشن رکھیں اور ہر یونین کونسل میں ایک چھوٹا سٹیڈیم بھی بنایا جائے تاکہ وہاں پر کھیلوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا سکے اور لوگ زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ سپورٹس میلے، ٹورنامنٹ اور سپورٹس فیسٹیول منعقد کریں تاکہ اس خطیر رقم سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

جناب سپیکر! خصوصی تعلیم میں بچوں اور خصوصی افراد پر توجہ دی جائے جو کہ ابھی تک پچھلی حکومتوں میں بھی وعدے کئے جاتے رہے ہیں لیکن اس حکومت نے اس وعدہ کو وفا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس وعدہ کو وفا کرنے کے لئے خصوصی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی ٹاسک فورس قائم کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بڑی مشکور ہوں کہ بڑی مصروفیت کے باوجود آپ نے مجھے ایک لمحہ دیا۔ اس وقت تک 24 مقررین نے اپنی تقریر کی ہے اور ساڑھے چھ بج چکے ہیں اور لسٹ بہت لمبی ہے لگتا ہے کہ گیارہ ضرور بج جائیں گے جبکہ لوگ بھی بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر صرف اتنا ہے کہ ایک legal circular circulate ہوا ہے جس میں آج ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی خدا خدا کر کے ڈیڑھ سال بعد پہلی میٹنگ ہے اور اس میٹنگ میں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو منتخب ہونا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم process ہے جو ہونا ہے۔ میری درخواست آپ سے یہ ہے کہ اجلاس میں گیارہ بجے تک یہاں بیٹھنا اور پھر میٹنگ بھی ہے، براہ مہربانی اس میٹنگ کو بجٹ اجلاس کے بعد جس طرح بلایا جاتا ہے اس وقت ہیلتھ کمیٹی کی میٹنگ بلا لیں اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کا اس وقت انتخاب کریں۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گی کہ اس کو تھوڑا سا logicalize کریں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کا انتخاب ٹھیک ہے لیکن اب اچانک اتنی کیا ایمرجنسی ہے کہ رات کو گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے اس کی میٹنگ بلا کر چیئرمین install کیا جائے۔ براہ مہربانی یہ اہم مسئلہ ہے اور بجٹ پر بحث بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ کا point آ گیا ہے۔ جی، سینئر وزیر صاحب! یہ جو میٹنگ آپ نے آج رکھی ہے آپ اس کو آگے لے کر جا سکتے ہیں یا آج ہی کرنی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ اجلاس دس بجے ہے اس لئے ہم نے میٹنگ کا وقت تین بجے رکھا تھا کیونکہ اجلاس کا وقت بعد میں تبدیل کر دیا گیا اس لئے اب اجلاس تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ بجے ختم ہو گا تو اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم اس کو آگے لے جاتے ہیں اور اگر ہو بھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا فیصلہ ہے، آپ دیکھ لیں اگر تو ممبران contently آ سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میٹنگ کا وقت آٹھ بجے ہے، گیارہ بجے کا وقت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جس وقت کمیٹی کی میٹنگ ہو ممبران جا کر attend کر لیں، ہاؤس اپنا کام کرتا رہے گا۔ شکریہ۔ اب جناب افتخار علی کھیتران عرف بابر خان!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارے اکثر معزز ممبران کو رہائش کا مسئلہ رہتا ہے۔ پہلے چمبہ ہاؤس اور سرکٹ ہاؤس میں بھی ممبران کو ایڈ جسٹ کیا جاتا تھا۔ اب چمبہ ہاؤس کو انہوں نے خالی نہیں کروایا، ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ نیب بھی ختم ہو چکا ہے اسے خالی کرایا جائے اور ممبران کو وہاں پر رہائش مہیا کی جائے۔ اس کے علاوہ سرکٹ ہاؤس کلی طور پر حکومت پنجاب کے تحت ہے۔ ڈیڑھ سال سے کس لئے اس کو استعمال میں نہیں لایا جا رہا ہے نیب جب ختم ہو چکا ہے۔ وہ وہاں پر باقاعدہ طور پر براجمان ہیں ان سے یہ خالی کرائے جائیں تاکہ ممبران کے رہائشی مسائل کو حل کیا جا سکے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ سیکرٹریٹ کے ساتھ ایک نئی بلڈنگ بنی ہے جس کے بارے میں سننے میں آ رہا ہے کہ اس کو فروخت کیا جا رہا ہے۔ رہائش کے بہت سارے مسائل ہیں اگر اس کو بھی بچا لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران کی چمبہ ہاؤس، سرکٹ ہاؤس اور دو ہوسٹل ہیں رہائش کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس پر بھی غور فرمائیں شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو بھی دیکھتے ہیں۔ جی، افتخار علی کھیتران نہیں ہیں۔۔۔ نہیں موجود۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ جی، مہر صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ صرف اقتصادی تجزیوں کا نام ہے اور نہ ہی یہ رزق کی تقسیم کا کوئی لائحہ عمل ہے جس کا طول و عرض صرف ایک سال پر محیط ہو۔ بجٹ رویوں کی تبدیلی کی راہگزر ہے۔ جن راستوں پر چل کر اپنے مقاصد تک کا سفر قومیں طے کرتی ہیں۔ متناسب بجٹ یہ نہیں کہ آمدنی اور اخراجات میں توازن ہو بلکہ عدل واحسان کے نظام کی طرف ایک سفر ہو جو قوموں کے رویوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہو اور ہر طبقہ کے افراد کو ساتھ لے کر چلتا ہو۔ آج معاشرہ میں ہر قسم کا خوف موجود ہے جبکہ اسلامی جمہوریہ کو تو خوف سے آزاد ہونا چاہئے تھا۔ خوف سے آزاد معاشرہ کی تعمیر کا خواب اس وقت پورا ہو سکتا ہے جب انصاف، تعلیم اور رزق کی فراوانی ہو۔

جناب سپیکر! حالیہ بجٹ پنجاب کی تاریخ کا ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ زراعت، فوڈ سپورٹ پروگرام، سستی روٹی، گرین ٹریکٹر سکیم، صحت، تعلیم کے لئے بے شمار رقوم مختص کی گئی ہیں۔ ماضی میں بھی یہ فنڈز مختص کئے جاتے رہے ہیں یا توان کی ترجیحات صحیح نہیں ہوتی تھیں یا یہ فنڈز مخصوص علاقوں میں لگائے جاتے تھے۔ اس بجٹ میں ہر طبقہ کو، ہر علاقہ کو سامنے رکھا گیا ہے اور اس بجٹ میں محروم اور مجبور علاقوں کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے۔ آج بھی ہمارے پنجاب میں وہ علاقے موجود ہیں، ڈی جی خان اور بہاولپور ڈویژن کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر جانور اور انسان آپ کو ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے نظر آئیں گے۔ ہمارے ضلع لیہ میں کہیں سیم اور تھور ہے تو کہیں arsenic کی وجہ سے پانی پینے کے قابل نہیں ہے۔ لوگ مجبوراً یہ پانی پی رہے ہیں۔ کہیں تھل اور چولستان کے لوگ پانی کے لئے ترس رہے ہیں تو کہیں یہ لوگ اٹک سے لے کر کشمور تک دریائے سندھ کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہر سال سیلاب اور دریاؤں کے کٹاؤ کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے گھر ہوتے ہیں۔ جانوروں اور گھروں کے نقصانات کے علاوہ اپنی قیمتی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ صحت، تعلیم انصاف تو دور کی بات ہے دریا سے متاثرہ لوگوں کو تو سر کو چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ کھانے کو بھی اشیاء نہیں ملتیں تو یہ اپنے بچوں کو مدرسوں میں نہیں بھیجیں گے تو کہاں بھیجیں گے؟

جناب سپیکر! ہمارے ضلع لیہ میں متاثرین منگلا ڈیم، متاثرین تربیلا ڈیم اور متاثرین دریائے راوی کے لوگوں کو متبادل اراضی الاٹ کی گئی لیکن وہاں کے مقامی لوگوں کی یہ بد قسمتی ہے کہ دریائے سندھ ضلع لیہ میں تباہ کاریاں کرتا ہے اور ضلع لیہ میں ہی نہیں مظفر گڑھ، میانوالی اور بھکر کے اضلاع

میں بھی دریائے سندھ گزرتا ہوا لوگوں کو بے گھر کرتا ہے لیکن وہاں پر مقامی لوگوں کو متبادل اراضی الاٹ کرنے سے بورڈ آف ریونیو نے انکار کر دیا ہے۔ ماسوائے ایک گاؤں کے جو میاں محمد شہباز شریف نے 1997 کے دور میں آباد کیا تھا لیکن انہیں بھی آج تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر! تھل کے اضلاع میانوالی، بھکر، خوشاب، لیہ اور مظفر گڑھ میں T.D.A کے نام سے ایک اتھارٹی قائم کی گئی تھی جس کے تحت وہاں کے لوگوں کی زمینیں acquire کی گئی تھیں اور ایک فارمولے کے تحت اس کے متبادل لوگوں کو اراضی واپس کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ڈویلپمنٹ بھی کرنی تھی لیکن آج تک لوگوں کو صحیح طریقے سے ان کا جائز حق یعنی ان کے رقبے کے حقوق مل سکے اور نہ ہی تھل کے علاقے میں کوئی ترقی ہو سکی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح regional development authorities کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں جیسے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے یا کوئی اور اسی طرح کی اتھارٹی ہیں تو T.D.A کو بھی دوبارہ متحرک کیا جائے اور اس کے پسماندہ اضلاع کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ لیہ تونسہ پل جس کا وعدہ محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی لیہ میں جا کر کیا تھا اور میاں محمد نواز شریف نے بھی متعدد بار لیہ اور تونسہ میں جا کر اس کا اعلان کیا لیکن وہ پل آج تک نہیں بن سکا۔ اگر لیہ اور تونسہ کے درمیان یہ پل بن جائے تو پنجاب، سرحد، بلوچستان کا تین سو کلو میٹر کا سفر نہ صرف کم ہو گا بلکہ یہ ایک انقلابی اقدام ہو گا جس سے خوشحالی آئے گی اور محبتوں اور تجارت کی نئی راہیں کھلیں گی جس سے ایک کروڑ لوگ استفادہ کریں گے اور ان کا روزگار بھی بڑھے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ضلع میں محکمہ جنگلات کی 20 ہزار ایکڑ اراضی پر 1954 میں نیشنل پارک کا اعلان ہوا تھا لیکن آج تک اس پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی گئی اور اعلان شدہ پارک میں کوئی کام نہیں کیا گیا تو میں یہ چاہوں گا کہ ماچھو اور عنایت نیشنل پارک جو 55-1954 سے نیشنل پارک declared ہے اس کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی رقم مختص کی جائے۔ اسی طرح میں نے گورنر صاحب کو ایک گزارش کی تھی کہ ہمارے ضلع لیہ میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا ایک کیمپس بنایا جائے جس کے لئے انہوں نے اس یونیورسٹی کو ایک لیٹر لکھا تو یونیورسٹی نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے فنڈز درکار ہیں تو میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحبان سے استدعا کروں گا کہ ہمارے پسماندہ ضلع کو ترقی کی راہ میں شامل کرنے کے لئے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ ہر ضلع میں ایک چلڈرن لائبریری قائم کی جائے جہاں Indoor games ہوں تاکہ آج کے بچے منفی سرگرمیوں کی بجائے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر ایک لائبریری میں جاکر تفریح حاصل کر سکیں۔اس بجٹ میں سرکاری اراضی کو نیلام کرنے کا بھی کہا گیا ہے۔ ہمارے دیہاتوں اور شہروں میں مختلف رفاہی کاموں کے لئے even قبرستان کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی تو میں چاہوں گا کہ جہاں پر بھی سرکاری زمین موجود ہو تو اسے نیلام کرنے سے پہلے وہاں کی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اگر سب سے پہلے رفاہی کاموں کے لئے مختص کیا جائے تو میں اسے احسن اقدام سمجھوں گا۔اسی طرح پانچ مرلہ کے مکانات دینے کا کہا گیا ہے۔اس سے قبل بھی سات مرلہ مکانات بناکر دیئے گئے تھے لیکن وہ اکثر جگہوں پر آباد نہیں ہو سکے اس لئے کہ دیہات کے مکینوں کے لئے پانچ اور سات مرلہ میں رہائش رکھنا بڑا مشکل ہے کیونکہ دیہات کے اکثر لوگوں کا گزر بسر جانوروں کی افزائش پر ہوتا ہے۔یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ پانچ یا سات مرلے کے مکان میں خود بھی رہیں اور اپنے جانوروں کو بھی باندھیں۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ پنجاب میں رہنے والے بے گھر اور بے زمین لوگوں کو کم از کم ایک یا دو کنال اراضی دی جائے۔اسی کے ساتھ ہی میں شعر پڑھ کر اجازت چاہوں گا کہ:

خدا کرے میری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
جہاں جو پھول کھلے کھلا رہے صدیوں
خزاں کو بھی گزرنے کی مجال نہ ہو
خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو، زندگی وبال نہ ہو

بہت بہت شکریہ۔والسلام

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے مالی سال 10-2009 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے جمہوری حکومت کا غریب دوست بلکہ عوامی، فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بغیر کوئی ٹیکس لگائے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ غربت میں کمی، صحت، تعلیم، زراعت اور ترقیاتی پروگراموں میں اضافہ کرکے حقیقی معنوں میں عوام دوست حکومت ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

جناب سپیکر! جہاں انصاف نہیں ہوتا وہ ملک اور معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے عدلیہ کی آزادی میں جو جدوجہد کی اس کی مثال پاکستان کی 62 سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج ملک میں ہماری عدلیہ آزادی سے فیصلے کر رہی ہے۔ حکومت نے عدالتی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے اور عوام کو انصاف کی فراہمی کے لئے عدلیہ کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ اچھا اقدام ہے۔ وزیر اعلیٰ فوڈ سپورٹ پروگرام کے تحت صوبے کے لاکھوں مستحقین، نادار اور مفلس لوگوں کو امداد کی فراہمی اور سستی روٹی جیسے فلاحی منصوبوں کو جاری رکھنا اور ان کی مد میں فنڈز کا اضافہ کرنا وزیر اعلیٰ کی عوام سے محبت اور ان کو ریلیف دینے کا منہ بولتا ثبوت ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ پنجاب کے غریب عوام کو مفت علاج کی سہولت اور dialysis جیسے مہنگے علاج کو مفت فراہم کرنا ایک اچھا اقدام ہے جس سے لاکھوں لوگ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ اگر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو پنجاب میں کچھ عرصہ کے لئے ختم نہ کیا جاتا تو آج صوبے میں مزید ترقی کے ثمرات نظر آتے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف کے بطور وزیر اعلیٰ اگر تمام ادوار کو دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں ترقی کی منازل طے ہوئی ہیں جو سابق دور کے کسی وزیر اعلیٰ کے حصے میں نہیں آئیں۔ پولیس ملازمین اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں و پنشن میں اضافہ سے ان کے معاشی حالات بہت بہتر ہوں گے۔ گو مہنگائی کے حساب سے تنخواہوں میں اضافہ کم ہے پھر بھی حکومت نے اپنے وسائل کے مطابق ان کی تنخواہوں میں اضافہ کرکے ملازمین کی مشکلات میں کمی کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے اہم بات ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری ملازمین کے لئے

تعمیر شدہ مکانات دینے کا فیصلہ مسلم لیگ حکومت کا اچھا اقدام ہے۔ یہ اقدام میاں محمد نواز شریف کے دور میں بھی اٹھایا گیا تھا اب اس کو دوبارہ شروع کر کے لاکھوں ملازمین کے دل جیت لئے ہیں اس کے لئے بھی وزیراعلیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! 175۔ ارب روپے کا سالانہ پروگرام پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا پروگرام رکھنے پر حکومت مبارکباد کی مستحق ہے اس سے صوبہ پنجاب کے دور دراز اور پسماندہ علاقے تعمیر و ترقی میں آئیں گے۔ میں وزیراعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دیا جائے، ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جائے، قصور کو big city declare کیا جائے۔ ڈاکٹر لاہور کی مراعات چھوڑ کر ضلعوں میں جانا نہیں چاہتے اگر قصور کو big city بنا دیا جائے تو ڈاکٹر قصور کا رخ کریں گے اور اس سے عوام کو طبی سہولیات ان کی دہلیز پر مل سکیں گی۔ خواتین ارکان اسمبلی کو بھی دیگر اراکین اسمبلی کی طرح ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں تاکہ خواتین ارکان اسمبلی میں احساس محرومی ختم ہو کیونکہ وہ بھی دیگر ارکان اسمبلی کی طرح عوام سے رابطہ رکھتیں اور ان کے کام کرتی ہیں۔ میں ایک بار پھر وزیراعلیٰ اور ان کی حکومت کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

چاہنے والوں کا ایک قافلہ رواں دواں ہے
تعمیل حکم پہ وہ جان وار دیتے ہیں
فقدان ہے رقابت کا رقیبوں میں یہاں
چاہنے والوں کو سبھی پیار دیتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ جہانگیر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم خان صاحب!۔۔۔ موجود ہوتے ہوئے لگتا ہے موجود نہیں ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ابتداء اے رب جلیل دے بابرکت ناں نال جیہڑا بڑا مہربان تے ڈھیر رحم کرن والا اے۔ میں سب توں پہلاں تے پنجاب دے وزیر خزانہ !۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ پنجابی میں تقریر کریں گے یا اردو میں کریں گے ؟

رائے محمد اسلم خان: جناب! ہاؤس کا مطالبہ تھا کہ پنجابی میں تقریر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے لئے پھر آپ کو اجازت لینی چاہئے تھی۔

رائے محمد اسلم خان: چلیں، اردو میں کر لیتا ہوں۔

معزز اراکین: پنجابی میں کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میں پنجابی میں تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اجازت ہے۔

رائے محمد اسلم خان: میں شکریہ ادا کرناں پنجاب دے محنتی تے handsome وزیر خزانہ دا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! handsome کو پنجابی میں کیا کہتے ہیں؟

رائے محمد اسلم خان: سوہنا تے سنکھے منڈے دا، میں مبارکباد پیش کرناں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نوں کہ اوناں دی ٹیم اور اوناں دیاں محنتاں دے عوض پنجاب نوں اج جمہوری حکومت دا دوسرا بجٹ فیر نصیب ہویا جیدا اہم point ویکھیے تے اوہدے وچ پنجاب دی ترقی، پنجاب دے عوام دی فلاح و بہبود، پنجاب دی development اور پنجاب وچ امن و امان قائم کرن دی خوشبو آوندی اے۔ میں اج ای وزیر خزانہ صاب دی بجٹ تقریر ویکھنی شروع کیتی سی تے اک سینئر پارلیمنٹیرین۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر بلوچی میں بھی تقریر ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! پنجابی اور انگلش میں اجازت ہو تو کر سکتے ہیں۔ بلوچی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ point پہلے بھی raise ہوا تھا ہمارے پاس بلوچی کے reporters موجود نہیں ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دوست محمد خان کھوسہ!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ لغاری صاحب کو بلوچی میں بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: پنجاب دے اک سینئر پارلیمنٹیرین نے مینوں پچھیا کہ کیا بجٹ تے ایہہ تجاویز دیو گے اوناں تے عملدرآمد وی ہوئے گا یا ایہہ تقریری مقابلہ ای ہوئے گا؟ جدوں میں غور کیتا اپنے پچھلے سال دی بجٹ تقریر تے، تے واقعی ایہہ احساس ہویا کہ ایہدے تے عملدرآمد نہیں بلکہ ایہہ تقریری مقابلے دا ای رنگ اے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اے بجٹ جدے تے اج ممبران پنجاب اسمبلی بحث کر رہے نیں تے اپنی تجاویز دے رہے نیں، ایہہ بجٹ پنجاب حکومت دا بجٹ اے۔ پنجاب حکومت دے وچ وزیر اعلیٰ، وزرائے کرام تے اتحادی جماعتاں دے اوہ ممبران جہیڑے گورنمنٹ دے اتحاد وچ شامل نین اوناں ساریاں داناں پنجاب حکومت اے۔ ایہہ بڑی خوشی دی گل اے کہ پنجاب حکومت نے، پنجاب دی جمہوری حکومت نے اے دوجا بجٹ دتا اے واقعی اے بجٹ دے اک اک point، اک اک پہلو توں ویکھیے تے صوبے تے ملک دی بھلائی ای نظر اوندی اے لیکن دکھ ایس گل دا اے کہ پنجاب اور پاکستان دے اوہ سیاستدان جناں نے اے پاک سرزمین حاصل کیتی سی، بلاشبہ اے پاک سرزمین سیاستداناں نے حاصل کیتی سی، اے بیوروکریٹس یا فوجیاں نے نہیں حاصل کیتی سی لیکن اج کوئی ایس دھرتی دے سیاستدان جدوں صوبے دا انظام چلان لئی اور پورے سال دا تخمینہ لا کے اک بجٹ دی شکل وچ پیش کر دے نیں تے اوہدے تے عملدرآمد کیوں نیں ہوندا؟ میں سمجھنا آں کہ عملدرآمد دے وچ سیاستدان یا پنجاب حکومت دے کوئی حصے دار شامل نئیں ہوندے۔ عملدرآمد صرف بیوروکریسی دے وس جا کے ہوندا، چیف ایگزیکٹو تے بعد دے وچ، میں سمجھنا آں کہ نہ اوہدے وچ عمل دخل وزراء دا ہوندا اے، اوہدے وچ عمل دخل گورنمنٹ پارٹی دے ممبران دا ہوندا اے اور نہ اوہدے وچ عمل دخل اپوزیشن دی تجاویز دا ہوندا اے۔

ساڈی قسمت دا فیصلہ صرف بیوروکریٹس کردے نیں۔ میں معذرت دے نال، کوئی دوست ایہہ نہ سمجھے کہ پتا نئیں مینوں کسی پارٹی یا شخصیت دے نال کوئی اختلاف اے۔ قائد پنجاب وی میری favourite تے آئیڈیل شخصیت نے۔ اوس ویلے جس ویلے (ن) تے پیپلز پارٹی نے مل کے اتحاد بنا کے گورنمنٹ بنائی اے، اوس ویلے parties دی تنقید نئیں میں صرف اک ہاؤس دا اک ممبر ہون دے ناتے، ایس ہاؤس دا رکن ہون دے ناتے، ایس ہاؤس دی عظمت لئی، پارلیمنٹ دی supremacy لئی، پارلیمنٹ دی برتری لئی اور ایوان دے تقدس لئی اپنی تجاویز پیش کر رہیا آں یا اپنی رائے دا اظہار کر رہیا آں۔ لاء اینڈ آرڈر فورسز لئی ایس بجٹ دے وچ وی کتنا فنڈ تے کتنا پیسا رکھیا گیا اے۔ اوہناں دیاں تنخواواں دا تے اوناں دے الاؤنسز دا کتنا خیال رکھیا گیا اے لیکن باوجود اس چیز دے کیا اسیں ایہہ دعویٰ کر سکدے آں کہ اج اوہناں departments وچ کرپشن ختم ہو گئی اے، کیا سارا کلچر بدل گیا اے، کیا اوہ فورسز اپنے فرائض ایمانداری دل نال ادا کر رہیاں نیں؟ جدوں پولیٹیشنز، جدوں سیاستدان، جدوں ایس ملک دا نظریہ سوچن والے، جدوں ایس ملک نوں قائم کرن والا طبقہ حکمرانی دے وچ شامل ای نہیں ہوئے گا او دوں تک تسیں کیویں توقع کر سکدے او، کیویں توقع رکھ سکدے او کہ ساڈے پنجاب دے مسائل بہتر طریقے نال حل ہو جان گے۔ میں اج وی کہنا کہ تعلیم لئی جتنا پیسا ایس گورنمنٹ نے رکھیا اے، پڑھا لکھا پنجاب دا نعرہ لگان والے دے خواباں وچ وی نہیں سی لیکن بدقسمتی کہ فیر اوہ ای گل آ گئی جدوں ونڈ آندی اے، جدوں منصوبہ بندی ہوندی اے تے اوہ سیاستدان، ایس ملک دے اوہ لوک جنہاں نوں لکھ لکھ بندے دا اعتماد حاصل ہوندا اے، لوک ووٹ دے کے اپنی نمائندگی لئی ایس ایوان وچ گھلدے نیں اوہ اونہاں مشوریاں تے اوس منصوبہ بندی وچ شامل نہیں ہوندے۔ بیوروکریٹ عام آدمی دی نبض پکڑ کے اوہدے دکھ تے مسائل نہیں معلوم کر سکدا۔ ایہہ مسائل، ایہہ دکھ، ایہہ تکلیفاں صرف اوہ بندہ ای محسوس کر سکدا اے جیہڑا اوہناں دے وچوں ہوندا اے، جنوں اوہ منتخب کر کے ذمہ داری سونپ دے نیں اور اپنا اعتماد دے کے ایس ہاؤس وچ بھیجدے نیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! wind up کریں۔ بس wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: میں اج حلقے وچوں، اپنے ضلعے وچوں آیاں تے میرے ضلعے دے دوسرے دوست پیپلز پارٹی دے سن، (ن) لیگ دے سن، پچھدے سن کہ ضلع کیسا چل رہیا اے؟ میرے نال گواہ بیٹھے نیں تے میں کہیا اوہ بھائی جی! ضلع چلان والیاں نوں پچھو، سیاستدان دا کیہ کم اے کہ ضلع کیسا چل رہیا، ڈی سی او تے ڈی ٹی او نوں پچھو (نعرہ ہائے تحسین)

جدوں اللہ تعالیٰ دے فضل نال میرا وزیر اعلیٰ اک ایہہ نعرہ دیندا اے تے کوشش کردا اے کہ میرٹ تے بھرتیاں ہون، نوکریاں میرٹ تے ملن تے جس ویلے بیوروکریسی گیارہویں تے سولہویں گریڈ تک دا فارمولا بناندی اے، چالیس فیصد نمبر انٹرویو دے ہوندے نیں تے اوس انٹرویو لین والی ٹیم دے وچ کوئی سیاستدان موجود نہیں ہوندا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ رائے صاحب! پلیز۔ شکریہ، تشریف رکھئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ رائے صاحب! پلیز، سب کے لئے ایک باری رکھی ہوئی ہے، بہت شکریہ۔ یہاں پر Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab ہے جس طرح محسن لغاری صاحب نے بات کی تھی۔

> **LANGUAGE OF THE ASSEMBLY:** The members shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but the member who cannot adequately express himself in Urdu, may with the permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognised language of the Province.

تو یہ provision تو موجود ہے لیکن میری ممبران سے گزارش یہ ہے کہ ہم کوشش یہ کریں کہ ہم ہاؤس میں uniformity رکھیں اور اردو کو ہی ہم اس کے اندر رکھیں، بہت شکریہ۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے تمام ساتھیوں کی طرف سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں and I hope کہ ٹریژری بنچز والے بھی مجھے اس بات پر support کریں گے کہ ہمارے بھائی اتنی سچی باتیں کر رہے ہیں کہ ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ ان کو پانچ منٹ سچائی الاؤنس کے طور پر دیئے جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، آگے ہیں محترمہ راحت اجمل صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: Order in the House, order in the House. جی، آپ جاری رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: سب سے پہلے میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتی ہوں، کل ان کی سالگرہ گزری ہے اور آج پاکستان میں جو جمہوریت کا استحکام ہے جو یہ coalition government ہے اور مفاہمت اور مصالحت کی جو پالیسی ہے یہ محترمہ ہی کی دی ہوئی ہے۔ آج یہاں پر جو جمہوریت کا بول بالا ہے یہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی قربانی کی وجہ سے ہی ہے اور ہمیں ہر لمحہ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے۔ اس بجٹ کے بارے میں بہت سی تجاویز ہیں۔ پہلے پچھلے سال بھی ہم نے بجٹ کے بارے میں تجاویز دی تھیں پھر جب پری بجٹ سیشن ہوا تھا تو بہت خوشی ہوئی کہ پری بجٹ سیشن ہو رہا ہے اور بہت تیاری کے ساتھ ساتھیوں نے اور معزز ممبران نے تقاریر کیں، تجاویز پیش کیں تو پھر جب بجٹ آیا تو اس میں وہ جو پری بجٹ سیشن کی تجاویز تھیں وہ نظر نہیں آئیں اس لئے یہ گزارش ہے کہ ہم جو یہاں پر تجاویز پیش کرتے ہیں براہ کرم ان پر کوئی نظر ثانی کی جائے۔ اس بجٹ کے analysis میں، اس بجٹ کی تنقید میں اور مثبت تجاویز میں اس ایوان کا بہت بڑا role ہے تو ہماری یہ گزارش ہے کہ جیسے دوسرے ممالک میں ایوان کی جو کمیٹیاں ہوتی ہیں ان کا بجٹ میں بہت بڑا input ہوتا ہے تو ہماری اسمبلی میں بھی ایسا کوئی کام ہونا چاہئے تاکہ ان کمیٹیاں کا بجٹ کی foundation میں اور بجٹ کے analysis میں کوئی role ہو۔ سندھ میں کچھ اچھے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور سب سے بڑا جو مثبت

step ہے وہ یہ کہ چالیس ہزار ایکڑ پانچ ہزار ہاریوں کو دیئے گئے ہیں تو میری یہ درخواست ہے کہ ہماری جو پنجاب گورنمنٹ کی جو اراضی ہے جس کو ہم سیل کرنا چاہ رہے ہیں اس میں چھوٹے کاشتکار، کھیت مزدور اور خاص طور پر خواتین ہیں تو براہ کرم ان کو وہ زمین الاٹ کی جائے اور جو سندھ میں اراضی الاٹ کی گئی ہے اس سے 75 فیصد عورتوں کو دی گئی ہے تو یہ بہت اہم ہے اور ہم سندھ حکومت کے اس قدم کو سراہتے ہیں اور ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ایسا کچھ کریں۔ اس کے علاوہ سندھ میں انہوں ایک Youth Skilled Development Programme پچھلے سال میں developed کیا ہے جس میں 41,000 youths کو ٹریننگ دی گئی ہے تو ہمیں بھی پنجاب میں کوئی ایسا پروگرام شروع کرنا چاہئے اور ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے جو چھوٹے کاشتکار ہیں، جو کھیت مزدور ہیں اور خاص طور پر جو خواتین کھیت مزدور ہیں اس وقت یہ ایک ریکارڈ کی بات ہے کہ جو خواتین کھیت مزدور ہیں ان کو کم معاوضہ ملتا ہے، وہ سارا دن کام کرتی ہیں اور ان کو مرد کھیت مزدور سے کم معاوضہ ملتا ہے۔ اس کے لئے صرف NGOs نے کو کام نہیں کرنا ہے، اس کے لئے ہمیں بھی کام کرنا ہے اور خاص طور پر ہم خواتین جو یہاں reserved seats پر ہیں ہمارا role یہی ہے کہ ہم ان لوگوں کی آواز اٹھائیں جو کہ اصل میں minorities نہیں ہیں بلکہ 52 percent of the population ہیں اور ہمیں ان کی آواز کو اٹھاتے رہنا ہے اور ان points کو آگے لانا ہے۔ اس کے علاوہ women بھی bonded labour ہیں اور صرف بچے نہیں ہیں جو bonded labour میں کام کر رہی ہیں بلکہ پوری پوری family generations bonded labour میں مقروض ہیں اور وہ اس سے آگے نہیں نکل سکتیں تو Hon,able member ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ نے child labour پر کمیٹی بنانے کی ایک تجویز پیش کی تھی میری ایک درخواست ہے کہ وہ صرف child labour پر نہ ہو بلکہ bonded labour پر ہو، جو families ان generations سے نکل ہی نہیں سکیں تو ان کے لئے بھی وہ کمیٹی ہو۔

جناب سپیکر! دانش سکول بنانے کا بہت اچھا اقدام ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بھی اچھا اقدام ہے مگر ہمیں یہ بھی سوچنا ہے اور خود پنجاب حکومت کا جو strategy paper ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہمیں موجودہ نظام تعلیم کی missing facilities اور سکول سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں 125۔ ارب روپے چاہئیں تو ہمیں یہ سوچنا ہے کہ صرف

22۔ارب روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ کافی نہیں ہیں اور جو پرائمری سکول سسٹم ہے، دانش سکول کتنے ہوں گے اور وہ کہاں کہاں قائم ہو سکیں گے اس لئے جو ہر ضلع اور ہر یونین کونسل سطح پر ہمیں پرائمری ایجوکیشن کو focus کرنا ہے کیونکہ وہاں سے ہی تعلیم شروع ہوتی ہے اور وہیں پر اگر ہم تعلیم کو پختہ کریں گے۔ تمام دنیا میں جہاں پر literacy rate high ہے، وہاں پر پرائمری ایجوکیشن کو focus کیا جاتا ہے اور آپ نے کالج اور ہائر ایجوکیشن کے لئے زیادہ فنڈ allocate کئے ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ فنڈ پرائمری ایجوکیشن کے لئے allocate کرنے چاہئیں کیونکہ جو کچھ بھی مثبت ہونا ہے پرائمری ایجوکیشن سے ہونا ہے اور اس کے علاوہ خواتین اور گرلز ایجوکیشن کے لئے بھی ہمیں بہت زیادہ پروگرام بنانے چاہئیں چونکہ ابھی تک یہ پروگرام بہت زیادہ نہیں ہے۔ adult literacy میں خواتین کی ایجوکیشن کے لئے پروگرام ہونے چاہئیں کیونکہ اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہمارا ملک کو درپیش ہے وہ دہشت گردی ہے۔ اگر ہم دہشت گردی کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ماؤں کو educate کرنا ہے۔ ہمیں گھر کی خاتون کو educate کرنا ہے تاکہ جو بچے ہیں وہ تعلیم کی طرف جائیں اور وہ positive constructions اور reconstructions of society کی طرف جائیں اس میں سیاست دانوں کا بہت بڑا رول ہے اس لئے ہمیں یہ تمام چیزیں positive کی طرف لے کر جانی ہیں۔ ہمیں بجٹ پر negative تنقید نہیں کرنی ہے ہم نے یہاں پر سچ بولنا ہے۔ ہم یہاں پر عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ جو تھوڑی بہت deficiencies ہیں وہ point out کریں اور ہم مثبت اقدام کی طرف اپنے آپ کو لے کر جائیں۔ ہم coalition government میں ہیں اور ہمارے قائد آصف علی زرداری اور ہمارے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی طرف سے یہ ایک مثبت قدم ہے کہ ہم پاکستان میں پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے coalition governments میں رہنا چاہتے ہیں اور اس لئے ہمیں positive steps کی طرف جانا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو health کا بجٹ ہے اس میں dialysis centres اہم ہے مگر dialysis centres سے زیادہ اہم Hepatitis(B) کی vaccination ہے ہمیں اس کی طرف کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ Hepatitis(B) بہت بڑا مسئلہ ہے جو ہماری سوسائٹی میں ایک plague کی طرح پھیل رہا ہے۔ Hepatitis(B) ایک presentable بیماری ہے اور بہت افسوس

کے ساتھ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہم اس پر enough توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ ہم (Hepatitis(B کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے رہے ہیں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور (Hepatitis(B کی vaccine کے لئے کوششیں کی جائیں اور تمام بچوں کو (Hepatitis(B کی vaccine مفت فراہم کی جائے اور تمام آبادی کو اس کی vaccine مفت فراہم کی جائےاور صاف پانی کا بھی انتظام کیا جائے۔ یہی چیزیں dialysis centres اور air conditioned wards سے زیادہ ضروری ہیں ۔ اس کے علاوہ urban issues ہیں اور Southern Punjab کے بہت سارے issues ہیں۔ مگر urban issues ہیں کیونکہ ہم لاہور میں رہتے ہیں اور لاہور کے بھی بہت سارے issues ہیں۔ لاہور میں سب سے بڑا مسئلہ جو ہے یہاں پر informal labours بہت زیادہ ہے جو لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں ان کے لئے laws نہیں ہیں، ان کے لئے کوئی NGOs نہیں ہیں اور ان کے حقوق کے بارے میں کوئی بات نہیں کررہا۔ مگر ان کے لئے بہت سارے مسائل ہیں ، ان کے سکیورٹی کے مسائل ہیں اور ان کی wages ایک جیسی نہیں ہیں۔ ان کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں وہ اپنے حقوق کے بارے میں بات کرنے کے لئے جا سکیں۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ ریٹ چھ ہزار ہے اور ایک عام گھر میں جو ملازمہ کام کرتی ہے اس کو کہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے لاہور میں پندرہ سو سے دو ہزار روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں، اس لئے ہمیں پبلک ٹرانسپورٹ پر کام کرنا چاہئیں اور ہمیں بڑی بسیں زیادہ تعداد میں چلانی چاہئیں اور خاص طور پر پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں جو لوگ خاص طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جارہے ہیں جیساکہ طالب علم ،مزدوراور جو لوگ گھروں میں کام کرتے ہیں ان کو transportation کی subsidy دی جائے۔ اس کے علاوہ جو لاہور میں NA-127 کے ایریا، گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے ایریا میں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ یونین کونسل 132 سے لے کر یونین کونسل 137 تک کوئی قبرستان نہیں ہے۔ پہلے جو تھوڑی بہت زمین تھیں وہاں پر لوگوں نے قبرستان بنائے ہوئے تھے مگر اب کوئی قبرستان نہیں ہے۔ اس کے لئے بھی funds allocate کرنے چاہئیں اور آخر میں میں بس یہی کہوں گی کہ ہم سب کو مل جل کر کام کرنا ہے اور یہ ساری ایجوکیشن اور یہ ساری باتیں

یہیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ہم نے جان اللہ تعالیٰ کو دینی ہے اور اس نے ہم سے حساب مانگنا ہے
۔بلھے شاہ نے کہا ہے کہ:

نماز پڑھی تے نیاز نہ سکھیا، تیریاں کس کم گئیاں نمازاں
علم پڑھیا تے عمل نہ کیتا تیریاں کس کم گئیاں وعظاں
بلھے شاہ پتا تے تدلگ سی جدوں چھڑی پھڑی ہتھ بازاں

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری سرفراز افضل صاحب!

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کے پر اپنے نکات پیش کرنے اور اس پر بحث کرنے سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے 10-2009 کا غریب پرور، عوام دوست اور فروغ تعلیم اور فروغ زراعت سے بھرا ہوا ایک بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! جب ہم ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور بجٹ پر بحث کی جارہی تھی تو مجھے اس طرح لگ رہا تھا کہ جس طرح معذرت کے ساتھ کہ میرے اپوزیشن کے دوستوں نے بجٹ تقریر پر توجہ دی اور نہ بجٹ کے اعداد و شمار کی طرف کوئی توجہ دی۔ آج تنقید برائے تنقید کو چھوڑنے کا وقت ہے۔ آج ہم یہاں پر آکر کہتے ہیں کہ یہ ظلم سے بھرا ہوا بجٹ ہے۔ اس میں غریب کو کچلنے کے لئے سب کچھ کیا گیا اور اس میں غریب کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ آج یہاں پر بار بار ذکر آتا ہے کہ دو روپے کی روٹی سے کیا ہوتا ہے؟ دو روپے کی روٹی کیوں لازم تھی؟ آپ کے لئے اور میرے لئے لازم نہیں ہے۔ ہم پانچ پانچ ہزار روپے کے شام کو کھانے بھی کھا سکتے ہیں لیکن اس غریب سے پوچھیں، اس ہاری سے پوچھیں جس کے لئے دو روپے کی روٹی کی قیمت کیا ہے، جس نے تین سو روپے کی مزدوری کی دیہاڑی لگانا ہوتی ہے، جس کے گھر میں ایک دن میں 25 سے 30 روٹیاں استعمال ہوتی ہیں، اگر اسے ایک روٹی پر تین روپے بچتے ہیں تو ایک دن میں اسے 30 روٹیوں پر 90 روپے بچتے ہیں، اگر وہ ایک دن میں ساٹھ روپے بچائے گا تو ایک ماہ میں 1800 روپے بچائے گا۔ جب اس غریب کو 1800 روپے بچے گا تو وہ اس میں سے بجلی کا بل دینے کے قابل ہوگا، وہ اس میں سے اپنے پانی کا بل دینے کے قابل ہوگا۔ وہ اپنے بچوں کی صحت پر توجہ

دینے کے قابل ہوگا۔یہ بجٹ صرف کاغذی کارروائی نہیں ہے،اس میں صرف روٹی کپڑے اور مکان کے لئے نعرہ نہیں لگایا گیا،صرف روٹی کپڑے اور مکان کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا بلکہ اس میں صحت کا مسئلہ حل کیا گیا ہے،اس میں تعلیم کا مسئلہ حل کیا گیا ہے۔آج آپ دیکھیں کہ تعلیم کے شعبے میں جہاں 34ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتیاں میرٹ پر کی گئیں۔جیسے یہاں پر ایک معزز رکن نے کہا کہ وزیراعلیٰ پنجاب ہمیں راضی کرنے کے لئے ، ہمیں اپنی چاپلوسی کے لئے دو دو سو نوکریاں بھی دے سکتے تھے لیکن اس سے کیا ہوتا؟جب میرا چاہنے والا ایجوکیٹر بھرتی ہوکر آتا،جب آپ کا چاہنے والا ایجوکیٹر بھرتی ہوکر آتا تو ہم اس سے کام نہیں لے سکتے تھے۔ہم اسے دبا نہیں سکتے تھے چونکہ ہمیں کل پھر اس سے مطلب تھا،کل ہم نے پھر اس سے دو سو،چار سو ووٹوں کا لالچ تھا۔یہاں پر پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگتا رہا۔آپ صرف پرائمری ایجوکیشن کی بنیاد پر تعلیم کو فروغ نہیں دے سکتے۔آپ نے دیکھا کہ آج صرف ایجوکیٹر کی بھرتیوں میں میرٹ کو سامنے نہیں رکھا گیا بلکہ یہاں سے کوئی ایم پی اے،کوئی منسٹر فون کرکے check کر سکتا ہے کہ آج جب سکولوں میں بچوں کے داخلے ہوتے ہیں تو ان کے چاہنے والوں کا داخلہ نہیں ہوگا بلکہ میرٹ پر داخلہ ملے گا۔

جناب سپیکر!آج آپ نے دیکھا کہ نئی لائبریریاں تعمیر کرنے کے لئے اور ایلیمنٹری کالجوں میں ان کو یقینی بنانے کے لئے سات ہزار لائبریریاں تعمیر کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔دو ہزار سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے گئے۔یہاں پر کہا گیا کہ کالجوں میں تعلیم کیوں لازم ہے؟جب بچے میٹرک کریں گے،ایف اے کریں گے تو اس کے بعد کیا کرنا ہے، کیا انھوں نے جاکر گھروں میں بیٹھ جانا ہے،کیا کالجوں کی ضرورت نہیں ہے،اس لئے حکومت پنجاب نے اس کے لئے 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔دانش سکول سسٹم کے لئے 3۔ارب روپے مختص ہوئے اور پھر بات یہاں پر نہیں رکی آپ دیکھیں کہ پچھلے بجٹ میں جو 2۔ارب روپے رکھے گئے تھے اب اس بجٹ میں 4۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں تاکہ جو ہنر مند بچے گریجویشن تک اچھے marks حاصل کریں گے تو ان کو وظیفے دیئے جائیں گے۔یہاں پر کہتے ہیں کہ تعلیم کے فنڈ میں کمی کر دی گئی ہے، تعلیم کے لئے اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا۔اگر یہ تعلیم کے لئے نہیں رکھا گیا تو پھر کس کے لئے رکھا گیا ہے؟یہاں پر میرے دوستوں نے کہا کہ پولیس کے لئے 43۔ارب روپے مختص کر دیئے۔شاید میرے وہ

بھائی یہ پڑھ کر نہیں آئے کہ وہ 43-ارب روپے پولیس کے لئے مختص نہیں ہوئے بلکہ اس وقت جو ملک میں آگ لگی ہوئی ہے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے وہ 43-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں-اس میں 8.5-ارب روپے پولیس کے الاؤنس اور ان کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے رکھے گئے-یہ پورے 43-ارب روپے پولیس کو تنخواہوں میں نہیں دینے-آپ دہشت گردی کو روکنے کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لئے ضروریات پوری کر دیتے ہیں، اگر اس کے بعد بھی کوئی حادثہ پیش آجاتا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ وہ غریب پولیس ملازم جو شہید ہو جاتا ہے، جو جام شہادت نوش فرما لیتا ہے اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے اس کے پاس کیا چیز موجود ہے، کیا وہ انسان نہیں ہے، کیا ہم صرف اس بات پر اختلاف کر رہے ہیں کہ تھانوں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو ہم پولیس کو دھتکار دیں، میرے خیال میں یہ سراسر ناانصافی ہو گی-

جناب سپیکر! آپ پنجاب کے ہسپتالوں میں دیکھیں کہ پچھلے ایک سال سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پوری کوشش کی اور صرف وزیر اعلیٰ نے خود کوشش نہیں کی بلکہ پوری ٹیم شامل ہے-یہاں پر کہا گیا ہے کہ one man show چل رہا ہے-میں پوچھتا ہوں کہ کہاں پر one man show چل رہا ہے؟ جو اراکین حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، جو ہمارے ساتھ حکومت کا حصہ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ گندم کی procurement کی بات ہو، چاہے ہسپتالوں کے حالات درست کرنے کی بات ہو، چاہے جب ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم کرنے کی بات آتی ہے تو اس کے لئے جب وزیر اعلیٰ کی طرف سے ٹیمیں بنائی جاتی ہیں کیا ہم ان کا حصہ نہیں ہوتے، کیا ہم wheat procurement centre پر نہیں جاتے اور کیا ہم ہسپتالوں کا دورہ کر کے علاج معالجے کی مفت سہولیات کو یقینی بنانے کے لئے کوشش نہیں کرتے؟ میرے بھائی one man show کہاں پر ہے آپ تو تقاریر کا مقابلہ کرنے کے لئے آجاتے ہیں-ہم لوگ حکومت کا حصہ ہیں، ہم اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مشاورت ہوتی ہے-آپ تو اندھوں کی نگری میں بیٹھے ہوئے ہیں-یہاں پر زچہ بچہ کے لئے 3-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں-ہم جو ایوان میں بیٹھے ہیں ہم تو اچھے ہسپتالوں میں زچہ بچہ کے لئے پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ روپے pay کر سکتے ہیں لیکن ان دیہاتوں میں جا کر دیکھیں کہ جہاں ابھی بھی دائی سسٹم رائج ہے-ہمیں زچہ بچہ کی نگہداشت کی ضرورت ہے-یہاں پر کہا جاتا ہے کہ ڈائیلاسز کے لئے یہ رقم کیوں

مختص کی گئی؟ یہ رقم اس لئے مختص کی گئی ہے کہ اگر ڈائیلاسز کا کوئی مریض ہسپتال جاتا ہے تو اسے ایک ہفتے میں دو بار ڈائیلاسز کروانے پڑتے ہیں۔ کسی بھی سرکاری ہسپتال میں بھی جائیں تو ایک بار ڈائیلاسز اڑھائی سے تین ہزار روپے سے کم نہیں پڑتے۔ اگر اڑھائی ہزار روپے بھی پڑیں تو گردے کے مریض کو ایک ماہ میں بیس ہزار روپے کا علاج کروانا پڑتا ہے۔ ایک غریب آدمی کے لئے بیس ہزار روپیہ کہاں سے آئے گا آپ ان اقدامات پر خراج تحسین پیش کیوں نہیں کرتے، آپ نے تنقید برائے تنقید پر کیوں زور دیا ہوا ہے، کیا C T scan اور M.R.I کروانا ہم لوگوں کا حق ہے اور کیا غریب مزدور کا حق نہیں ہے؟ C.T scan کے لئے 8 ہزار روپے سے لے کر 15 ہزار روپے خرچ آتا ہے، M.R.I کے لئے 10 ہزار روپے خرچ آتا ہے۔

جناب سپیکر! عوام کی تقدیر تقاریر سے نہیں بدلتی بلکہ عملی کاموں سے عوام کی تقدیر بدلتی ہے۔ جب آپ کوئی اچھے اقدامات کرنے کی طرف چلتے ہیں تب عوام کی تقدیر بدلتی ہے۔ آج کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا لیکن میں کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں D.F.I.D کے تعاون سے جو 6۔ ارب 90 کروڑ روپیہ لگایا جائے گا اور اس میں سے جب 2۔ ارب روپیہ جنوبی پنجاب کی سڑکوں پر لگایا جائے گا تو کیا وہ جنوبی پنجاب کا حصہ نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر! پانی کی فراہمی اور نکاسی کے لئے 8.5۔ ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ باتیں کرنے کو تو سب کر سکتے ہیں اور یہاں پر دو دو گھنٹے بات ہو سکتی ہے۔ زراعت کے لئے دس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2۔ ارب روپے سبسڈی بڑھا دی گئی ہے۔ جب ایک بندے کو دو لاکھ روپے کی سبسڈی ملے گی تو وہ ان دو لاکھ سے بیج اور ادویات بھی خرید سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں صرف اس گزارش کے ساتھ اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید پر عمل نہ کریں۔ آپ اچھی تجاویز دیں لیکن جو اچھے کام ہو رہے ہیں خدارا! ان پر تنقید نہ کریں۔ یہ غریب کے لئے بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس ملک میں غریب کو جینے کا حق دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔جناب سپیکر!آج ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں جو دہشت گردی کی ایک لہر ہے جس میں سارا ملک لپٹا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی جہالت کی وجہ سے ہے اور آج ہمارا ملک پسماندگی کی طرف جا رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایجوکیشن سیکٹر میں جو ایک نئی reform لے کر آئے ہیں یہ وہ reform ہے، یہ وہ شمع ہے جس سے انشاءاللہ آگے شمعیں روشن ہوں گی اور ہمارے اس صوبے سے جہالت کا خاتمہ ہو گا۔میں اس ضمن میں ایک دو چیزیں عرض کروں گا کہ سیلف فنانس کا خاتمہ ہمارے ان غریب اور مڈل کلاس کے طلباء کے لئے ایک بہت بڑا احسن اقدام ہے کہ جس سے صرف ایک امیر خاندان کا بچہ تو enjoy کر سکتا تھا لیکن غریب خاندان کا بچہ جو afford نہیں کر سکتا تھا وہ admission نہیں لے سکتا تھا۔یہ طبقاتی فرق جب تک ختم نہیں ہو گا اس وقت تک ہم وہ target کبھی achieve نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! Daanish School System and Centers of Excellence Authority کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ہم لوگ صوبہ پنجاب کی tail پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میری ایک پسماندہ تحصیل خان پور میں بھی اس کا قیام بڑا خوش آئند ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ امیر اور غریب کے طبقاتی فرق کا خاتمہ ہے۔جب برابری کی سطح پر ایک غریب کے بچے کو،ایک مڈل کلاس کے بچے کو خان پور جیسے شہر میں بھی ایچی سن جیسی تعلیم ملے گی تو اس سے ہمارے صوبے سے جہالت کا خاتمہ ہو گا،اس سے نئی روشنی پیدا ہو گی اور نئی شمع جلے گی۔

جناب سپیکر! ٹیچرز وہ طبقہ ہے کہ جس کی بدولت آج ہم ان اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں لیکن ان کو ہمیشہ ignore کیا جاتا رہا اس بجٹ میں ان کے لئے خادم پنجاب نے performance based incentive کا اعلان کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی، ان کی performance بڑھے گی اور یہ سرکاری سکولوں میں معیار تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے ایک احسن اقدام ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے علم کی روشنی کی جو شمع جلائی ہے اس کی وجہ سے وہ دن دور نہیں کہ جب ہمارا پنجاب بھی ایجوکیشن انڈسٹری بنے گا،ہمارا پنجاب بھی آئی ٹی انڈسٹری بنے گا اور ہمارا پنجاب بھی لائیو سٹاک کی انڈسٹری بنے گا۔ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو vision دیا ہے اس سے

ہمارا پنجاب بہتری اور ترقی کی طرف بڑھے گا۔ جب یہ شمع روشن ہو گی تو پھر اس سے لازمی طور پر ایک روشنی اور امید کی کرن پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے Southern Punjab میں چولستان ایسا علاقہ ہے کہ جس کے باسیوں کی قسمت میں صرف بھوک، پیاس، غربت اور دھوپ لکھی تھی لیکن آج موجودہ حکومت نے وہاں پر دو پروگرام شروع کر کے ان کی غربت کے خاتمے کے لئے ایک نئی امید اور امنگ پیدا کر دی ہے۔ اس موجودہ حکومت نے شاد باد چولستان پراجیکٹ کے لئے 30 کروڑ روپے کا ایک package رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چولستان کے اندر کارپوریٹ لائیو سٹاک فارمنگ شروع کرنے کا کہا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے باسیوں کے لئے foreign investor آئے گا اور وہ وہاں کے باسیوں کے لئے ایک نئی thinking کے ساتھ کام کرے گا۔ اگر یہ دونوں پروگرام چولستان میں implement ہو گئے تو جہاں لائیو سٹاک کی promotion ہو گی وہاں یہاں کے رہنے والوں کی زندگیاں بھی بدل جائیں گی اور وہ لوگ بھی اپنے آپ کو اس پنجاب، پاکستان کا ایک باعزت اور باشعور شہری سمجھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (چودھری محمد شفیق) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب نے tax collection کے لئے جو board collection بنانے کا idea دیا ہے اس سے ایک تو tax collection میں کرپشن کے element کا خاتمہ ہو سکے گا اور دوسرا tax collection revenue میں بھی بھرپور اضافہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! زراعت کے شعبے کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ تحقیقاتی پروگرام کی وجہ سے اس مرتبہ گندم کی ایک بہتر پیداوار حاصل ہوئی ہے۔ اگر اسی ولولہ اور جذبے کے ساتھ کپاس کے آنے والے سیزن میں بھی بھرپور توجہ دی جائے تو کپاس کی فصل بھی اچھی ہو گی۔ کاشتکار کی خوشحالی ہی اس پنجاب کی خوشحالی ہے، کاشتکار کی خوشحالی ہی اس پاکستان کی خوشحالی ہے اور کاشتکار کی خوشحالی سے ہی ہماری economy میں بہتر improvement آئے گی۔

جناب چیئر مین! شعبہ صحت کے حوالے سے یہاں پر بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے تحصیل کی سطح پر جو Cardiac Camps کا اہتمام کیا ہے میری اس بارے میں درخواست ہے کہ یہ Cardiac Camps پورے پنجاب کے اندر لگائے جائیں۔اس کا آغاز خان پور سے کیا گیا تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ دور دراز کے علاقوں کے لئے بہت زیادہ beneficiaries ہے۔وہ لوگ جو اپنی غربت کے باعث لاہور یا دوسرے cardiac centre میں نہیں جا سکتے یہ ان کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ان camps میں ان کی تشخیص بھی کی گئی اور ان کو مفت ادویات بھی فراہم کی گئیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی contribution ہے لہذا اس پروگرام کو مسلسل چلنا چاہئے تاکہ ہمارے دور دراز علاقوں کے غریب لوگوں کو بھی دل کے علاج کی سہولت میسر آسکے اور ان کی پریشانیوں کا ازالہ ہو سکے۔

جناب چیئر مین! بجٹ تقریر میں stamp papers کے بارے میں جو اعلان ہوا ہے یہ بڑا احسن اقدام ہے۔سالہا سال سے جو litigation, family litigation and civil litigation کا یہ ایک بڑا سبب تھا۔اب یہ stamp papers annual basis پر جاری ہوں گے جس کی وجہ سے اب litigations میں کمی آئے گی اور جو فراڈ ہوتے ہیں، خاص طور پر properties کے معاملات میں جو فراڈ ہوتے ہیں ان کا بھی ازالہ ہو سکے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کے لئے ڈویژن کی سطح پر مکانات بنانے کی جو تجویز بجٹ تقریر میں دی گئی ہے یہ بھی بہت اچھا step ہے۔میری تجویز ہے کہ division level کی بجائے یہ ضلع کی سطح پر شروع کی جائے تاکہ دور دراز کے غریب لوگوں کو بھی یہ سہولت میسر آسکے۔آج غریب کی جو حالت زار ہے وہ ناقابل بیان ہے۔اس کے پاس رہنے کے لئے چھت نہیں ہے،اس کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے۔ان کے لئے یہ جو چھت کا انتظام کیا جا رہا ہے یہ بہت بہتر ہے لیکن اس کا انعقاد ضلع کی سطح پر کیا جائے۔

جناب چیئر مین! میں آخر میں سرکاری ملازمین کے حوالے سے بات کروں گا۔ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہ بھی اچھا اقدام ہے۔اس سے انھیں مہنگائی کا بوجھ کم کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب چیئرمین! حقیقی معنوں میں واقعی یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ایک غریب دوست، عوام دوست اور کسان دوست بجٹ ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو salute پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ .No point of order

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میرے پاس ایک information ہے جو میں share کرنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: چونکہ بجٹ پر عام بحث جاری ہے اس لئے طے شدہ فیصلے کے مطابق point of order raise نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی issue بھی سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت پیش آئے۔ محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی۔

محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ پہلے میں دو تین ایسے اہم مسائل ہیں جن کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہوں گی۔ سب سے پہلے تو میں محکمہ صحت پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہیلتھ پر 10-2009 کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے یہ اتنی ناکافی ہے کہ اگر آپ اس کو پنجاب کی ٹوٹل آبادی پر تقسیم کریں تو صحت دینے کے لئے دو روپے ایک آدمی کے حصے میں آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ایک بڑا مذاق ہے کہ آپ دو روپے کی ایک روٹی دے رہے ہیں اور دوسری طرف ایک آدمی کی صحت کے لئے بھی دو روپے مقرر کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہاں پر یہ بھی باور کروانا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے پچھلے ایک سال کے جو بھی وعدے ہیں ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ میرے ہر point میں آپ کو ایک ایسا وعدہ نظر آئے گا جو ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال ہسپتالوں میں اے سی لگانے کا time frame دیا لیکن اس time frame میں وہ اے سی نہیں لگائے گئے۔ اب بجٹ میں پانچ بڑے ہسپتال بنانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن اس کا بھی کوئی time frame نہیں دیا گیا۔ ایوان کو اس

بات سے بھی آگاہ کیا جائے کہ یہ ہسپتال کب تک بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کی اس طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گی کہ WASA ہمارا ایک محکمہ ہے جو ہمیں اچھی صحت کے لئے صاف پانی فراہم کرتا ہے۔ اس میں آپ دیکھیں کہ ان کا جو پچھلے سال کا بجٹ ہے 34 فیصد utilize کیا ہے باقی بجٹ بچا رہا۔ کیا لاہور کے شہریوں کو اور پنجاب کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کر دیا گیا ہے جبکہ سب سے بڑا مسئلہ ہی گندے پانی کا ہے۔ سیوریج ملے پانی کی وجہ سے ہمارے شہروں میں، ہمارے دیہاتوں میں لوگوں کو Hepatitis کا مرض لاحق ہو چکا ہے اور یہ بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

تعلیم کے بجٹ میں اس سال 23 فیصد کمی کر دی گئی ہے جبکہ سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے پچھلے پانچ سالہ دور میں اس بجٹ میں بے حد اضافہ کیا گیا اور اس کو اس طرح سے utilize کیا گیا کہ پوری دنیا نے دیکھا۔

میٹرک تک تعلیم کو مفت کیا گیا بچوں کو کتابیں بھی مفت فراہم کی گئیں۔ اس کے علاوہ طالبات کو ماہانہ کی صورت میں وظائف بھی دیئے گئے۔ اس دفعہ میں اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ تعلیم کو ایف اے تک مفت کر دیا جائے۔ دیہاتوں میں جو ہمارے گرلز ہائی سکول ہیں ان کو کالج کا درجہ دے کر ایف اے تک کر دیا جائے کیونکہ ہمارے دیہاتوں کی بچیاں اپنی تعلیم کو اس لئے چھوڑ دیتی ہیں کہ ان کے گاؤں سے کالج بہت دور ہوتے ہیں۔ یہاں پر میں سپیشل بچوں کی تعلیم کا بھی ذکر کروں گی کہ سپیشل بچوں کے لئے فنڈز تو رکھے گئے ہیں لیکن اس میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ ان کو تعلیم دیں گے اور کتابیں مفت فراہم کریں گے اس کے علاوہ pick and drop دیں گے جبکہ میں یہ کہوں گی کہ ان سپیشل بچوں میں سے جو بچے slow learners ہیں ان کو کتابیں اور مفت pick and drop کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کی اور بہت سی ایسی ضروریات ہیں جن سے وہ معاشرے کا بہتر شہری بن سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے پاس یوتھ کلب ہیں، ویمن کلب ہیں، صحت مند لوگوں کے children club ہیں۔ صحت مند بچوں کی تفریح کے لئے تو ہم بہت کچھ کرتے ہیں لیکن slow learners بچے ایسے بچے جو normal ہیں اور نہ ہی بالکل abnormal ہیں۔ وہ تھوڑے سے اپنی عمر سے پیچھے ہیں اور slow learners ہیں۔ یہ اپنی activities کرنا چاہتے ہیں اور اس میں مہارت بھی رکھتے ہیں۔ کھیلوں میں یہ بچے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں لیکن بد قسمتی سے کچھ این جی اوز تو اس سلسلے میں

کام کر رہی ہیں لیکن سرکاری سطح پر ان پر کوئی کام نہیں کیا جا رہا۔ ایسے بچوں کے لئے پورے پنجاب میں ہمارے پاس کوئی ایسا play ground بھی نہیں ہے جہاں پر ان کی coaching کا بندوبست ہو سکے اور یہ بچے اپنی پسند کے مطابق کھیل کھیل سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی ایسا education centre ہے نہ ہی کوئی ایسا کلب ہے جہاں ہم ان بچوں کو تفریح کے طور پر کچھ دے سکیں۔ دیہاتوں میں تو ایسے لوگوں کو سائیں لوگ کہہ کر سڑکوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ہماری تھوڑی سی توجہ ان بچوں پر چلی جائے تو یہ بچے اپنی بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔

مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومت میں شامل دو بڑی جماعتیں جو مزدوروں سے دوستی کا دعویٰ تو کرتی ہیں مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ مزدوروں سے بالکل کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں کیونکہ جب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے اس وقت انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ جو بھٹہ مزدور ہیں، صنعتی مزدور ہیں، کان کن ہیں، جو کانوں میں کام کرتے ہیں ان کی مزدوری یا اجرت میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ بالکل ناکافی ہے کیونکہ سٹیٹ بنک کی اپنی رپورٹ ہے کہ مہنگائی کا تناسب 22 فیصد ہے۔ حالانکہ حقیقت میں مہنگائی کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے۔ میں اپیل کرتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ کم از کم 25 فیصد بڑھائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت پورے ملک کا مسئلہ بجلی کی بدترین لوڈ شیڈنگ ہے۔ اس فورم سے میں ایک message دینا چاہتی ہوں کہ ہم نے یہاں پر دو سو ڈیموں کے بنانے کا اعلان تو کیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ 200 ڈیم ایک بڑے ڈیم کے مقابلے میں کم ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو اس طرح سے ختم کر دیا گیا ہے کہ ایک فرد واحد نے پریس کانفرنس کی اور اس منصوبے کے ذریعے قوم کے اربوں روپے ڈبو دیئے۔ اس منصوبے کو ختم کرنے سے پہلے اسمبلی میں لانا چاہئے تھا اور اس پر debate ہونی چاہئے تھی۔ ان 200 ڈیموں پر خرچہ بھی زیادہ آئے گا اور ان سے ہم اتنی بجلی بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

پولیس کے متعلق یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ پولیس کی کارکردگی کیا ہے؟ اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتی ہوں کہ پولیس کی تنخواہیں چودھری پرویز الٰہی نے اپنے پانچ سالہ دور میں ڈبل کر دی تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی کو بھی بہتر بنایا تھا اور ان کو قانون کے تابع کیا تھا۔

چودھری پرویز الہٰی کے پورے پانچ سالہ دور اقتدار میں کوئی جعلی پولیس مقابلہ نہیں ہوا جس میں بے گناہ شہری مارے گئے ہوں لیکن آج پولیس کی فائرنگ سے بے گناہ شہری مارے جا رہے ہیں۔ابھی ایک دو دن پہلے میں چیف جسٹس آف پاکستان کی statement پڑھ رہی تھی کہ اگر پولیس کو ان کے دائرے میں نہ لایا گیا تو عدالت عالیہ خود ان کو پابند کرے گی۔ میں پنجاب حکومت سے اپیل کرتی ہوں کہ بجائے اس کے کہ سپریم کورٹ اس میں مداخلت کرے پنجاب حکومت اور محکمہ خود اس کو لگام دے۔ تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کی ٹریننگ بھی کریں کہ وہ بے گناہ شہریوں کو فائرنگ سے ہلاک نہ کرے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جیل کے کانسٹیبل کا اور پولیس کانسٹیبل کا ایک ہی گریڈ ہے۔اس وقت یہ مسئلہ disputed ہے کہ پولیس کی تنخواہیں تو بڑھا دی گئی ہیں لیکن جیل ملازمین کی تنخواہوں کو نہیں بڑھایا گیا جبکہ دونوں کو ایک ہی گریڈ میں بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب والا!ٹرانسپورٹ کے لئے لاہور میں پچھلے سال اعلان کیا گیا کہ سوا سے سی بسیں چلائی جائیں گی لیکن اس میں سے ایک بس بھی مجھے،آپ کو، میڈیا کو اور نہ ہی میرے کسی ممبر بھائی کو سڑکوں پر چلتی نظر آئی ہوگی۔ یہ کہہ کر ویگنیں بھی بند کر دی گئی تھیں اور ویگن والوں کا روزگار بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس سے شہریوں کو بے حد تکلیف ہوئی ہے ۔ صبح کے وقت آپ دیکھیں جو working women ہیں وہ سینکڑوں کی تعداد میں سڑکوں پر اور سٹاپوں پر کھڑی نظر آتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے احکامات پر فوری implementation کریں اور خواتین کے لئے علیحدہ بسوں کا بھی انتظام کیا جائے۔ خواتین سے متعلق یہ بات بھی ہوئی کہ دانش سکول بھی خواتین کا ہی پراجیکٹ ہے۔ یہ بات clear ہی نہیں ہے اور میرے خیال میں تو دانش سکول boys school ہیں۔ دانش سکولوں میں تو خواتین کے لئے کچھ بھی نہیں اس کے بارے میں بھی تھوڑا سا clear کیا جائے۔اس بجٹ میں اور نہ ہی پچھلے بجٹ میں خواتین سے متعلق کوئی ایسے project بنائے گئے کہ جس پر خواتین کوئی کام کر کے اپنی کارکردگی دکھا سکیں۔ ہم اس ایوان میں 52 فیصد آبادی کو represent کر رہی ہیں تو ہم یہاں پر ایسے ہی بیٹھ کر جانے کے لئے تو نہیں آئی ہوئیں۔یہاں مرد ہمیں کہتے ہیں کہ آپ خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ اپنے حلقوں سے جن 52 فیصد خواتین کے ووٹ لے کر وہ آئے ہیں وہ بھی خواتین ہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے سامنے بیٹھی ہوئی بہنوں سے بھی مطالبہ کروں گی کہ جب تک ہم اپنے مقصد کے لئے اکٹھی نہیں ہو جائیں گی تب تک ہم یہاں پر اپنا حق حاصل نہیں کر سکیں گی کیونکہ خواتین کو ایوانوں میں نمائندگی تو مل گئی ہے لیکن ان کو تسلیم کرنا مردوں کو تھوڑا سا مشکل لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس اسمبلی میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے ابھی تک کوئی legislation نہیں ہو سکی ہے۔ پچھلے دور میں ہماری پارٹی سے تعلق رکھنے والی ایک ایم پی اے نے Domestic Violence Bill پیش کیا تھا جو reject کر دیا گیا تھا کیونکہ لوگوں کو اس پر اعتراض تھا اس پر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ عورتوں پر تشدد کے حوالے سے سرکاری سطح پر ایک بل پیش کیا جائے کیونکہ پرائیویٹ بل عام طور پر منظور نہیں ہوتے اگر اس حوالے سے سرکاری طور پر legislation ہو گی تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم تاریخ میں کہہ سکیں گے کہ ہم نے بھی اسمبلی میں بیٹھ کر خواتین کے لئے کچھ کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات clear کروانا چاہتی ہوں کہ بجٹ میں Acting Governor سے کچھ ردوبدل کرایا گیا ہے۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو وہ کیا ہے اس کو ایوان میں پیش کیا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ پیش کرنے کے بعد اگر Acting Governor سے اس طرح کوئی ردوبدل کرایا گیا ہے تو یہ ہم سب ممبران کی تذلیل ہے اور میں یہ حق محفوظ رکھتی ہوں کہ فنانس منسٹر مجھے اس چیز کا جواب دیں کہ ردوبدل ہوا ہے تو کیا ہوا ہے؟ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں لیکن Leader of the Opposition کی تقریر سننے کا مجھے اتفاق ہوا۔ پنجاب کے عوام کے حق کو لینے کے لئے پنجاب اسمبلی میں ایک بہت نحیف سی آواز گونجی۔ مجھے بڑا عجیب لگا اور اپوزیشن لیڈر صاحب نے اس بات کا اعتراف اپنی speech میں بھی کیا کہ انہوں نے خود 5 مرلہ سکیم والے issue کا واقعہ سنایا کہ اپوزیشن کی طرف سے وہ issue raise کیا گیا اور وہ اس طاقت اور force کے ساتھ raise کیا گیا کہ چیف منسٹر کو نہ چاہتے ہوئے اپوزیشن کی بات مان کر یہ announcement کرنا پڑی، تو مجھے دکھ ہوا کہ پنجاب کے عوام کے مقدر کے لئے اتنی نحیف

سی آواز پنجاب اسمبلی میں گونجے اور جو کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن ہمیشہ عوام کے حقوق کی بات کیا کرتی ہے وہ بات مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ اپوزیشن لیڈر صاحب نے دوسری بات یہ کی کہ special seats ختم ہونے جا رہی ہیں تو اس حوالے سے میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی پلیٹ میں رکھ کر نہیں دی گئیں اور جیسے اس دن ہاؤس میں کہا گیا یہ کوئی خیراتی سیٹیں نہیں ہیں، یہ عورتوں کا حق ہے اور عورتوں نے اس کے لئے ایک لمبی چوڑی جدوجہد کی ہے اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں پہلی دفعہ introduce کی گئی تھیں اور یہاں بار بار آج بھی ان special seats کے ساتھ جنرل صاحب کا ذکر کیا جاتا ہے اس لئے وہ بھی unjustified ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے وہ وقت بڑا یاد ہے جب ہم وہاں بیٹھتے تھے اور چودھری صاحب یہاں سے شرپسندی کے کچھ عناصر سے کہا کرتے تھے کہ اپوزیشن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے بہرحال انہوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی اور اس پر صرف ایک جملہ کہنے کو مجھے یاد آتا ہے کہ "بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے" لیکن اس کے بعد مجھے ایک shock لگا کہ غلطی کی معافی مانگنے کے بعد انہوں نے جنرل صاحب کی طرح سلیوٹ کر کے سارے کئے کرائے کے اوپر پانی پھیر دیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب جنرل صاحب کو بھول جائیں تو بہتر ہے کیونکہ وہ اب قصہ ماضی ہو گئے۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے میری دو تین suggestions ہیں، بہت لمبی بحث ہو چکی ہے اور کچھ points پر میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ Food Support Programme پر پنجاب کے بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ پنجاب کے Food Support Programme پر بہت سی بے قاعدگیاں سامنے آئی ہیں۔ ایک خاندان کے اندر چار چار، پانچ پانچ لوگوں کو رقم ملنے کی شکایات ہماری معزز ممبرز نے درج کرائیں، کچھ ثبوت بھی پیش کئے۔ اگر یہ Food Support Programme غریبوں کے لئے شروع کیا گیا ہے تو اس کو transparent ہونا چاہئے جیسے Benazir Income Support Programme وفاقی حکومت کی طرف سے computerized ہے لہذا اگر اس طرح کا طریقہ adopt کیا جائے تو اس میں بہتری آسکتی ہے۔

جناب چیئرمین!اس کے علاوہ سستی روٹی سکیم پر ایک اتھارٹی بنانے کی بات کی گئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اتھارٹی بنا کر کروڑوں روپیہ خرچ کرنا مقصود ہے یا اس میں اپنے من پسند لوگوں کو adjust کرنے کی بات ہے تو میں نہیں سمجھتی کہ جو سستی روٹی کا نعرہ لگایا گیا ہے جس کا مقصد عام آدمی کو relief دینا ہے اس مقصد کو فوت کر دیا جائے اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اس اتھارٹی کے اوپر کروڑوں روپیہ ضائع کر دیا جائے۔

جناب والا!میں خواتین کے حوالے سے ایک دوسری important بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ میڈیا میں بھی ہمیشہ مجھ سے یہ بات کی جاتی ہے اور اس بات پر justify کرنے کے لئے یقیناً میرے پاس بہت کم الفاظ ہوتے ہیں جب کہا جاتا ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے پنجاب اسمبلی کے اندر خواتین کی کوئی empowerment نظر نہیں آئی جو آنی چاہئے اور جس طرح آپ نے دیکھا کہ خواتین کو مردوں کے مساوی ترقیاتی فنڈز نہیں ملے حالانکہ خواتین بھی اسی ہاؤس کی ممبر ہیں یہ ان کے ساتھ ذاتی ناانصافی ہے۔ اس کے بعد Food Support Programme کے اندر بھی ان کے ساتھ discrimination کی گئی اور خواتین کو آدھے سے بھی کم فارم دیئے گئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مسلم لیگ(ن) کی حکومت اور ان کی پارٹی کی طرف سے یہ justify کرنا کہ ہم خواتین کی empowerment کی بات کرتے ہیں اس پر ایک سوالیہ نشان پیدا ہوتا ہے اور اب اس بجٹ میں خواتین کے بارے میں کوئی ایک لفظ یا ایک جملہ بھی بجٹ میں نہیں ہے۔ یہ میرے لئے ایک بہت بڑے دکھ کی بات تھی کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ جب ہم وہاں بیٹھ کر کسی حکومت کو criticize کرتے تھے اور جب ہم عورت کا حق مانگتے تھے تو آج میں ان بنچوں پر بیٹھ کر بھی عورت کا حق مانگنا چاہتی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ چیف منسٹر صاحب سے بات کریں اور جب اپنی wind up speech کریں تو خدارا!خواتین کا سکول میں جانے یا خواتین کے لئے صحت کی سہولیات دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کہ ہم انہیں empower کرنے جا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد پنجاب کی عورت کو empower کرنا ہے اور یہ تب ہو سکتا ہے جب economically stable کر دی جائے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ سمال انڈسٹری کے ذریعے، کاٹن انڈسٹری کے ذریعے آسان قرضوں کے ساتھ خواتین کی اس انڈسٹری کو promote کیا جائے اس کے لئے رقم مختص کی جائے اور میں اپنی حکومت پر بہت فخر

محسوس کروں گی کہ جب wind up speech کے اندر وزیر خزانہ صاحب خواتین کے لئے کسی رقم کا اعلان کریں گے۔

جناب والا! مجھے یہ budget speech کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا چونکہ میں اس وقت حکومت کی نمائندہ ہوں، میرے پاس حکومت کا ایک آفس ہے اور اس آفس کی ذمہ داری کے حوالے سے جب میں نے سوچا کہ مجھے budget speech کیا کرنی ہے اور خاص طور پر اپنے محکمے کے حوالے سے مجھے کیا بات کرنی چاہئے کیا مجھے بھی سب اچھا کی رپورٹ دینی چاہئے یا مجھے بھی منافقت کرنی چاہئے جس کا جواب تھا کہ نہیں۔ بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری ہاؤس نے مجھے جو ذمہ داری دی ہے مجھے اپنے محکمے کے تمام حقائق ہاؤس میں پیش کرنے ہیں تو میں کچھ باتوں کے اوپر آپ کی توجہ چاہوں گی۔

جناب والا! پنجاب کے پچھلے سال کے بجٹ کے اندر Culture and Youth Affairs Department ہمیں 17 کروڑ روپے میں پڑا ہے۔ اس کے لئے 10 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا لیکن یہ کلچر 17 کروڑ میں پڑا ہے اور اگر میں آپ سب سے یہ پوچھوں کہ ایک سال میں اس کلچر نے ہمارے صوبہ پنجاب میں کیا کارنامے سر انجام دیئے ہیں تو میرے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن پر بات کی جا سکتی ہے، ٹائم کی کمی کے پیش نظر میں صرف ایک کو focus کرنا چاہوں گی۔ لاہور آرٹس کونسل کلچر ڈیپارٹمنٹ کا بہت important ادارہ ہے اس ادارے نے 2 کروڑ 26 لاکھ روپیہ ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کیا ہے۔ اس کے بعد 79 لاکھ روپیہ pay of other staff ہے، اس کے بعد ٹوٹل الاؤنسز 146 لاکھ روپے ہیں اور اگر میں لاہور آرٹس کونسل کے ملازمین کی یہاں پر کارکردگی بیان کروں، میرے knowledge میں بہت سی ایسی بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں جو میں سمجھتی ہوں کہ اس ہاؤس کی امانت ہیں۔ مجھے انھیں اس ہاؤس میں رکھنا چاہئے۔ اس وقت ڈاکٹر کامران افضل چیمہ الحمراء آرٹس کونسل جسے آپ لاہور آرٹس کونسل کہتے ہیں اس کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں۔ ان کے مطابق وہ بہت بااثر شخصیات کے رشتہ دار ہیں اس لئے ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ایک شبیر حسین صاحب ہیں جو اس وقت آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں پی اے کے طور پر کام کر رہے ہیں، یہ آپریٹر تھے۔ ان کو اس وقت الحمراء میں G.D.O جنرل ڈیوٹی آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ شبیر صاحب الحمراء میں all in all ہیں۔ میں ایک اہم

بات بتاتی ہوں کہ لاہور آرٹس کونسل کے کوئی rules and regulations نہیں ہیں، وہاں کیا معاملات ہوتے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی کوئی دیکھنے والا ہے کیونکہ ان کے پاس rules ہی نہیں ہیں۔ ان کے جب rules نہیں ہیں تو پھر آپ ان کو پوچھ نہیں سکتے کہ وہاں پر ریکروٹمنٹ کیسے ہوتی ہے، وہاں پر فنڈز کیسے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ابھی ڈیڑھ مہینہ پہلے Acer کمپنی کے تین کمپیوٹر 2 لاکھ 33 ہزار روپے میں خریدے گئے ہیں۔ اگر 3 کمپیوٹر بغیر scanner اور بغیر printer کے 2 لاکھ 33 ہزار میں خریدے گئے ہیں تو پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ اس کے بعد حبیب خان صاحب اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں اپنی کسی خرابی کی وجہ سے آٹھ سال معطل رہے ہیں اور آج کل وہ سٹیج مینجر الحمراء کمپلیکس ہیں۔ حاجی اسحاق صاحب peon بھرتی ہوئے تھے آج وہ سٹیج مینجر الحمراء کمپلیکس ہیں۔ ایسی ایک لمبی فہرست میرے پاس ہے کہ جس کو میں بیان کرنا شروع کر دوں تو ہاؤس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صرف بجٹ میں پیسے رکھ دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کہ محکمے اپنا کام بہتر طور پر کر رہے ہیں، کوئی احتساب، کوئی check and balance تو محکموں کے اوپر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! وزیراعلیٰ پنجاب ہمیشہ یہ بات کہتے ہیں کہ وہ میرٹ کی بات کرتے ہیں۔ وہ قانون کی بات کرتے ہیں تو یہ محکمہ بھی ان کی توجہ کا طالب ہے۔ اس محکمے کے اوپر بھی آڈٹ ہوتے ہیں اور جو آڈٹ کرنے آتے ہیں تو ان کے منہ بند کرانے کے بھی بہت سارے طریقے ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی اور وہ آڈٹ بھی صرف فائلوں کی نذر ہو جاتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے اور میں یہ پُرزور کہنا چاہتی ہوں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان تمام معاملات کی انکوائری کرے اور الحمراء آرٹس کونسل پتا نہیں لفظ مناسب ہے یا نہیں لیکن یہ الحمراء آرٹس کونسل اس وقت گناہوں کی بستی ہے۔ اس کے کیفے ٹیریا میں دنیا کا کون سا ایسا نشہ ہے جو وہاں نہیں ملتا تو اگر یہ کلچر میرے پنجاب کا ہے تو بڑی معذرت کے ساتھ کہ مجھے اس کلچر کو favour کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ براہ مہربانی ہمارے کلچر کو بچائیں، ہمارے اس محکمے کو بچائیں اور میری وزیراعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر سخت ایکشن لیتے ہوئے انکوائری کا حکم دیں۔ اگر اب بھی اس بات کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا اور اگر اب بھی

اس بات کا نوٹس نہ لیا گیا تو ایک ذمہ دار حکومت کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اگر ان باتوں کو نہ سنا گیا تو پھر اس کلچر کا بھی اللہ حافظ ہے تو پنجاب کا بھی اللہ حافظ ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب طاہر احمد سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر ہماری حکومت نے کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ متوازن بجٹ پیش کیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے مسائل حل کئے جا سکیں۔ میں ایک یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں بیٹھے اگر اس وقت بھی سچی بات نہیں کر پاتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم عوام کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم 75 فیصد ایسا محروم طبقہ پیدا کر رہے ہیں جس کو ہم قسمت پر چھوڑ رہے ہیں جس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ کا خدا ہی حافظ، جس کے پاس رہنے کے لئے کوئی مکان نہیں ہے، کھانے کو روٹی نہیں ہے اور پہننے کو کپڑا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ کیا ہمارے ملک میں انسانی حقوق ہیں، کیا ہم انسان کو انسان سمجھتے ہیں؟ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ دنیا کے اس جدید دور میں ہم نے صرف اور صرف طبقات پیدا کئے۔ ہم نے صرف اور صرف جاگیر دار اور سرمایہ دار پیدا کئے جن کو آج تک کوئی پوچھنے والا پیدا ہوا ہے اور نہ وہ پیدا ہونے دیتے ہیں۔ جہاں تک انسانی حقوق کی بات ہے تو ہماری ایک معزز رکن نے بات کی ہے، میں سمجھتا ہوں جب ہم انسانی حقوق کا ذکر کرتے ہیں تو پھر اس ملک کی بے رحم پولیس یاد آتی ہے پھر جب ہم پولیس کا بجٹ دیکھتے ہیں تو اور تکلیف ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو دھوکا دینے کے لئے اتنی بڑی establishment create کی ہوئی ہے جو کچھ بھی deliver نہیں کر رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہم نے rule of law کے لئے کام کرنا ہے، جہاں ہم نے عدلیہ کی آزادی کے لئے کام کرنا ہے وہاں ہم نے پولیس اور حکومت کے دیگر اداروں کو بھی پابند بنانا ہے کہ اس ملک کے قوانین ان کے لئے بھی ہیں اور ان پر بھی یہ قوانین اسی طرح لاگو ہوتے ہیں جس طرح دوسرے شہریوں پر لاگو ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ میرے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا کہ میں نے پولیس کے خلاف رٹ کرنی ہے تو میں نے کہا کہ آپ پولیس کے خلاف کیوں رٹ کر

رہے ہیں، پولیس کو اپنے خلاف نہیں کرنا چاہئے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں تو یقین کریں کہ میں اس وقت اس کا کیس پڑھ رہا تھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ہم کس ملک میں رہ رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہاں rule of law اس کے لئے نہیں ہے۔ یہاں انسانی حقوق پر کام نہیں ہو رہا، یہاں لوگ bounded labour اور force labour کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہاں جاگیر دار اور سرمایہ دار لوگوں کے حقوق کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے متعلق میرے دوسرے ساتھی کافی لمبی چوڑی بات کرتے رہے ہیں۔ ہمارے قائد محترم وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی یہی vision ہے اور انھوں نے تعلیم کے لئے بہت کام کیا ہے اور حکومت بہت کام کرنا بھی چاہتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جتنی دیر تک تعلیم کے لئے ایک broad based tax نہیں لگائیں گے تو ہم اتنی دیر تک تعلیم میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔ status quo for the sake of status quo آ رہا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم پر اتنی زیادہ رقم خرچ کر رہے ہیں اس کے بھی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ تشریف فرما ہیں کہ ایک broad based comprehensive tax system لگایا جائے جو صرف تعلیم کے لئے ہو۔ ہمیں تعلیم کے لئے restructuring کرنی چاہئے تاکہ ہم اس پٹری پر چڑھ سکیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک بنیادی سہولتوں کا تعلق ہے تو میں بجٹ دیکھ رہا تھا کہ بجٹ میں پچاس کروڑ روپے لائیو سٹاک کی میڈیسن کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہاں تو انسانوں کے لئے دوائیاں نہیں ہیں تو حیوان اگرچہ deserve کرتے ہیں ان کا خیال رکھنا بھی ہمارا فرض ہے لیکن یہ میرے سارے دوست جو یہاں بیٹھے ہیں کیا کبھی کسی کے حلقے میں آپ میں سے کسی نے veterinary کی میڈیسن دیکھی ہے یا کبھی کسی کو دی جاتی ہے؟

معزز اراکین: نہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: میں سمجھتا ہوں کہ یہ 50 کروڑ روپیہ صرف ضائع کرنا ہے۔ اس 50 کروڑ روپے کو غریبوں کے علاج کے لئے وقف کر دیا جائے اور اس طرف منتقل کر دیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج اس وقت بھی ہماری حکومت نے کسانوں کے حقوق کے لئے بہت سے کام کئے ہیں۔ میرے معزز رکن بھائی نے ابھی جو تجویز دی تھی کہ کسانوں کے لئے second hand ٹریکٹرز import کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ کے لئے agro based جتنی بھی مشینری ہے اس کو import کرنے کی اجازت ہونی چاہئے اور اس پر taxes نہیں ہونے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں آخر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک اربن ایریا پھلروان ہے جس میں ہر تیسرا شخص بد قسمتی سے ہیپاٹائیٹس (سی) کا مریض ہے۔ لوگ 15 کلومیٹر کے فاصلے سے پانی لاکر استعمال کرتے ہیں۔ وہاں پر سیوریج نام کی کوئی چیز نہیں ہے، گندگی، غلاظت اور ناقص پانی ہونے کی وجہ سے ہیپاٹائیٹس (سی) پھیل رہا ہے۔ میں وزیر خزانہ جو ماشاء اللہ بہت نفیس شخصیت کے مالک ہیں، سے ہاؤس کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقے کے علاقے پھلروان کے لئے فی الفور comprehensive واٹر سپلائی اور سیوریج سکیم launch کی جائے۔ میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ادھر اسمبلی میں status quo کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، ماشاء اللہ ہماری قیادت انقلابی اقدامات چاہتی ہے۔ میں پولیس کے لئے بات کر رہا ہوں اور مجھے اندازہ ہے کہ most of the statutes جو پولیس کے ساتھ deal کرتے ہیں وہ fuddle in nature ہیں اور ان میں پنجاب حکومت amendment نہیں کر سکتی چونکہ 43۔ارب روپے کی ایک اچھی خاصی رقم بجٹ کا کافی زیادہ حصہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی efficiency بڑھانے کے لئے پولیس آرڈر 2002 جو ایک ڈکٹیٹر نے اپنے راج کو طول دینے کے لئے دیا تھا اس میں کافی amendments کی ضرورت ہے for better efficiency and discipline and for better accountability of the police اور اس میں کافی massive amendments کی ضرورت ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت فوراً وفاقی حکومت سے take up کرے اور اس کے لئے ایک consensus پیدا کرکے amendments کی جائیں تاکہ پولیس کو accountable کیا جائے اور وہ in the interest of justice کام کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئر مین! آج اس معزز ایوان میں قائد پنجاب/ خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہتر اور غریب دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب چیئر مین: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس بجٹ میں ہمیں صرف تنقید کرنے کی بجائے اس کی اچھائیوں کی طرف جانا ہوگا۔ آج جس طرح قائد پنجاب نے کسانوں سے گندم خریدنے کے لئے کرپٹ مافیا کے کردار کو ختم کیا، جس طرح میرے قائد نے 62 سالہ تاریخ میں 60 لاکھ ٹن کا ہدف مکمل کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اس کے لئے میں اپنے قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خوراک کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کے لئے یہی کام نہیں ہوا بلکہ آج دس ہزار ٹریکٹر پر دو لاکھ کی subsidy دینا بھی ایک بہت بڑا کام ہے اور یہ بھی بہت کم لوگوں سے ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام پر 13۔ارب روپے کی رقم مختص کرنا جس سے 13 لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے یہ کوئی چھوٹا سا پروگرام نہیں ہے۔ آج ایک غریب کے گھر میں چولہا جلانے کے لئے ایک مزدور جو سو یا ڈیڑھ سو روپیہ کماتا ہے اس کو ماہانہ ایک ہزار روپیہ ملے تو وہ ان کو کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے یہ وہ مزدور اور اس کے گھر میں رہنے والے لوگ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج محنت کشوں کے لئے سستی روٹی کا پروگرام پیش کیا گیا۔ ذرا سوچیے! وہ مزدور جو روزانہ ڈیڑھ یا دو سو روپے لے کر آتا ہے اسے دو روپے کی روٹی ملتی ہے۔ پہلے کہاں پچاس روپے کی دس روٹیاں اور اب کہاں بیس روپے کی دس روٹیاں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس خاندان کے لئے بہت زبردست پروگرام ہے۔ آج پنجاب کے غریبوں کی حالت بدلنے کے لئے اس سے اچھے پروگرام نہیں مل سکتے۔

جناب چیئر مین! جس طرح قائد پنجاب نے 70 کروڑ کی مفت ادویات اور ڈائیلاسز سنٹر کا اہتمام کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑا قدم ہے جو کہ غریب لوگوں کے لئے ہے۔ اس کا

فائدہ ان لوگوں سے پوچھیے جو بیمار ہیں اور ڈائیلاسز کروا رہے ہیں، پہلے وہ ان اخراجات کو کس طرح برداشت کرتے تھے اور آج یہ کتنا انقلابی قدم ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ 70 کروڑ روپے کی مفت ادویات کے ساتھ 2- ارب روپے کی لاگت سے جنرل وارڈوں کو ایئر کنڈیشنڈ کرنا اور ہسپتالوں میں جنریٹر نصب کرنا بھی بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ ان باتوں کو کس طرح ہم نظر انداز کر سکتے ہیں کیونکہ یہ باتیں غریب لوگوں کے لئے ہیں، یہ اس ملک کی تقدیر بدلنے کے لئے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ آج سیلف فنانس کو ختم کرنا اور میرٹ پر طلباء کو داخلہ دینا بھی پنجاب کا ایک بہت بڑا تعریفی اقدام ہے۔ ان اقدامات سے بہت سارے طلباء کو آج داخلے مل رہے ہیں جو کسی ٹانگے والے یا ریڑھی والے کا بیٹا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان طلباء کے honour میں جس طرح میرے قائد نے guard of honour پیش کیا یہ کوئی جنرل مشرف ریٹائرڈ یا بے ضمیر جرنیل کو نہیں بلکہ یہ ان طلباء کو پیش کیا گیا جسے آنے والی نسل یاد کرے گی، جو اس ملک کی ترقی کے معمار ہوں گے اور جو اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے اقدامات کو بھولنا نہیں چاہئے۔ یاد کرو کتنے اچھے اقدامات تھے اور تم بھی یاد کرو کہ تمہارے غلط اقدامات نے لوگوں کو بے راہ روی کا شکار کیا۔ آج میں طلباء کی بات کرتے ہوئے اس بات پر بالکل اکتفا نہیں کروں گا کہ جن طلباء نے اچھے اچھے وظائف لئے اور جنہوں نے بہتر تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر ممالک میں جا کر تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرنی تھی، آج میرے قائد نے ان کو سرکاری اخراجات پر برطانیہ اور جرمنی سمیت دوسری عالمی درسگاہوں میں تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے بھیجا ہے جو بہت زبردست قدم ہے۔ اسی طرح 4- ارب 90 کروڑ کی خطیر رقم سے 24 تحصیلوں میں 44 دانش سکول جن سے بنیادی انقلاب آئیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی دنیا میں یہ کوئی چھوٹا سا انقلاب نہیں ہے۔ ہم اس دور کی بات نہیں کرتے جب ان پڑھ وزیر اعلیٰ پڑھے لکھے کام کرنے کی کوشش کرتا تھا اور جس کے نتائج کوئی نہیں ہوتے تھے لیکن آج ہم انشاء اللہ تعالیٰ عوام کو result دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی ہم نے اپنے لوگوں میں تقسیم کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ ہم میرٹ پر دیں گے جو کہ بہت بڑا انقلاب ہے۔ کسی بھی ایم پی اے کے پاس اس کا کوٹا نہیں ہے، سفارش کے کوئی ایسے انتظامات نہیں ہیں کیونکہ ایم پی ایز اور عوام یہ سمجھتے

ہیں کہ آج غریب کا بچہ بھی ایک ایجوکیٹڈ بھرتی ہو گا جو بہت بڑا قدم ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ارب 70 کروڑ کی رقم سے ہم text books free of cost مہیا کرنے کے لئے طلباء کو دے رہے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ آج کے اس بجٹ میں ایک ارب کے فنڈز جاری کرنا صرف اساتذہ کی حوصلہ افزائی ہے جو اس ملک کے طلباء کو آہستہ آہستہ ایک بہتر انسان بنانا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی بھی حوصلہ افزائی آج کے بجٹ میں بہت ضروری تھی۔اس کے علاوہ 4۔ارب 90 کروڑ روپے کی مالیت کا کمپیوٹر لیب کا منصوبہ پنجاب کی تاریخ میں بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ کون لوگ ایسی تنقید کرتے ہیں جو خود ایسے کام نہیں کر سکتے اور ہمارے بہترین کاموں پر وہ تنقید کرتے ہیں۔پیچھے جا کر دیکھیں کہ انہوں نے کیا کیا اور میرے قائد پنجاب نے صوبہ پنجاب کے لئے کیا کیا ہے؟ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر تعمیر شدہ مکان دینے کے لئے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کو ایک ارب کی subsidy دینا کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے۔حکومت نے بے گھر خاندانوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں بارہ ہزار پچھتر ایکڑ اراضی کی تقسیم کا پروگرام 555 بے گھر خاندانوں کو پانچ مرلہ تقسیم کا پروگرام یہ کوئی چھوٹا سا پروگرام نہیں ہے۔تنقید کرنے والے آئینے میں دیکھیں کہ ان کی حکومتوں نے کیا کیا اور میرے قائد میاں محمد شہباز شریف پنجاب کے لوگوں کے لئے، پنجاب کے طالب علموں کے لئے، پنجاب کے مزدوروں کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں۔175۔ارب روپے مالیت کا ترقیاتی پروگرام پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ لوگ جو کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں یہ اس وقت کہاں تھے جب سب کچھ ان کا کالا تھا، جب ان کے دل بھی کالے تھے، جب ان کے ذہن بھی کالے تھے اور اس وقت یہ کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کرتے تھے، جب ان کے پاس ایک بے ضمیر جرنیل تھا جو ہولی سولی کا مالک تھا اور اس سے کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کی۔آج ان کو شرم نہیں آتی کہ یہ کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جوش خطابت میں یہ جو کہا ہے کہ ان کا دل بھی کالا تھا، ان کا منہ بھی کالا تھا۔ اس بات سے ان کی کس سے مراد ہے؟

جناب چیئر مین: انہوں نے کسی کا نام تو نہیں لیا۔ میرے خیال میں یہ issue وفاقی حکومت کا تھا صوبائی حکومت کا نہیں تھا جس سے آپ کے لئے کوئی ایسا مسئلہ بنے۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئر مین! میری گزارش سنیں۔ میں نے کل کالا باغ ڈیم کی بات کی تھی۔ انہوں نے تو کالا باغ دیکھا ہی نہیں ہے اور ان کو کیا پتا کہ کالا باغ ڈیم کیا ہے؟ کالا باغ ڈیم کی بات کرنے والے یہ لوگ، ان کو کیا پتا کہ کالا باغ ڈیم کیا ہے اور آج یہ جو بات کر رہے ہیں انہوں نے specifically یہ یہ بات کی ہے اس کو حذف کیا جائے اور He should apologize

جناب چیئر مین: میرے خیال میں انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ کالا باغ ڈیم کی سب لوگ قدر و قیمت جانتے ہیں۔

(اذان مغرب)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب ایک منٹ۔ جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ڈھلوں صاحب نے personal attack کیا ہے اور میں ان سے صرف explanation چاہوں گا کہ انہوں نے کس کے متعلق یہ کہا ہے کیونکہ کالا باغ ڈیم کا issue میں نے اٹھایا تھا یا کل لیڈر آف اپوزیشن نے اپنی پریس کانفرنس میں اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے دل بھی کالے ہیں، ان کے منہ بھی کالے ہیں اور پتا نہیں انہوں نے ہمیں کیا کیا کہہ دیا ہے۔ ان کو کالا باغ کا کیا پتا ہے. He cannot talk about Kala Bagh Dam ان کو پتا ہونا چاہئے کہ کالا باغ کے ساتھ میرا کیا رشتہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کے متعلق بھی personal comment اس ہاؤس میں نہیں ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں نے جنرل پرویز مشرف کی بات کی تھی، ان کی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں۔ ایک تو میں آج پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا۔ چونکہ ان کا خیال تھا کہ personal attack ہوا ہے اور وہاں سے clarification آ گئی ہے کہ وہ personal attack نہیں ہے تو یہ بات ختم ہو گئی ہے۔ میں آپ سب ممبران سے درخواست کروں گا کہ ہم کوشش یہ کریں گے کہ personal attack نہیں ہونا چاہئے۔ جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں کالا باغ کی بات نہیں کر رہا تھا میں ڈیم کی بات کر رہا تھا۔ اذان کے وقفہ سے پہلے میں اپنی بات کر رہا تھا۔ میں آج ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں اپنے قائد پنجاب، خادم پنجاب کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دس کروڑ سیکرٹ فنڈ جس کا کوئی حساب نہیں ہوتا تھا اس کو ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے قائد کا یہ بہت اعلیٰ قدم ہے یہ وہ فنڈ تھا جس کو سابق وزیراعلیٰ جس کی average تقریباً 90 لاکھ بنتی ہے جو سابق وزیراعلیٰ اپنی عیش عشرت پر خرچ کرتے تھے۔ آج میرے قائد نے اس فنڈ کو بھی اس پنجاب کی غریب عوام کی نذر کر دیا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو 10۔ کروڑ کا سالانہ فنڈ تھا آج اس کے لئے ہماری قوم لمحہ فکریہ ہے جس کو پانچ سال تک استعمال کیا گیا لیکن اس کا کوئی حساب نہیں، اس کا کوئی آڈٹ نہیں۔ میں اس شاہانہ دور کی بات کرتا ہوں جس میں ایک سابق جرنیل نے اسلام آباد میں ایک بہت بڑے جلسے کا اہتمام کرتے ہوئے اس میں ایئر کنڈیشن خیمے اور تنبو لگائے۔ میں اس جلسے کی بات کر رہا ہوں جس جلسے میں کراچی میں خون کی ہولی

کھیلی گئی، جس جلسے میں اس سابق جرنیل، ریٹائرڈ جرنیل نے 35 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ میں پنجاب کی عوام کی طرف سے بات کرتا ہوں کہ آج پنجاب کی غریب عوام اس 35 کروڑ روپے کا حساب چاہتی ہے۔ میں شیخوپورہ کے اس جلسہ کی بھی بات کروں گا۔ جو شیخوپورہ میں ہوا تھا جہاں سابقہ جرنیل نے جا کر 7۔کروڑ روپے خرچ کئے جبکہ اس کے بدلے میں وہاں سے اسے کوئی بھی سیٹ نہیں ملی لیکن اس 7 کروڑ روپے کا بھی پنجاب کی عوام حساب مانگتی ہے، یہ وہ اخراجات ہیں جہاں پر میرے قائدین جائیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ تم ون ڈش بھی نہ رکھو، ہم کچھ نہیں کھائیں گے ہم عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں۔ عوام تک اپنی بات پہنچائیں گے۔ میں ان چیزوں پر ایک دفعہ پھر نظر دوڑاتے ہوئے صرف ایک نظر سابق دور کی طرف لے جانا چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام کے حافظے کمزور ہیں اور میں اس معزز ایوان میں ان کرپٹ لوگوں کو بھی بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ آج میں سرگودھا کا شہری ہونے کے ناتے سرگودھا کے سٹی پیکج پر نظر دوڑانا چاہتا ہوں اور پھر اس کے بعد لاہور رنگ روڈ پر، ٹھوکر نیاز بیگ برج پر، لاہور قصور روڈ پر، چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ پر، تلہ گنگ میانوالی روڈ پر بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں اور باقی تقریر آپ تحریری طور پر دے دیں کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ شکریہ۔ اب محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ!

محترمہ نرگس پروین اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

اس سال ہستی میں شبنم سے کہا میں نے
قطرہ تیری اوقات ہے، پھر ناز ہے کیا

جناب سپیکر! 21۔ جون کا دن پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ کل 21۔ جون کو جب پاکستان کے گوشے گوشے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن اپنی قائد کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے خون جمع کر رہے تھے تو لندن کے لارڈز کرکٹ گراؤنڈ میں پاکستان کی قومی کرکٹ ٹیم پاکستان کی سر بلندی کے لئے، پاکستان کے پرچم کو اونچا رکھنے کے لئے اپنا پسینہ بہا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستانی کرکٹ ٹیم کو کامیاب کیا اور پاکستان کا پرچم سر بلند ہوا۔ یہ ایک gesture تھا ان اقوام کے لئے جو دنیا کی مہذب اقوام کہلاتی ہیں، جو یہ سوچتی ہیں کہ پاکستان صرف دہشت گردوں کی سرزمین ہے۔ میں کہتی ہوں کہ

وہ آئیں اور آکر دیکھ لیں کہ ہم کھیلنا بھی جانتے ہیں اور جھیلنا بھی جانتے ہیں اور ہماری قوم اور ٹیم نے جیت کر پاکستان کو سربلندی کا ایک جھونکا دیا۔ پاکستانی ٹیم کی کامیابی وحشت کی ماری ہوئی قوم کے لئے نرم ہوا کا جھونکا ہے جس نے قوم کو سرشاری سے سرشار کر دیا۔ قومی ٹیم آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر! 21۔ جون کا دن میرے لئے ایک اور لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس دن لندن کے ہی ایک ہال میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور ذوالفقار علی بھٹو کی تیسری نسل جناب بلاول بھٹو زرداری نے اپنے خطاب میں عوام سے اپنے رشتے کا آغاز کیا۔ جناب بلاول بھٹو زرداری نے اس خون چکاں راستے پر قدم رکھے ہیں۔ انہوں نے اس وعدے کا ایفا کیا ہے جو ان کے نانا ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی والدہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس قوم سے کیا اور اس وعدے کو نبھایا۔ آج بلاول بھٹو زرداری اس مشکل اور پر خطر راستے پر چل پڑا ہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے اپنی والدہ کی طرح اپنی نوعمری کو اس قوم اور ملک کے مسائل کی نذر کر دیا ہے۔ اللہ بلاول بھٹو زرداری کا حامی و ناصر ہو کیونکہ ان کا ارادہ تو یہی ہے کہ:

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! کسی بھی جمہوری سرزمین کی خوبصورتی یہ ہوتی ہے کہ اس سرزمین کا ایک ایک چپہ، ایک ایک انچ عوامی نمائندگی اور جمہوری روایات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جمہوری سرزمینوں کے ایک ایک انچ سے اراکین آتے ہیں اور ان ایوانوں میں اپنے ملک کا اور اپنے وطن کے ایک ایک چپے کے مسائل کی یہاں پر نمائندگی کرتے ہیں اور اس کے مسائل کا ادراک کرتے ہیں اور ان مسائل کو حکومت وقت کے سامنے رکھتے ہیں لیکن کل جب میں اس ایوان کی کارروائی پڑھ رہی تھی تو میں نے یہ محسوس کیا کہ عوامی اراکین کی آراء کو اور تجاویز کو وہ پذیرائی نہیں بخشی جاتی جو ان کا حق ہے کیونکہ میں نے دیکھا ان کتابوں میں اراکین نے بیش بہا تجاویز دیں مثلاً چنیوٹ کے ایک رکن نے تجویز دی کہ وہاں ایک دریا ہے جو دو پلوں کے اندر سے گزرتا ہے اور وہاں اونچی اونچی پہاڑیاں ہیں اور ان پہاڑیوں اور پلوں کے درمیان

اگر کوئی چھوٹا ڈیم تعمیر کر دیا جائے تو وہاں بجلی اور پانی کی بھی بچت ہوتی ہے جو کہ اس وقت ملک کی اشد ضرورت ہے۔

اسی طرح ان کتابوں میں پاکستان کی بارانی زمینوں کے لئے تجاویز دی گئی ہیں کہ چائنا سے ٹیکنالوجی حاصل کر کے بارانی زمینوں کو کارآمد بنا کر پاکستان میں خوراک کی قلت کو نہ صرف دور کیا جائے بلکہ ایکسپورٹ بھی کیا جائے۔ انہی کتابوں میں عورتوں کے لئے الگ ٹرانسپورٹ کی تجویز دی گئی ہے۔ انہی کتابوں میں اور بیش بہا تجاویز ہیں اور اگر ان تجاویز پر عمل ہوتا تو پنجاب جنت نظیر ہوتا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تجاویز پر عمل نہیں ہوا اور ایسے لگتا ہے کہ نشستن، گفتن اور برخاستن۔

اگر آپ نے معزز ایوان کے اراکین جو جمہوریت کے نمائندے ہیں کو یہی role دینا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس role پر ہمیں نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

جناب والا! میں مبارکباد دیتی ہوں جناب تنویر اشرف کائرہ اور میاں محمد شہباز شریف کو کہ ان مشکل حالات میں انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ حکومتی بنچوں سے ہونے والی بحث پر تو میرا دل یہی کرتا ہے کہ:

ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز
کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر

ان مشکل حالات میں coalition government نے جو بجٹ دیا ہے وہ انتہائی متوازن ہے اور یہاں یہ بھی کہا گیا کہ عورتوں کے لئے کچھ خیال نہیں کیا گیا تو میرا خیال ہے کہ کسی نے بجٹ کو غور سے پڑھا ہی نہیں۔ یہاں زچہ و بچہ کے مراکز بنائے جا رہے ہیں اور جو آپریشن کی سہولتیں دی جا رہی ہیں وہ ساری سہولتیں خواتین کے لئے نہیں تو اور کس کے لئے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پچھلے بجٹ میں عدلیہ کے لئے اس حکومت کی طرف سے ایک اچھا gesture دیا گیا اور عدلیہ کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی اور عدلیہ کے چھوٹے عہدیداروں کی تنخواہوں میں تین گنا الاؤنس شامل کیا گیا جو کہ ایک اچھا gesture اور ایک اچھی ابتدا تھی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس قدر خطیر رقم کو خرچ کرنے کے بعد کیا عدلیہ کے نظام میں کوئی تبدیلی آئی؟ ایسی عدلیہ کہ جس کے بغیر قومیں زندہ

نہیں رہ سکتیں، ایسا حصول انصاف جو قوموں کی شہ رگ ہوتا ہے، جو قوموں کی نبض ہوتا ہے اور جو قوموں کے دلوں کی دھڑکن ہوتا ہے کیا عدلیہ میں اس خطیر رقم کے استعمال کے بعد کوئی تبدیلی آئی اور کیا پاکستان کا ایک عام آدمی آج کی عدلیہ سے انصاف آسانی سے حاصل کر سکتا ہے؟ اس معاملے میں کوئی regulatory authority کوئی observation اور کوئی چیز ہونی چاہئے تھی جو اس کو monitor کرتی۔

جناب سپیکر! میں نے دیکھا کہ جو ٹریکٹر سکیم میں سبسڈی دی گئی ہے اور اس کے علاوہ دو روپے کی روٹی کا بڑا ذکر ہوا جب اس قسم کی سبسڈیز دی جاتی ہیں تو اس میں مڈل مین بہت زیادہ پیسے بنا لیتا ہے۔ آج کل شکایت یہ ہے کہ ٹریکٹر پر جو دو لاکھ سبسڈی دی گئی ہے تو وہ ٹریکٹر زیادہ تر با اثر زمینداروں کے گھروں پر ہیں اور دو روپے کی روٹی میں بھی یہی problem ہے کہ ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ کی آبادی میں اہل ثروت حضرات بھی دو روپے کی روٹی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض جگہوں پر دو روپے کی روٹی کا حصول مشکل ہے اور بعض جگہوں پر دو روپے کی روٹی کا معیار ٹھیک نہیں ہے۔ ایسی subsidy جو صحیح manage نہ ہو سکتی ہو وہاں subsidy دینے کی بجائے کسی اور طریقے سے نظام کو بہتر بنا کر عام آدمی کو فائدہ پہنچانا چاہئے۔ یہاں پر چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی بات کی گئی، یہاں پر محترمہ فائزہ اصغر تشریف رکھتی تھیں، چائلڈ پروٹیکشن کا پروگرام ایک اچھا پروگرام ہے لیکن ایسے تمام ادارے جہاں پر ایسے بچے پرورش پا رہے ہیں جو یتیم اور بے سہارا ہیں ان میں اکثر شکایات ملی ہیں کہ ایسے بچوں کے تحفظ کی وہاں پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Kindly wind up کر دیجئے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: وہ چیزیں جو کہ معاشرے میں قابل قدر نہیں سمجھی جاتیں ایسے بچوں کو ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جب آپ خطیر رقم اس میں مختص کریں تو اس میں monitoring اور رقوم کے صحیح استعمال کا ایسا شعبہ رکھیں جہاں سے observations آ سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب شاہ جہاں احمد بھٹی! ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! optimist اس کو کہتے ہیں کہ پانی کا گلاس آدھا بھرا ہوا ہو تو وہ اس کو آدھا بھرا ہوا کہتا ہے اور pessimist اس کو کہتے ہیں جو اس کو آدھا خالی کہتا ہے۔ میں خود کو optimist سمجھتا ہوں اس لئے کہ آج پاکستان کی جو security environment ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا گیا اس کو میں optimism کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اچھا بجٹ کہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے وزیر اعلیٰ، ان کی ٹیم کو خصوصی طور پر وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ نہ صرف ٹیکس فری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ realism اور حقیقت پسندی پر مبنی بھی ہے۔ جس طریقہ سے اس بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر پر رقم مختص کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے security کے حالات ہیں وہ ابھی بھی کم ہیں۔ ہماری law enforcement agencies کو traditional policing سے ہٹ کر اب دہشت گردی کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اور اس حوالے سے ان کی نئی ٹریننگ ہو رہی ہے اس کے لئے جتنی بھی رقم مختص کی جائے وہ کم ہو گی۔ جب میں یہاں پر پاکستان کے پرچم کو دیکھتا ہوں تو مجھے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی لیاقت باغ کی آخری تقریر یاد آتی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ وہ لوگ نہیں چاہتے سوات میں پاکستان کا پرچم رہے۔ خدا کے فضل سے اور اس حکومت کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے آج سوات میں یہ پرچم دوبارہ لہرا رہا ہے۔ اس پر میں پاکستان کی مسلح افواج کو اور پنجاب کی law enforcement agencies کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس دہشت گردی کی جنگ میں ننکانہ صاحب کے ضلع کا بھی حصہ ہے۔ چند دن پہلے ہمارے ایک قصبہ سید والا کے پاس ایک لاش آئی جو سپاہی محمد نواز کی تھی جو 5FF regiment کے تھے جنہوں نے سوات میں شہادت حاصل کی۔ اسی طرح میں ان کو، ان کے خاندان کو اور جو بھی اس آپریشن میں شہید ہوئے ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم پر بھی focus کیا گیا ہے۔ Punjab Education Endowment Fund کے ذریعے جو مستحق اور قابل بچے ہیں ان کے تمام تر اخراجات fulfill کئے

جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا اقدام ہے جس سے ہمارے صوبے کی human resource development میں بہت امداد ملے گی۔اس کے ساتھ ساتھ knowledge city کا قیام ایک احسن اقدام ہے کیونکہ آج کی معیشت کے لئے information technology کا عمل دخل بہت لازمی ہے۔اس سے ہمارے صوبے کے عوام IT کے اچھے اثرات سے فائدہ مند ہوں گے۔ میں صرف یہ سمجھتا ہوں کہ جو چھوٹے سکول کے بچے ہیں خاص طور پر دیہی علاقوں میں ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت مسئلہ ہے۔ میری حکومت پنجاب کو یہ تجویز ہوگی کہ ان بچوں کے لئے district کی سطح پر ٹرانسپورٹ سسٹم کا قیام کریں تاکہ انہیں سکولوں تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں،آپ سب نے دیکھا ہوگا کہ بچے کس طریقے سے بسوں پر بیٹھ کر سکولوں تک پہنچتے ہیں۔

جناب والا!صحت کے میدان میں بہت اچھے اقدام ہو رہے ہیں لیکن صحت میں prevention کا بہت اہم role ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں پانی کے نکاس کا نظام بہت خراب ہے جس کی وجہ سے کافی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ اکثر لوگوں کی صحت کو خراب کرتی ہیں۔اس کے لئے میری تجویز ہوگی کہ پانی کے نکاس کے لئے comprehensive policy بنائی جائے تاکہ ہر گاؤں،ہر قصبے میں پانی کے نکاس کو دیکھا جائے۔ prevention 50 percent صحت کی ضامن ہے۔ حکومت پنجاب نے social sector میں جو اقدامات کئے ہیں اس سے ہمارے صوبے کی غربت میں کمی آئے گی۔اس میں یہ سستی روٹی کا پروگرام ہے اور فوڈ سٹیمپ سکیم کا پروگرام ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا اقدام ہے کہ ان پروگراموں کو جاری رکھا جارہا ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ ان کو continuously improve کیا جائے۔ میں نے جو Punjab Education Endowment Fund کا ذکر کیا ہے اس میں ایک چیز کہنا بھول گیا ہوں کہ اس کا اجراء ہو چکا ہے اور 20۔ جون کو جو تقریب ہوئی اس میں پہلی مرتبہ ایک ایسا طالبعلم جو کہ آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا اس کا نام عبدالقیوم ہے اس کو بھی اس Punjab Education Endowment Fund کے ذریعے اس کو سکالرشپ دیا جائے گا۔ وہ بچہ ایسا ہے جو لٹریچر کا پروفیسر بننا چاہتا ہے۔ میں اس پر پنجاب کے وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کو پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! ننکانہ صاحب کے حوالہ سے جو ڈویلپمنٹ کے پروگرام میں ایک comprehensive proposal تیار کی گئی ہے، وزیر اعلیٰ کی ہدایات پر پنجاب کی tourism کی ڈویلپمنٹ کی کمیٹی بنی تھی اور اس میں صرف specifically tourism کے بارے میں ہدایت تھی کہ اس کو promote کریں اور وہ ننکانہ صاحب کے reference سے تھا۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ اس proposal کو accept کیا جائے اور اس میں نہ صرف ننکانہ صاحب کی ڈویلپمنٹ ہے بلکہ اس سے ملحقہ علاقے مثلاً شاہ کوٹ وہ بھی ایسی جگہ ہے جہاں پر کافی visitors آتے ہیں۔ پنجاب کے دوسرے مقامات جہاں پر villages tourism آ سکتے ہیں اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے یہ بہت اچھی proposal ہے جو پنجاب کی Development Corporation Tourism کے پاس پڑی ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ کی کمیٹی میں اب جائے گی۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کو in totality complete کیا جائے۔ اس کے علاوہ ننکانہ صاحب کے پاس جو میڈیا ہے ان کے پاس کوئی پریس کلب کی جگہ نہیں ہے ان کے لئے special grant دی جائے۔ ننکانہ صاحب تحصیل میں تقریباً 30,32 ہزار ایکڑ رقبہ پنجاب حکومت کا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ پتا کرایا جائے کہ وہ رقبہ کن لوگوں کے پاس ہے۔ کچھ چھوٹے چھوٹے projects ہیں جیسا کہ ننکانہ صاحب ایک نیا ضلع بنا ہے اس کے پاس کوئی جیل نہیں ہے، کوئی پولیس لائن کی جگہ نہیں ہے اس لئے میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ پنجاب حکومت کے رقبہ کو identify کر کے ان projects کو رکھے۔ یہ چھوٹے چھوٹے projects ہیں جو ننکانہ کی ترقی کے لئے ننکانہ والے انتظار کر رہے ہیں۔ ہر سال ہزاروں سکھ ننکانہ صاحب آتے تھے لیکن ہماری سکیورٹی کی صورتحال کی وجہ سے ان کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حکومت کی پالیسی کو کامیاب کرے اور ہم اس سکیورٹی کے مسائل پر قابو پا سکیں۔ جو ٹریفک ہے اور جو religious tourists آتے ہیں وہ آتے رہیں گے۔

جناب والا! میں آخر میں ایک چیز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو پاکستان کی افواج نے سوات میں کامیاب آپریشن کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اب ہندوستان کی حکومت بھی اپنے بنگال کے صوبہ میں اسی طرز کا ایک آپریشن کرنا چاہتی ہے تو اس میں ہم سب کو فخر ہونا چاہئے کہ کم از کم پاکستان اور پنجاب کی حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ جس سے ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں، ہم پیچھے نہیں ہٹ رہے،

چند سال پہلے تک پاکستان کو ایسے ایسے الفاظ کہے جاتے تھے کہ پاکستان failed state ہے لیکن آج خدا کے فضل سے آپ نے دیکھا ہے کہ optimism کی یہ حالت ہے کہ جب کل رات پاکستان کی ٹیم کامیاب ہوئی تو لاہور کی سڑکوں پر لوگ اس طرح امڈ پڑے اور دہشت گردی کی environment کو بھُلا کر انہوں نے جس طرح سے جشن منایا وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ہماری قوم بھی optimist ہے اور انشاءاللہ یہ حکومت کامیابی کی طرف گامزن رہے گی۔اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ملک محمد ظہور انور صاحب!

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا بہت مشکور ہوں اور اپنے علاقے کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پی ایچ ٹی پی میں پچاس کروڑ روپے گبیر ڈیم کے لئے مختص کئے ہیں، یہ ہمارے علاقے کا تقریباً پچاس سالہ پرانا منصوبہ ہے، اس کے لئے ہر جلسے میں اور ہر جگہ پر ایک ڈیمانڈ کی جاتی تھی اور انھوں نے اس کو پورا کیا، میں اس کے لئے اپنے عوام کی طرف سے ان کا مشکور ہوں۔

جناب والا! بجٹ میں جو priorities دی گئی ہیں وہ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر ہیں جو بہت مناسب ہیں اور کسی ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔میں یہ عرض کروں کہ ہمارا علاقہ تلہ گنگ جو ہے وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔تلہ گنگ ایک سب ڈویژن ہے اور اس میں پچیس سال پہلے صرف ایک گورنمنٹ کالج فار بوائز بنا اور اس کے بعد ایک گورنمنٹ کالج فار گرلز بنا۔وہاں پر کوئی پانچ سال پہلے ایک ڈگری کالج فار بوائز کا PC-I بنا لیکن وہ اے ڈی پی کا حصہ نہ بن سکا۔میری کائرہ صاحب اور اس حکومت سے گزارش ہو گی کہ وہاں اس PC-I کو جس کے لئے request already ایجوکیشن اور پی اینڈ ڈی کو بھیجی گئی ہے اس کو اے ڈی پی کا حصہ بنائیں اور وہاں پر وہ کالج بنائیں۔اسی طرح میری یہ گزارش ہو گی کہ وہاں پر ایک اور لڑکیوں کا ڈگری کالج تلہ گنگ کے علاقہ میں ہونا بہت ضروری ہے۔تلہ گنگ proper میں تو ہے لیکن تلہ گنگ کا رقبہ کافی بڑا ہے، تقریباً سوا سو کلو میٹر اس کا طول اور عرض ہے۔اس میں صرف ایک ڈگری کالج تلہ گنگ میں ہونا ناکافی ہے، ایک اور ڈگری کالج وہاں کے لئے اے ڈی پی میں شامل کیا جائے۔

جناب والا! ایک اور جو میری گزارش ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر ایک سول ہسپتال پہلے تھا، تلہ گنگ کی پرانی جگہ پر60 بستروں کا ہسپتال تھا، ایک نیا ہسپتال ابھی اسی سال بنا ہے، جو اسی سال function کرنا شروع ہوا ہے وہ fifty bedded hospital ہے، sixty bedded پہلے تھا، وہ تلہ گنگ میں تقریباً چار کلو میٹر پر ہے، ایک fifty bedded hospital تلہ گنگ proper میں بنا ہے، میں نے سنا ہے کہ ہیلتھ والوں نے یہ تجویز دی ہے کہ دونوں میں سے ایک کو بند کر دیا جائے۔ یہ بڑی ناانصافی ہو گی کیونکہ دوسرا جو fifty bedded hospital ہے اس کو hundred bedded tehsil hospital بنانے کے لئے بہت زیادہ جگہ کی بھی ضرورت ہو گی اور خرچہ بھی ہو گا۔ اگر یہ دونوں ہسپتال بیک وقت چلتے رہیں تو لوگوں کو سہولت بھی ہو گی اور سرکار کو تکلیف بھی نہیں ہو گی اور خرچ بھی نہیں ہو گا۔ میری حکومت، کائرہ صاحب اور ہیلتھ والوں سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ دونوں facilities قائم رہیں۔

جناب والا! سکول اور کالجوں کے لئے زمین کا جو تعین ہے کہ کسی سکول کے لئے چار کنال، کسی کے لئے آٹھ کنال اور کسی کے لئے تیس کنال، کالج کے لئے تقریباً تیس کنال زمین حکومت نے ایک yard stick رکھی ہوئی ہے۔ یہ yard stick میرا خیال ہے کہ چالیس پچاس سال پہلے کی بنی ہوئی ہے، اب موجودہ دور میں یہ اراضی اس طرح مہیا نہیں ہے حتیٰ کہ گاؤں میں بھی یہ بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ پھر لوگ مفت زمین اتنی نہیں دے سکتے۔ یہی ہوتا ہے کہ تعلیم والے کہتے ہیں کہ آپ تیس کنال زمین دیں تو کالج بنائیں گے اور وہ تیس کنال کہیں مہیا نہیں ہوتی، جو لوگ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم میں سے زیادہ لوگ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ان کو پتا ہے کہ تیس، پنتیس کنال زمین کسی بھی زمیندار کے لئے دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ یہی کوشش کرتے ہیں کہ شاملات دیہہ میں سے زمین دیں تو شاملات میں کہیں زمین ہوتی ہے اور کہیں نہیں ہوتی تو میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ realistic ہو جائیں، وہ تیس چالیس سال پہلے والی yard stick ہے اس پر insist نہ کریں بلکہ اس میں flexibility پیدا کریں اور یہ ساری چیزوں میں ہے مثلاً شہر کے لئے تو flexibility ہے لیکن گاؤں کے لئے flexibility نہیں ہے اور گاؤں میں تعلیمی ضروریات زیادہ ہیں، سکولوں اور کالجوں کی زیادہ ضرورت ہے تو اس yard stick کو review کیا جائے بلکہ اس کو flexible کیا جائے، جیسے

شہروں میں آپ multi storeyed schools بنا رہے ہیں تو گاؤں میں کیوں نہیں بن سکتے؟ گاؤں میں بھی تو زمین قیمتی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اس کا خیال کریں۔

جناب والا! اسی طرح حکومت کی ایک بہت اچھی جو تجویز ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دانش سکول بنائے جائیں گے، میری یہ گزارش ہو گی کہ ابھی تک جو ڈی سی اوز نے اطلاعات دی ہیں یا جو تعلیم والوں نے دی ہیں کہ ہیڈ کوارٹرز پر یہ facilities دی جا رہی ہیں تو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر یا تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر کیوں نہیں بنائے جا رہے؟ جو دور دراز علاقے ہیں وہاں پر یہ facilities ہونی چاہئیں۔ پہلے ہی یہ ساری facilities جو ہیں یہ ہسپتال، کالج، سکول ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز پر ہوتی ہیں۔ اب پھر وہی concentration انہی مراکز میں کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اگر یہ بندش لگائیں گے تو لوگوں کو ہر قسم کی تکلیف ہو گی، پھر ہر ایک چیز centralize ہونی شروع ہو جائے گی، بجائے اس کے کہ آپ decentralize کریں، آپ centralize کر رہے ہیں جس میں problems ہو رہے ہیں، رہائش کا problem ہو گا، ٹرانسپورٹ کا problem ہو گا اور خرچے کا problem ہو گا تو میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت یہ بندش نہ لگائے اور ان کی location جو کرے وہ رورل ایریاز میں کرے، away from the centres of population کیونکہ یہ presidential schools ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس، اب آپ wind up کر دیں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میری ایک گزارش یہ ہے کہ اے ڈی پی جب تیار ہوتی ہے تو اے ڈی پی میں اس ہاؤس کو بالکل ہی نہیں شامل کیا جاتا، آپ نے فنانس کمیٹی بنائی ہوئی ہے، پہلے جب فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی، اس میں رانا صاحب بھی تھے اور فنانس منسٹر صاحب بھی تھے تو اس وقت یہ بتایا گیا کہ کئی ملکوں میں بجٹ پہلے فنانس کمیٹی میں پیش ہوتا ہے، وہاں پر discuss ہوتا ہے اور پھر ہاؤس میں آتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ فنانس کمیٹی کے سامنے اے ڈی پیز بھی پیش کی جائیں تاکہ ممبران کو آسانی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،ظہور صاحب!آپ کا بہت شکریہ۔رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب اللہ رکھا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چودھری محمد شفیق صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ ملک بلال احمد کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔افضل ذکر لاالہ الااللہ وافضل علیہ الصلوٰۃ الّٰلھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔ جناب سپیکر!سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انہیں حقیقت پسندی اور فری ٹیکس بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب کے اس بجٹ کے پیش ہونے کے ساتھ پنجاب کے عوام کی امیدیں وابستہ ہیں اور یہ معزز ایوان جو لوگوں کے قیمتی ووٹوں کے ساتھ منتخب ہو کر معرض وجود میں آتا ہے تو لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے،لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں جو مشکلات سامنے آتی ہیں ان کے حل کے لئے امیدیں وابستہ کر کے رکھتے ہیں تاکہ یہ معزز اراکین اسمبلی ان کے حق کی خاطر اور ان کے بنیادی مسائل کے حل کی خاطر پوری پوری توجہ دیں اور ان کے مسائل کا حل ڈھونڈیں۔میں آپ کی توجہ جنوبی پنجاب کے ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اس وقت اس ایوان میں تو نہیں لیکن خصوصی طور پر جنوبی پنجاب میں تقریباً پچھلے چار پانچ مہینوں سے بڑی کثرت کے ساتھ discuss ہو رہا ہے کہ جنوبی پنجاب احساس محرومی کا شکار ہے اور جنوبی پنجاب کے لوگ احساس محرومی کے شکار ہیں اس لئے جنوبی پنجاب ایک علیٰحدہ صوبہ ہونا چاہئے۔میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ براہ مہربانی جنوبی پنجاب کے اضلاع کے لئے بھی اس طرح بجٹ میں حصہ رکھا جائے جس طرح اپر پنجاب کے اضلاع کے لئے رکھا جاتا ہے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں میں جو احساس محرومی پیدا ہوا ہے، جو جنوبی پنجاب کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارا علیٰحدہ صوبہ بنے تاکہ ہم اس سے بچ سکیں اور یہ پنجاب جو ہمارا اپنا صوبہ ہے اور یہ پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے یہ اسی طرح اور ہم اس پنجاب کی فلاح و بہبود کی خاطر کام کرتے رہیں اور پنجاب کی عوام کی خدمت کرتے رہیں۔اس کے ساتھ ہی میرا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے ہے اور ضلع مظفر گڑھ میں پاکستان کی بڑی انڈسٹریز PARCO Oil Refineries اور تھرمل پاور، شوگر ملز

اور اس کے علاوہ دوسری textile industries ہونے کے باوجود لوگوں میں روزگار کے مواقع اور باقی بنیادی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پورے ضلع میں صرف چار ڈگری کالجز ہیں جو ایک مظفر گڑھ ضلع میں ہے، ایک علی پور میں ہے، ایک تحصیل کوٹ ادو میں ہے اور ایک تحصیل جتوئی میں ہے جبکہ ضلع کی آبادی تقریباً 20 لاکھ کے قریب ہے اور وہاں طلبا کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح دانش پبلک سکول ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر بنایا جا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی ہر حلقے میں کم از کم ایک گرلز ڈگری کالج اور ایک بوائز ڈگری کالج ضرور ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کو اور طلبا کو یہ مسئلہ درپیش نہ ہو کہ ان کے بچے کس طرح تعلیم حاصل کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کا مسئلہ ہے اور صحت کی سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ District Health Unit ڈاکٹر تک نہیں اور ادویات تو دور کی بات ہے اور دوسرا پیرا میڈیکل سٹاف تک نہیں ہے جو لوگوں کو صحت کی سہولیات تک میسر کر سکے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان ہسپتالوں میں proper طریقے سے ڈاکٹرز کا اور دوسرے پیرا میڈیکل سٹاف کا انتظام کیا جائے تاکہ لوگ روزمرہ کی زندگی میں اپنی اور اپنے بچوں کی صحت کا صحیح طریقے سے علاج کرا سکیں اور ان کو ہر حلقے میں Basic Health Unit پر یا رورل ہیلتھ سنٹر پر صحت کے صحیح مواقع حاصل ہو سکیں۔ اسی طرح میرا حلقہ پی پی۔252 دریائے سندھ کے کنارے پر ہے۔ دریائے سندھ کے مغربی جانب سپر اور بند ہونے کی وجہ سے دریا ٹوٹلی طور پر مشرق کی جانب divert ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تقریباً 20 ہزار لوگوں کی آبادی dislocate ہوئی ہے۔ جون کے ماہ میں جونہی فلڈ آتا ہے تو وہ پوری آبادی مختلف شہروں کی طرف یا دیہاتوں کی طرف رخ کرتی ہے اور وہاں settle ہونے کے بارے میں سوچتی ہے جو کہ بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے تو میری آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ اس 20 ہزار آبادی کو dislocate اور وہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب صاحب اپنے خصوصی فنڈ سے فنڈز مہیا کر کے وہاں پر لوگوں کو فلڈ بند اور سپر بند باندھنے کی سہولیات میسر فرمائیں۔ آخر میں، میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ مسائل تو بہت زیادہ ہیں لیکن وقت بہت کم ہے

میں آپ کا اور معزز ایوان اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں، بڑی مہربانی اور بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ افشاں فاروق صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ڈاکٹر غزالہ رضا رانا صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں۔ ڈاکٹر مسرت حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد عباس راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ٹائم بڑھا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب آپ کی تقریر کروا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہاں پر اکیلی بیٹھی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سے end کروائیں گے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ویسے اگر صبح ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اب تو تقریباً ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں آپ بے فکر رہیں آپ کو دس منٹ پورے ملیں گے۔

ملک محمد عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک سرائیکی شعر سے آغاز کروں گا اور امید ہے آپ سرائیکی سمجھیں گے۔

بے وزنے ہیں تیڈی مرضی ہے بھانویں پاء وچ ، بھانویں سیر وچ پا
چن دی چٹی چاننی وچ یارات دے سخت اندھیر وچ پا
بھانویں کہیں دشمن دی فوتگی تے یا جھمردے کہیں پھیر وچ پا
راہ رلدے شاکر کنگن ہیں، بھانویں ہتھ وچ یا بھانویں پیر وچ پا

جناب سپیکر! ہمارے پاس بولنے کا اختیار ہے اور آپ کے پاس سننے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کچھ کر سکتے ہیں اور وہ بھی آپ ہمیں بولنے نہیں دیتے، کم از کم آپ ہمیں بولنے تو دیں اور ہم اپنی بھڑاس تو نکال لیں کیونکہ یہ تو پتا ہے کہ ہونا کچھ نہیں ہے لیکن پھر بھی بولتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کو میں نے پڑھا ہے اور پچھلا بجٹ بھی میں نے دیکھا تھا جس میں خصوصی طور پر انصاف کی فراہمی اور زراعت کی ترقی اور صحت عامہ کی سہولیات اور تعلیم کا فروغ وغیرہ شامل تھا تو سب سے پہلے میں انصاف کی فراہمی کی طرف آتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے انصاف کی فراہمی کے لئے ججز کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اور ان کی سہولیات بڑھائیں لیکن اتنا کر دینا بھی انصاف کے لئے کافی نہیں ہے جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ جلد اور فوری سستا انصاف فراہم کرنا میرے خیال میں اگر میں بھول نہیں رہا تو آپ بھی لاء گریجوایٹ ہیں اور لاء کو اچھی طرح جانتے ہیں اور لاء میکر ہیں۔ میں سیشن کورٹ کی بات کر رہا ہوں اور آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں کہ مرڈر کیس آتا ہے جو compoundable ہے یا hard case ہے جو ضیاء الحق نے نیا قانون بنایا تھا۔ جس میں شجا موضع اور غیر جیفا اور جراجیفا وغیرہ جو شامل ہیں تو یہ compoundable ہے۔ جب یہ compoundable ہے اور پہلی پیشی پر جب مدعی جاکر کہتا ہے کہ میں نے اس کو معاف کیا اور مجھے اس کے بری کئے جانے پر، اس کی ضمانت لئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو اس کیس کو وہیں پر ختم ہونا چاہئے لیکن ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اس کی ضمانت لے لی جاتی ہے اور عدالت اپنا ٹائم ضائع کرتی ہے کہ چالان ابھی sent up نہیں ہوا۔ بھائی چالان تو بنانا پولیس والوں کا کام ہے۔ پولیس superior ہے یا سیشن جج superior ہے کیونکہ کورٹ superior ہے اور پولیس تو اس کی bound ہے لیکن پولیس والے سال سال، چھ چھ ماہ تک وہ چالان sent up نہیں کرتے تو انصاف ہم کہاں سے دیں گے، سستا کیسے دیں گے اور جلد کیسے دیں گے اور فوری کیسے دیں گے؟ تو اس چیز کو مدنظر رکھیں اور اس کی آپ عدالتوں میں جو بھی آپ قانون سازی کرنا چاہیں اور جیسے کرنا چاہیں جو آپ بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کہ آپ lawyer ہیں اور میں تو عام سا ایک جٹ آدمی ہوں اور میری اتنی تعلیم بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی میں گستاخی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی تقریر میں بھی زراعت کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود زراعت میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹریکٹر کتنے بندوں کو مل جائیں گے؟ ہم تمام لوگوں کو تو گرین ٹریکٹر نہیں دے سکتے۔ گرین ٹریکٹر کی قرعہ اندازی ہو گی اور وہ بھی

کمپیوٹرائز ہے اور لوگوں کو objection ہے کہ کمپیوٹر میں بھی بندے feed کرتے ہیں وہ پہلے پہلے اپنے نام feed کر دیتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کمپیوٹر میں کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ میں کمپیوٹر کا مکینک نہیں ہوں لیکن اس سے بہتر ہے کہ جس طرح پہلے دیہاتوں میں قرعہ اندازی ہوتی تھی کہ پرچیاں ڈال دی جاتی تھیں اور دو تین آدمی بلا لئے جاتے تھے کہ آپ پرچی اٹھالیں تو وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں کسی کو objection کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں زراعت کے لئے ٹیوب ویل کا کنکشن نہیں ملتا۔ کسان کو ٹیوب ویل کے کنکشن کے لئے درخواست دینا پڑتی ہے اور اسے ایک lengthy process سے گزرنا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ دیہاتوں کے کسان زیادہ تر ان پڑھ ہیں اور اگر کوئی پڑھے ہوئے ہیں تو وہ بھی خواندہ ہیں اور پرائمری تک ان کی تعلیم ہے لیکن انھیں بڑے بڑے اشٹام پیپر اور انگلش کے فارم دے دیئے جاتے ہیں کہ یہ fill کر کے لے آئیں۔ اسے وہ فائل مکمل کرتے کرتے ایک دو ماہ لگ جاتے ہیں۔ اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ابھی آپ کا نمبر نہیں آیا اس لئے ڈیمانڈ نوٹس جاری نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایک طرف تو زراعت کی ترقی کی بات کرتے ہیں اگر ہم اپنے پڑوسی ملک کی طرف دیکھیں کہ انڈیا حکومت نے پنجاب کے اندر زراعت پر بجلی بھی مفت مہیا کی ہوئی ہے اور ہم ٹیوب ویل کے لئے بجلی کا کنکشن دینے کے لئے کسان کو رلاتے ہیں، انھیں چکر لگواتے ہیں اور آخر میں کہا جاتا ہے کہ سامان available نہیں ہے۔ آپ priority لگوائیں، ایم این اے سے priority لگوائیں تو میرٹ کہاں سے آ گیا، میں صبح سے میرٹ میرٹ سن رہا ہوں بھائی کدھر ہے میرٹ؟ اگر میرٹ ہو پھر تو کوئی رونا ہی نہیں۔ آپ میرٹ کر دیں، آپ اس ملک میں انصاف کر دیں تو سب چیزیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے پچھلی بار بھی گزارش کی تھی کہ ہمیں کسان کو، کاشتکار کو یہ سہولت دینی چاہئے کہ وہ ڈائریکٹ ٹریکٹر import کرے۔ ہم یہاں پر جو ٹریکٹر بناتے ہیں ان کا معیار وہ نہیں ہے جو ان کا ہے لیکن پتا نہیں ہماری حکومت کو کیا قباحت ہے کہ کسان کو ٹریکٹر import نہیں کرنے دیتے۔ زرعی آلات یا زراعت کی جو بھی ضرورت ہے وہ ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری ہونی چاہئے۔ اگر ہم نے واقعی زراعت کو فروغ دینا ہے، اگر ہم واقعی زراعت کے ساتھ مخلص ہیں اور ہم جو بار بار یہ بات دہراتے ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے تو اگر ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنا ہے تو پھر اس کو مضبوط کرنے

کے طریقے بھی اپنانے ہوں گے۔ میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ ہمیں پرانے ٹریکٹر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے جیسے reconditioned گاڑیاں آتی ہیں اسی طرح ہم reconditioned ٹریکٹر بھی منگوا سکتے ہیں اور ان کے implements بھی خواہ نئے یا reconditioned منگوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اور بھی کافی تجاویز ہیں لیکن چونکہ وقت کی کمی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام باتوں کو پورا کر سکوں۔ میں نے پڑھا ہے کہ صحت کے شعبے میں کافی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور خصوصاً گڈنی کے مریضوں کے ڈائیلاسز کی سہولت بہت اچھی بات ہے میں اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے بہت اچھا اور احسن قدم اٹھایا ہے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ اس ملک میں ہیپاٹائٹس بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور ہمارا چوتھا یا پانچواں آدمی ہیپاٹائٹس کا مریض ہے اور پتا اس وقت چلتا ہے جب وہ آخری stage پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ یہاں پر diagnose کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہمارا کوئی غریب آدمی لیبارٹری میں جا سکتا اور نہ ہی اسے پتا ہے کہ ہیپاٹائٹس کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ سائیں اہ سفرا تھئی گیا اے میکوں ذرا اکھیں پیلیاں نئیں اور پتا بھی چلتا ہے کہ وہ سیدھا graveyard جاتا ہے۔ لہذا صحت کے معاملے میں ہمیں ہیپاٹائٹس کا بھی خیال رکھنا ہے۔ جب میاں محمد نواز شریف نگران وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت ہم نے انھیں اپنے علاقے میں بلایا تھا وہ وہاں تشریف لائے تو انھوں نے ایک RHC کا حکم جاری کیا 1988 میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور دو سال کے اندر اندر مکمل ہو گیا تھا لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس ہسپتال میں اپریشن تھیٹر کا انتظام نہیں ہو سکا۔ اس ہسپتال بنانے کا کیا فائدہ جہاں پر اسپرین کی گولی کو پیس کر اور دو پڑیاں دے دی جائیں اور وہی سرخ مکسچر پتا نہیں اس میں سرخ رنگ ڈالتے ہیں یا کیا بلا ہوتی ہے وہ دے دیتے ہیں کہ چل ایہ ہاضمے دی دوا اے، اک پڑی کھاویں تے اتوں ایہ پی لویں ٹھیک ہو جاسیں۔

جناب سپیکر! زچگی کی بھی یہی صورتحال ہے۔ میں باقیوں کی بات نہیں کرتا مجھے تو ان کے بارے میں پتا ہی نہیں میں تو صرف اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ B.H.Us یا R.H.Cs میں check and balance کا کوئی نظام نہیں ہے۔ وہاں پر جو لیڈی ڈاکٹر یا ایل ایچ وی ہوتی ہیں ان کے پاس جب کوئی زچگی کی مریضہ آتی ہے چونکہ وہ دیہاتوں کے غریب لوگ ہوتے ہیں تو انھیں یہی کہا جاتا ہے کہ ایہ

خیراتی ہسپتال اے اس میں وہ سامان نہیں ہے جو ہمارے کلینک میں ہے لہذا آپ شام کو چار بجے میرے کلینک میں آ جائیں جو ہسپتال کے ساتھ ہی موڑ میں ہے۔لہذا میری تجویز ہے کہ ان پر پابندی لگانی چاہئے۔ایل ایچ وی یا لیڈی ڈاکٹر جس ہسپتال میں، آر ایچ سی یا بی ایچ یو میں کام کرتی ہے وہ اس علاقے میں پریکٹس نہیں کر سکتی بلکہ پریکٹس کر ہی نہیں سکتی چونکہ وہ تنخواہ لیتی ہے۔اسی طرح ہمارے جو بڑے ہسپتال ہیں جن کے لئے ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے بجٹ دیا ہے اس میں جنوبی پنجاب کافی محرومی کا شکار ہے۔یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جنوبی پنجاب کو بہت کچھ دے دیا ہے۔جنوبی پنجاب میں نشتر ہسپتال پاکستان بننے کے فوری بعد بنا تھا لیکن آج تک وہاں نشتر ہسپتال کے برابر کا کوئی دوسرا ہسپتال نہیں بنا ہمیں اس کی بہت کمی ہے۔نشتر ہسپتال یا ملتان کے جو بڑے ہسپتال ہیں وہ صرف ملتان کی ضرورت پوری نہیں کرتے بلکہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کشمور حتیٰ کہ لورالائی اور بلوچستان کے بندے بھی وہاں آکر اپنا علاج کرواتے ہیں۔لہذا اس پر بھی ہمیں خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ ہم اپنے عوام کی صحت کو صحیح کر سکیں۔

جناب والا! انھوں نے تعلیم پر بہت خطیر رقم رکھی ہے یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے باوجود بھی دیہاتوں میں تعلیم کا معیار تو ٹھیک ہے لیکن ان کو وہ سہولیات نہیں ملتیں۔دیہاتوں میں آج بھی بچے پیپل اور بوہڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ بھی نہیں ہوتے جس پر وہ بیٹھیں بلکہ وہ گھر سے اپنا کھاد والا گٹو اٹھا کر لاتے ہیں اور اسے صاف کر کے اس پر بیٹھتے ہیں۔لیکن یہاں باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب بنا دیا ہے۔کیا پڑھا لکھا پنجاب بنایا ہے؟ آپ لاہور سے باہر نکلیں، آپ جنوبی پنجاب کی طرف جائیں، آپ تھل کی طرف جائیں، آپ روہی کی طرف جائیں اور دیکھیں کہ وہاں پر تعلیم کا کیا حال ہے، وہاں پر طالب علم کا کیا حال ہے اور وہاں پر ٹیچرز کا کیا حال ہے؟ لہذا میری استدعا ہے کہ ہم نے جتنی ادھر توجہ دینی ہے اتنی ہی وہاں بھی دینی ہے کیونکہ جس طرح لاہور پنجاب کا حصہ ہے اسی طرح باقی اضلاع بھی پنجاب کا حصہ ہیں جس میں پوٹھوہار بھی شامل ہے وہ بھی محرومی کا شکار ہے۔گو میرا پوٹھوہار سے تعلق نہیں ہے لیکن میرا اس صوبے سے تو تعلق ہے۔

جناب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ گندم کا آخری دانا تک خریدیں گے۔میں وزیر اعظم کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے گندم کی قیمت 950 روپے کی اور میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کافی

اضلاع میں جا کر موقع پر چھاپے مارے اور گندم کے procurement centres چیک کئے لیکن اس کے باوجود آج بھی گندم پڑی ہے۔آج بھی زمیندار کے پاس، کسان کے پاس گندم پڑی ہے۔مجھے کمشنر ملتان نے کہا کہ راں صاحب اب تو خدا کے لئے بس کر دیں اب تو ہمارے پاس گندم رکھنے کے لئے جگہ ہی نہیں ہے۔اخبارات اور رسالوں میں لکھا جاتا تھا کہ پنجاب کا کاشتکار یا پاکستان کا کاشتکار کیسا کاشتکار ہے جو انڈیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا؟ انڈیا کا ایک پنجاب ہے جو پورے ہندوستان کو خوراک مہیا کرتا ہے اور یہ اتنا بڑا پنجاب ہے اور چھوٹا سا ملک ہے لیکن اس کو پوری خوراک مہیا نہیں کر سکتا۔اب ہم نے خوراک مہیا کی ہے تو لینے والا کوئی نہیں ہے۔ہم نے تو کسان کو کھاد بھی نہیں دی۔اب بھی یوریا کھاد ایک ہزار روپے بلیک میں مل رہی ہے اور میرا تعلق اس ضلع سے ہے جہاں سے وزیر اعظم ہے اور میرا تعلق اس حلقے سے ہے جہاں سے وزیر خارجہ ہے لیکن اتنی بڑی شخصیات، اتنی بڑی ہستیاں ہونے کے باوجود ملتان کی یہ حالت ہے تو باقی اضلاع کا کیا حال ہو گا اور وہاں پر کھاد کی کیا پوزیشن ہو گی؟ لہذا میری استدعا ہے کہ ہمیں کھاد کی ترسیل یقینی بنانا چاہئے تاکہ ہم زمیندار کو کھاد دے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! کیا اب میں بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔آپ کا بہت شکریہ

ملک محمد عباس راں: ٹھیک ہے، بیٹھ جاتے ہیں۔میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ ہم نے بولنا ہے اور آپ نے سننا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پچاسواں نمبر تھا اس لئے آپ کو ضرورت سے زیادہ وقت دیا ہے۔اب اجلاس بروز منگل مورخہ 23۔ جون 2009 بوقت دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔